بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

عقل بیدار

تصنیف لطیف

سلطان العارفین حضرت سلطان باھو

مترجم

ڈاکٹر کے بی نسیم

حضرت سلطان باھو اکیڈمی

هُوْ

اللّٰهُ

مُحَمَّد صلی اللہ علیہ وسلم

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ[1] ط هُوَ الْحَيُّ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ فَادْعُوْهُ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ ط اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ[2] ط ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ مَوْلَى الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ اَنَّ الْكَافِرِيْنَ لَا مَوْلٰى لَهُمْ[3] وَ الْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِيْنَ[4] ط

وَاعْبُدْ رَبَّكَ حَتّٰى يَاْتِيَكَ الْيَقِيْنُ[5] ط

ونعت متبرکات نبی الحیات مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ اٰلِهٖ وَسَلَّمْ۔

هُوَ الَّذِيْ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَدِيْنِ الْحَقِّ[6] ط

لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ اٰلِهٖ وَسَلَّمْ ط

وَجَآءَهُمْ رَسُوْلٌ كَرِيْمٌ اَنْ اَدُّوْا اِلَيَّ عِبَادَ اللّٰهِ اِنِّيْ لَكُمْ رَسُوْلٌ اَمِيْنٌ[7] ط

۱۔ سورہ فاتحہ، ۱ : ۲ ۲۔ سورہ المؤمن، ۴۰ : ۶۵ ۳۔ سورہ محمد، ۴۷ : ۱۱

۴۔ سورہ الاعراف، ۷ : ۱۲۸ ۵۔ سورہ الحجر، ۱۵ : ۹۹

۶۔ سورہ التوبہ، ۹ : ۳۳ ۷۔ سورہ الدخان، ۴۴ : ۱۷ ۔ ۱۸

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

حمد و نعت

سب تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں۔

وہی زندہ رہنے والا ہے۔ اسکے سوا کسی کی بندگی نہیں۔ سو اپنے دین کو اس کے لیے خاص کر کے اسی کو پکارو۔ ساری تعریف اللہ کو جو سارے جہاں کا ربّ ہے۔ یہ اس لیے کہ ایمان والوں کا مولیٰ اللہ ہے اور جو کافر ہیں' ان کا کوئی مولیٰ نہیں۔ اور عاقبت پرہیزگاروں کے لیے ہے۔

اور اپنے رب کی اتنی عبادت کرو کہ یقین کی انتہائی منزل پر فائز ہو جاؤ۔

اور نعت متبرک حیات النّبی محمد رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے لیے جن کے حق میں فرمایا گیا ہے:

وہی اللہ ہے، جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور سچّا دین دے کر بھیجا۔ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں، محمد صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں۔

اور ان کے پاس نہایت معتبر رسول آیا اور اس نے کہا کہ اللہ کے بندوں کو میرے سپرد کر دو۔ بیشک میں تمہارے لیے ایک امانتدار رسول ہوں۔ جن کی شان میں قاب قوسین وارد ہے۔ وہ اللہ کی ذات میں فنا ہیں۔ اور ان کی جان اور روح لامکان میں ذات کبریا کے ساتھ ہے۔ وہ نور حضور سے پُر تھے۔ درود و سلام ہو احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلّی اللہ علیہ و آلہٖ وسلّم پر، ان کی آل پر، ان کے اصحاب پر، اور ان کے تمام اہل بیت پر۔

بعد ازاں تصنیف بے تالیف کا مصنّف عرض کرتا ہے کہ اس تصنیف میں گنج بے یعنی سونا چاندی بنانے کے تمام علم کی توفیق درج ہے، جو طالب کو مکمل طور پر بے نیاز

قاب قوسین عظیم شان او فنافی اللہ لامکان نور حضور جان او احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَاَصۡحَابِہٖ وَاَھۡلِ بَیۡتِہٖ اَجۡمَعِیۡنَ ط

آنا میگوید مصنف تصنیف بی تالیف کہ درین تصنیف گنج تصرف کیمیا سیم و زر دنیا تمام لایحتاج تمامی توفیق است و قرب اللہ مشاہدۂ جمیعت معراج تحقیق است و مشرف دیدار پر انوار حضوری مجلس محمد رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم خاص و خلاصہ طریق است و دوام ہم صحبت شدن بارواح ہر یک انبیاء واصفیاء' مرسل نبی اللہ اولیاء اللہ ہدایت رہبر رفیق۔ ہر کہ شک آرد، متکبر از معرفت اللہ ازان قوم کاذب زندیق است۔

مراتب این چنین صاحب سلک طریقت و غالب الاولیاء غالب بر معرفت حقیقت کہ در یکدم و بر یکقدم کلّ و جز مقامات از قوت علم واردات حاضرات باسم اللہ ذات طرفہ زد لاحد طی کند و لاعد برسد کہ مرتبہ او در وہم و فہم نگنجد۔

قَوۡلُہٗ تَعَالٰی:

رَضِیَ اللّٰہُ عَنۡہُمۡ وَرَضُوۡا عَنۡہُ[1] ط

رمز بارمز عین باعین، ایماء بالایماء، چنانچہ اسم بامسمّٰی معنّٰی علم لوح محفوظ از

[1] سورہ مائدہ، ۵ : ۱۱۹

کر دے اور اس تصنیف میں قرب خداوندی، مشاہدۂ جمیعت معراج کا حصول ہو گا۔ حضور نبی کریم رؤف و رحیم علیہ افضل الصلوٰۃ والتّسلیم کے دیدار پُر انوار اور حضوری سے مشرف ہو گا۔ یہ کتاب اس امر کی رہبر اور رفیق ہے کہ تمام انبیاء، اصفیاء، مرسل، نبی اللہ اور اولیاء اللہ کے ساتھ دائمی صحبت اور ملاقات کرائے۔ اور یہ کتاب ہدایت دینے والی ہے۔ جو شخص اس میں شک کرتا ہے، وہ (دراصل) معرفت خداوندی کا منکر ہے اور اس کا تعلق اس گروہ سے ہے، جو جھوٹا اور بے دین ہے۔

اس قسم کے مراتب ان احباب سلسلہ اور اصحاب طریقت کو حاصل ہوتے ہیں، جو اولیاء اللہ میں سربر آوردہ ہوتے ہیں اور معرفت و حقیقت میں پوری طرح شناسائی رکھتے ہیں۔ اور وہ ایک دم میں اور ایک قدم پر تمام کلّ و جز مقامات کو باطنی واردات کے علم اور حاضرات اسم اللہ ذات کی قوت سے ایک لحظہ میں طے کر لیتے ہیں۔ انکے مرتبہ کی کوئی حد نہیں ہوتی اور وہ لاتعداد مراتب پر پہنچتے ہیں۔ ایسے اشخاص کے مراتب وہم و گمان میں بھی نہیں سما سکتے۔ ایسے ہی لوگوں کے بارے میں ارشاد خداوندی ہے:

"اللہ تعالیٰ ان سے راضی ہے اور وہ اللہ تعالیٰ سے راضی ہیں۔"

ان کی رمز اللہ تعالیٰ کی رمز، ان کی عین اللہ تعالیٰ کی عین، ان کا ایماء اللہ تعالیٰ کا ایماء ہوتا ہے۔ وہ اسم کی برکت سے مسمّٰی یعنی ذات حق تعالیٰ تک پہنچ کر یہ معما حل کر لیتے ہیں۔ اور لوح محفوظ کا علم اسم اللہ کے مطالعہ سے ان پر منکشف ہو جاتا ہے۔ اور تمام کلّ و جز کا ہر علم لوح محفوظ کے مطالعہ میں آ جاتا ہے۔

طریقۂ قادری کا مبتدی طالب جب اسم اللہ ذات کے ذریعہ پہلے ہی روز لوح محفوظ سے ابتدائی سبق پڑھتا ہے، تو پھر اسے ظاہری رسمی و رواجی علم کی احتیاج نہیں رہتی۔ یہ مرتبہ عاشق الاّ اللہ کا ہے۔ کیونکہ فنافی اللہ عاشق حقیقت میں معشوق ہو جاتا ہے۔ اس لیے کہ طالب جو کچھ دیکھتا ہے، وہ غیر مخلوق کے انوار کا مشاہدہ ہوتا ہے۔

یہ طریقہ راہ سلک سلوک میں مشق وجودیہ[1] کے ذریعے اسم اللہ ذات مرقوم

[1] مشق وجودیہ: یہ تصوف کی ایک اصطلاح ہے، جو غالباً حضرت سلطان باہوؒ کی اپنی اختراع ہے

(بقیہ اگلے صفحہ پر)

اسم اللہ مطالعہ بکشاید و کُل وجز علم علوم در مطالعہ لوح محفوظ در آید۔

طالب مبتدی از طریقۂ قادری از اسم اللہ لوح محفوظ روز اوّل کہ اوّل سبق خواند، آنرا باز احتیاج علم ظاہری رسم رسوم نماند۔ اینست مرتبۂ عاشق الّا اللہ کہ عاشق فنا فی اللہ معشوق است کہ طالب آنچہ بیند 'مشاہدۂ انوار دیدار غیر مخلوق است۔

این طریق سلک مشق وجودیہ مرقوم اسم اللہ ذات کہ با امتحان راہ است کہ روز اوّل حصول الوصول توحید با قرب الٰہ است کہ کاملان را ہر یک مراتب نصیب بہ نظر و نگاہ است۔ اگر بادشاہ را مراتب میدھند بمفلس گدا و گدا را می بخشند مرتبۂ بادشاہ بحکم اجازت محمد مصطفیٰ صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم۔

این مصنف را تلقین ارشاد از حضرت نبی اللہ علیہ الصلوٰۃ والسّلام و شفیع وسیلۂ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ و مرید حضرت پیر دستگیر شاہ محیّ الدّین قدس اللہ سرّہٗ العزیز قوی۔ ہر کہ شک آرد 'از اہل شقی۔

بدانکہ مطالعہ از تصنیف بی تکلیف ولی اللہ کامل چنان در وجود تاثیر کند و نفع دھد کہ روشن ضمیر شود۔ خود زخود بحضور برسد و مطالعہ از تصنیف ناقص ہیچ مرتبہ حاصل نبود۔

کرنے کا ہے، جو کہ امتحان کا راستہ ہے۔ اس میں پہلے ہی دن مقام توحید الٰہی اور قرب خداوندی حاصل ہو جاتا ہے۔ کیونکہ یہ سب مراتب کاملوں کی ایک ہی نگاہ سے حاصل ہو جاتے ہیں۔(ان میں اس قدر قدرت ہوتی ہے) کہ اگر وہ چاہیں تو محمد مصطفیٰ صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے حکم و اجازت سے بادشاہ کو مفلس بھکاری بنا دیں اور چاہیں تو بھکاری کو بادشاہی کا مرتبہ بخش دیں۔

اس کتاب کے مصنف (حضرت سلطان باھوؒ) کو حضرت محمد مصطفیٰ صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی تلقین و ہدایت اور شفاعت، حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا وسیلہ اور حضرت پیر دستگیر شاہ محیّ الدّین قدس اللہ سرّہٗ العزیز کی مریدی اور ارادت کا شرف حاصل ہے۔ جو شخص اس میں شک کرتا ہے، وہ بدبخت لوگوں میں سے ہے۔

(اے طالب حقیقی!) (اچھی طرح) جان لے کہ ولی اللہ کامل کی بے تکلیف تصنیف کے مطالعہ سے (پڑھنے والے کے) وجود پر ایسا اثر ہوتا ہے اور اسے اس قدر نفع دیتا ہے کہ وہ روشن ضمیر ہو جاتا ہے اور وہ خود بخود حضور ذات حق میں پہنچ جاتا ہے۔ مگر کسی ناقص کی تصنیف کے مطالعہ سے کوئی مرتبہ حاصل نہیں ہوتا۔ یہ تصنیف (عقل بیدار) عین

(بقیہ)اور وضع کردہ ہے۔ اس سے قبل اس اصطلاح کو کسی نے استعمال نہیں کیا۔ اسی سلسلے میں ایک اور اصطلاح مشق تصور اسم اللہ ذات ہے۔ یہ بھی حضرت سلطان باھوؒ کی ہی وضع کردہ ہے۔ حضرت سلطان باھوؒ کے فقر میں اس کو بنیادی اور اساسی حیثیت حاصل ہے۔ اور ان کے فقر کا سارا دارومدار اسی پر ہے۔ انہوں نے اپنی تمام کتابوں میں اس کا بار بار ذکر کیا ہے اور تمام روحانی مدارج اور مراتب کے حصول کا انحصار اسی پر بتایا ہے۔ اس کو اچھی طرح سمجھ لیا جائے، تو ان کے تمام فقر کی سمجھ آ جاتی ہے۔ مشق تصور اسم اللہ ذات میں لفظ اللہ دل کے مقام پر، ماتھے اور ناف کے مقام پر تصور اور تفکر کے ذریعے نقش اور مرقوم کیا جاتا ہے، جس سے نفس، قلب اور روح کے لطائف زندہ اور بیدار ہوتے ہیں اور مشق وجودیہ میں لفظ اللہ جسم کے تمام اہم مقامات اور اعضاء مثلاً آنکھ، کان، زبان اور ہاتھوں وغیرہ پر تصور اور تفکر کے ذریعے نقش اور تحریر کیا جاتا ہے، جس سے ان اعضاء کی طرف اللہ تعالیٰ کی تجلّی ہوتی ہے اور ان اعضاء کو روحانی اور باطنی زندگی، قوت اور وسعت عطا ہوتی ہے اور ان کی راہ باطن کی طرف کھل جاتی ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیں کتاب 'عرفان' حصہ اوّل مصنفہ حضرت فقیر محمد صاحب سروری کلاچوی۔

این تصنیف عین رحمت نماست وفیض فضل عطاءاست۔ بخش بر طالبان خدااست کہ

ازخدااست کہ باخدااست۔

فرد

فردا را امروز بنماید لقا　　کی بہ بیند کور چشم بی حیا

قَوْلُهُ تَعَالٰی:۔

وَمَنْ كَانَ فِي هٰذِهٖٓ اَعْمٰى فَهُوَ فِي الْاٰخِرَةِ اَعْمٰى[1]

بیت

ہر کہ می بیند می شناسد حق بدان　　جثہ اینجا ست جانم لامکان

نطق مصنّف تصنیف علم تصوّف التصوّف صیف القلب لاسوی اللہ کہ در قید تصوّر ربانی حضور شریف وتصوّر روحانی قبور لطیف وتوجہ باقرب اللہ توفیق و تفکر فنافی اللہ تحقیق جامع الجمیعت بحق رفیق، فارغ ازسلک سلوک آفات راہ ابتداء معرفت لاھوت،

ہم سخن الہام باللہ عارف عیان ناظر دوام......

مجلس محمدی صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم حاضر غلام خانہ زاد طالب مرید قادری بندہ باھوؒ یاھو زبان کشاید۔ برتن ہر موئی قبض بسط بی سکر صحو بی لغو لہو فی اللہ

۱۔ سورہ بنی اسرائیل، ۱۷: ۷۲

رحمت نما اور فیض فضل عطائے الٰہی ہے۔ کیونکہ یہ کتاب خدا کی طرف سے ہے اور اسکا تعلق خدا سے ہے۔ گویا خدا کے طالبوں کے لیے یہ عطیۂ خداوندی ہے۔

فرد

صاحب لقاء کل رونما ہونے والے واقعہ کو آج دکھا دیتا ہے۔ بے حیا اندھا (بھلا) کب دیکھ سکتا ہے؟

ارشاد خداوندی ہے:

"اور جو شخص اس جہاں میں (باطنی طور پر) اندھا رہا، پس وہ قیامت کے روز بھی اندھا ہی رہے گا۔"

بیت

جو کوئی باطنی بصیرت رکھتا ہے، وہی حق کی معرفت کر سکتا ہے۔ میرا (ظاہری) جسم (اگرچہ) اس دنیا میں ہے، مگر میری روح لامکان میں ہے۔

یہ اس مصنّف (حضرت سلطان باھوؒ) کا کلام ہے، جس کی تصنیف عین تصوّف ہے۔ جس کا قلب ماسوائے اللہ سے پاک ہے اور جو حضور حق کے تصوّر میں قید ہے اور جسے روحانی اہل قبور لطیف کا تصرّف حاصل ہے اور جسے قرب خداوندی کی توجہ نصیب ہے۔ اور جو فنافی اللہ کی حقیقت کے تفکر کا حامل ہے اور جو حق کے ساتھ رفاقت کی مکمل جمیعت تک پہنچا ہوا ہے۔ اور جو سلک سلوک میں معرفت اور لاھوت کے راہ کی ابتدائی آفات سے فارغ ہے۔ جو الہام اللہ کا ہم سخن ہے۔ جو عیاں طور پر عارف ہے۔ اور جسے مجلس محمدی صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم میں دائمی حاضری کا شرف حاصل ہے۔ جو طالب قادری مرید ہے اور اس سلسلہ کا خانہ زاد غلام ہے۔ بندہ باھوؒ جو یاھو کے ساتھ ہے، جسکے بدن کا ہر بال بغیر سکر[1] کے قبض اور بسط[2] کی حالت میں ہے اور جس کا

۱۔ سکر: وہ بے خودی اور مدہوشی جو مشاہدۂ جمال محبوب کا نتیجہ ہو۔

۲۔ قبض وبسط: واردات قلبی کے بند ہونے کو قبض کہتے ہیں اور ان کے کھل جانے کا نام بسط ہے۔

غرق، محوفی ھو، سوداسویدا روشن ضمیر ھویدا که ازمیان قلب بیدار لطیفه، غیب الغیب

تجلّیٔ انوار پروردگار متوجه دیدار که این چنین علم نعم البدل۔

قَوْلُهٗ تَعَالٰی: كُلَّ يَوْمٍ هُوَ فِيْ شَاْنٍ[1] ط

بخشندہ و نمایندہ فیض فضل عارفان ازان روز ازل فنافی اللہ۔ مصنّف فقیر باھوؒ ولد محمد بازیدؒ

عرف اعوان ساکن قلعہ شور حرسہا اللہ تعالیٰ مِنَ الْاٰفَاتِ وَالْجَوْرِ که نظار دریای توحید

بی تقلید غواص درکش از شرف مشرف تمام خاکپای علیہ الصّلوٰۃ والسّلام۔

عاقل آنست که اوّل طالب اللہ و مرید محمد رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم موافق

قرآن مجید مخالف دنیا نفس شیطان پیش حضرت شریعت عرض کند، آنچه شریعت میفرماید

حق بردارد و از آنچه شریعت مانع شود، باطل بگذارد و شریعت چه چیز میفرماید بمعرفت اللہ

رو آر، غرق شو فی اللہ با قرب دیدار، از دنیا ترک و از خلق فرق و با خدا غرق۔ ہر که بیاید

با خدا، باز ماند از نفس ہوا۔ از دل دیدہ بکشاء، بہ بین مشاہدۂ انوار پروردگار۔

این کتاب ”کتب الارباب“ ”عقل بیدار“ نام نہادہ و غم بردار، صاحب مطالعہ را اولیاء لایحتاج خطاب دادہ شد و ”شمس العاشقین“ نیز خطاب دادہ شد۔

۱۔ سورہ الرحمٰن، ۵۵ : ۲۹

محو[1] لغویات اور لہو و لعب سے مبرّا ہے، جو ذات کبریا میں مستغرق ہے اور جو ھو میں محو ہے اور جسکا سودا سویدا[2] روشن ضمیر اور عیاں ہے۔ جس کے قلب کا لطیفہ بیدار ہے۔ اور غیب الغیب کے عالم میں انوار پروردگار کی تجلّی اور دیدار کی طرف متوجہ ہے۔ اور جس سے اس قسم کا نعم البدل[3] علم کہ ہر روز اسکی نئی شان ہے، حاصل ہوتا ہے۔ جو عارفوں کو روز ازل سے مرتبۂ فنافی اللہ دکھانے والا اور حق تعالیٰ کا فیض و فضل بخشنے والا ہے۔ یعنی مصنّف فقیر باھوؒ ولد محمد بازیدؒ عرف اعوان ساکن قلعہ شور کوٹ، اللہ تعالیٰ اسے مصائب اور ظلم سے محفوظ رکھے۔ جو کسی کی تقلید کے بغیر دریائے توحید کا نظارہ کرنے والا ہے اور جو دریائے توحید میں غوطہ لگانے والا اور اس میں جواہر و موتی نکالنے والا ہے۔ جو شرف حضوری سے کامل طور پر مشرّف ہے اور جو حضرت محمد صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے قدم مبارک کی خاک ہے۔ وہ یوں عرض کرتا ہے کہ:

”صاحب عقل وہ ہے کہ جو سب سے پہلے تو نبی کریم علیہ الصّلوٰۃ والتّسلیم کا طالب اور مرید ہو۔ قرآن کریم کے موافق ہو۔ دنیا اور نفس و شیطان کے مخالف ہو۔ اور حضور علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کے اقوال و افعال کا تابع ہو اور شرع محمدی صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے مطابق عمل کرے اور جس بات سے شریعت منع کرتی ہے، اسے باطل سمجھ کر چھوڑ دے اور شریعت کس چیز کا حکم کرتی ہے؟ شریعت کا فرمان یہ ہے کہ حق تعالیٰ کی معرفت کی طرف متوجہ ہو کر اسکے قربِ دیدار سے فنافی اللہ بنے، دنیا کو ترک کر دیا جائے۔ اور خلق خدا سے کٹ کر خدا کی ذات میں غرق ہو۔ جو شخص اللہ تعالیٰ کی معرفت حاصل کر لیتا ہے، وہ نفسانی خواہشات اور حرص و ہوا سے باز رہتا ہے۔ اے طالب حقیقی! دل کی آنکھ کھول کر انوار ذات الٰہی کا مشاہدہ کر۔“

اس کتاب کا نام ”کتب الارباب“ اور ”عقل بیدار“ رکھا گیا ہے۔ یہ کتاب غم دنیا

۱۔ محو: عارف کا مدہوشی اور بے خودی کے عالم سے احساس اور ہوش کی کیفیت میں آنا۔

۲۔ سودا سویدا: دل کے مرکزی سیاہ نقطے، مرکز قلب یا اصل قلب کو کہتے ہیں۔

۳۔ نعم البدل: اولیاء اللہ اور فقراء کو جو نئے مراتب اور نئے درجات اللہ تعالیٰ کی طرف سے نعم البدل کے طور پر عطا ہوتے ہیں۔

نسخۂ فیض رسان گویند۔ طبقات فیض البخش، مثل باران رحمت رحیم ویا آنکہ معدن کرم کریم، فتوحات غیب الغیب وارادات لاریب کہ ہر تصرف گنج غنایت، کیمیای اکسیر ہنر تابدایت کیمیاء اکسیر نظر، سیم زر درم دنیا نقد جنس بیشمار مال و ہر کہ ناکردہ حاصل۔

وازین کتاب نشد معرفت اللہ واصل باجمیعت جمال وصال۔ اگر ازین مطالعہ بخت نکشاید، طالع نیافت۔ عاجزی ہلاکت، فقر، فاقہ، مفلسی و پریشانی وبی جمیعت احوال سقیم حال۔ بر ہر در سوال او بر گردن وبال او زوال۔

ابیات

احمقان را نیست خبرش زین مقام   دین و دنیا طی نمودم شد تمام

ہر کہ بکشاید بود آن جان من   کی رسد با این مراتب لاف زن

باہوؒ "کیمیای گنج مفلس را نمود   ہر کرا عقل است حاصل کرد زود

ازین دو مراتب۔ یکی از علم دعوت عمل قبور، مؤکل ہدایت، آواز از قرب اللہ حضور۔

دوم از تصور اسم اللہ نور۔

قَوْلُهٗ تَعَالٰی:۔

سے نجات دینے والی ہے کیونکہ اس کا (غور سے) مطالعہ کرنے والوں کو لایحتاج اولیاء اللہ اور نیز "شمس العاشقین" کا خطاب دیا گیا ہے۔ اس کتاب کو نسخۂ فیض رساں بھی کہتے ہیں۔ اور طبقات فضل البخش بھی۔ کیونکہ یہ سراسر اللہ رحیم کی رحمت کی بارش کی طرح فیض عطا کرنے والی ہے اور اللہ کریم کے کرم کی کان ہے۔ اور اس سے فتوحات غیب الغیب اور ارادات الٰہی حاصل ہوتی ہے۔ اس میں شک نہیں کہ اس گنج غنایت کا ہر تصرف، کیمیائے اکسیر کا ہر ہنر، یہاں تک کہ آغاز کیمیائے اکسیر نظر، دنیاوی بے شمار سونا چاندی اور نقد مال و اسباب حاصل ہوتا ہے۔ اور جس کسی نے اس کتاب سے کچھ حاصل نہ کیا۔ اور اسے اس سے معرفت الٰہی حاصل ہوئی اور نہ ہی اسے جمیعت جمال وصال اور نہ اس کے مطالعہ سے اس کا بخت کھلا اور نہ مقدر جاگا، وہ یونہی عاجز رہا۔ ہلاکت، فقر و فاقہ، مفلسی، پریشانی اور بے اطمینانی میں مبتلا ہوا اور ہر دروازے کا بھکاری بن گیا، تو اس تمام زوال کا وبال اس کی اپنی گردن پر رہا۔

ابیات

احمقوں کو ان مقامات کی کوئی خبر نہیں ہے۔ میں نے دین و دنیا کی تمام منازل طے کر لی ہیں۔

جو کوئی ان مقامات کو پا لیتا ہے، وہ مجھے جان سے بھی زیادہ عزیز ہے۔ ڈینگیں مارنے والا (بھلا) ان مراتب تک کب پہنچ سکتا ہے؟

باہوؒ نے کیمیا کا خزانہ مفلس کو دکھا دیا ہے۔ جس کسی کو عقل ہوتی ہے، وہ اس خزانے کو بہت جلد حاصل کر لیتا ہے۔

راہ سلک سلوک میں دو بڑے علوم اور مراتب ہیں۔ ایک عمل دعوت القبور کا علم ہے، جس میں مؤکلات کی طرف سے ہدایت ملتی ہے۔ قرب اللہ حضور کے سبب آواز سنائی دیتی ہے۔

اور دوم تصور اسم اللہ ذات کا علم ہے، جو سراپا نور ہے۔

ارشاد خداوندی ہے:

نُوْرٌ عَلٰی نُوْرٍ یَهْدِی اللّٰهُ لِنُوْرِهٖ مَنْ یَّشَآءُ [1] ط

مرشد کامل وطالب مکمّل می برآید از ذکر فکر مستی واز ورد وظائف کشف کرامات ہستی میدر آید ومقام راز الستی۔ ہر کہ باین مراتب رسد، فقیر لایحتاج شود۔ فقیر را ازین چنین قوت توفیق کہ مرتبہ ظلّ اللہ از مشرق تا مغرب ہفت اقلیم در حکم می برآید فرمانبردار ودنیا را کہ می بیند فانی۔ بنابران بادشاہی را نمی کند اختیار۔ مرتبہ بادشاہی پیش کامل ہیچ دشوار نیست۔ آسان تر می بخشد، باتوجہ نظر مرشد کامل۔

۱۔ سورہ النور ۲۴ : ۳۵

وہ نور علیٰ نور ہے۔ پس اللہ تعالیٰ جس کو چاہتا ہے اپنی روشنی کی راہ دکھلا دیتا ہے۔

(ان دو علوم اور دو مراتب کے ذریعے) مرشد کامل اور طالب صادق ذکر و فکر کی مستی اور ورد و وظائف اور کشف و کرامات کی ہستی سے باہر نکل آتا ہے اور مقام راز الستی میں داخل ہو جاتا ہے۔ جو کوئی ان مراتب پر پہنچتا ہے، وہ لایحتاج فقیر بن جاتا ہے۔ فقیر کو ان علوم سے اس قسم کی قوت توفیق حاصل ہوتی ہے کہ وہ مرتبۂ ظلّ اللہ میں پہنچ جاتا ہے، جس سے مشرق سے مغرب تک ساتوں ولایت اس کے زیر حکم آ جاتے ہیں۔ اور اس کے تابع فرمان ہو جاتے ہیں۔ لیکن چونکہ وہ دنیا کو فانی سمجھتا ہے، اس لیے وہ دنیاوی بادشاہی کی طرف مائل نہیں ہوتا۔ ورنہ بادشاہی کا مرتبہ حاصل کرنا کامل (مرشد) کے لیے کچھ مشکل کام نہیں۔ بلکہ وہ اپنی توجہ اور نظر سے دوسروں کو بھی با آسانی بادشاہت بخش سکتا ہے۔

کمال مرشد کامل

اوّل ہر طالب صادق را بہ ہفت وہفتاد طریق ہنر تحقیق کیمیا اکسیر فیض بخش عطا کند۔ آنکہ طالب یک وجود باشد لائق عطا است۔ وطالب ناقص را محرم کردن بسی خطا است۔

طالبان را کہ از ہنر کیمیا جمیعت نفس بود، ہیچ حال عاجزی نفقر سوال واز معرفت قرب اللہ وصال باز گشت نخورد کہ جملہ ہدایت در قید غنایت است وغنایت پنج قسم است:۔

۱۔ غنایت نفس۔ ۲۔ غنایت قلب۔

۳۔ غنایت روح۔ ۴۔ غنایت سر۔

۵۔ غنایت نور کہ آنرا جمیعت کُل میگویند۔ مطلق با قرب حضوری۔ چون مرتبۂ غنایت با ہدایت در وجود طالب در آید، حرص و طمع آنچہ ناشائستہ اوصاف ذمیمہ ازان وجودی بر آید۔ حواس ظاہر بستہ گردد و حواس باطن بکشاید۔ پس معلوم شد کہ بغیر از غنایت گلہ فقیر حکایت باخدا شکایت۔ شرمندہ روسیاہ، بعید ماند محروم از معرفت قرب اللہ۔ اوّلہ، غنا، غنایت، بعدہ، ہدایت، چنانچہ اگر مرشد باخلاص طالب خاص را باسم اللہ ذات بتوجّہ توفیقات تصرف گنج تحقیقات بتصرّف تلقین بنوازد۔ مرتبۂ طالب را با مرتبۂ خود برابر

مرشد کامل کا کمال

مرشد کامل پہلے ہر طالب صادق کو ستتر (۷۷) ہنر کے طریقوں سے حقیقی طور پر کیمیاء اکسیر کا فیض عطا کرتا ہے۔ جو طالب ظاہری اور باطنی طور پر ایک وجود رکھتا ہو، وہی عطا کے لائق ہے۔ ناقص طالب کو اس سے آگاہ کرنا بہت بڑی غلطی ہے۔

جن طالبوں کو ہنر کیمیا سے اطمینان نفس حاصل ہو جاتا ہے، وہ کسی حال میں بھی عاجز اور سوالی نہیں رہتے۔ اور قرب خداوندی، معرفت الٰہی اور وصال سے کبھی برگشتہ نہیں ہوتے، کیونکہ وہ تمام ہدایات غنایت کے ماتحت ہیں۔ اور غنایت پانچ قسم کی ہے:

پہلی قسم غنایت نفس (یعنی بے نیازی نفس) ہے۔

دوسری قسم غنایت قلب ہے۔

تیسری قسم غنایت روح ہے۔

چوتھی قسم غنایت سر ہے۔

پانچویں قسم غنایت نور ہے۔ اسی کو جمیعت کلّ (مکمل اطمینان) کہتے ہیں۔ اسی سے مطلق قرب الٰہی کی حضوری حاصل ہوتی ہے۔ جب غنایت کا مرتبہ ہدایت کے ساتھ طالب کے وجود میں داخل ہو جاتا ہے، تو طالب کے وجود سے حرص و طمع اور تمام ناشائستہ اور برے اوصاف خارج ہو جاتے ہیں۔ اس کے ظاہری حواس بند ہو جاتے ہیں اور باطنی حواس کھل جاتے ہیں۔

پس معلوم ہوا کہ کوئی فقیر غنایت کے بغیر گلہ کرے، تو وہ خدا کے ساتھ حکایت باخدا سراسر شکایت ہے۔ ایسا طالب شرمندہ اور روسیاہ ہے۔ وہ قرب اور معرفت الٰہی سے دور اور محروم ہو جاتا ہے۔ لہٰذا پہلے غنایت ہے اور بعد میں ہدایت ہے۔ چنانچہ اگر مرشد اخلاص کے ساتھ طالب خاص کو اسم اللہ ذات کی توجّہ دے اور اپنی باطنی توفیق کے ساتھ اسے حقیقی تصرف گنج عطا کرے اور تلقین کے تصرّف سے نوازے، تو طالب

سازد۔ جذب جمالیت ہفت اندام جثہ طالب را میگرداند نور و یکبارگی مشرف کند حضور۔ اگر طالب قدر دان است، لائق احسان است، باوفا جان صفا باادب باحیا۔ این چنین طالب غریب بود۔ غلط از وجود او بدر کشد و ہر مطالب بی طاعت دریک ساعت نصیب شود ویا دریک لحظہ ویا دریکدم ویا در یکشبان روز ویا دریک ہفتہ ویا دریک ماہ ویا دریک سال بی شک برسد بقرب اللہ و اگر طالب تقلید نانی، زبانی لاف زن دروغ گوید بہر سخن ویا آنکہ اعتقاد درست نداشتہ باشد مرشد آن طالب را بسیار ریاضت کشاند کہ نفس او بچلہ مجاہدہ مغرور۔ چہ قدر داند معرفت حضور۔ ظاہر پرست است۔ باناہوای نفس بخود مست کہ آن باخبر نبود از عنایت الست۔ چون بینی کہ شخصی ظاہر تعبد و رنج بسیار کشد، از باطن آن را خبر از معرفت اللہ نبود۔ بدانکہ ہر کہ در بادیہ ضلالت کشف کرامات افتادہ کار عوام کند، از مرتبہ خاصگان محروم وبی خبر، اگرچہ تماشہ بین از ماہ تا بماہی قدرت الٰہی میدہد آگاہی زیر زبر ہر مراتب ظاہر و جمیع مراتب باطن طرفہ زد بر طالب مرشد کامل عطا کند۔ آسان کا راست، کامل را بہ ہیچ دشوار نیست۔ فقیر جان جہان است عیان، باوجود خاصہ نور حقیقت عالم تمام را غیب الغیب میکند ظہور۔ عجب مدار کہ اینست مراتب فقیر عارف ہشیار نظار، بشرط آنکہ اوّل قلب سلیم وانکہ حاصل کردن تجلی تسلیم۔ واصل شدن از

کے مرتبہ کو اپنے مرتبہ کے برابر کر دیتا ہے۔ اور جذب جمالیت سے طالب کے پورے وجود کو نور بنا دیتا ہے۔ اور ایک ہی پل میں حق کی حضوری سے مشرف کر دیتا ہے۔ اگر طالب قدر دان ہے، تو وہ لائق احسان ہے۔ اور وفادار، صاف دل اور باادب و باحیا ہے۔ ایسا طالب کمیاب ہوتا ہے۔ ایسے طالب کے وجود سے مرشد تمام غلطیوں کو نکال دیتا ہے۔ اور اسے ہر مطلب بغیر طاعت کے ایک ہی ساعت میں حاصل ہو جاتا ہے۔ اور یا ایک ہی لحظہ میں، یا ایک ہی دم میں اور یا ایک دن رات میں، یا ایک ہفتہ میں، یا ایک ماہ میں اور یا زیادہ سے زیادہ ایک سال میں طالب بلاشبہ قرب الٰہی میں پہنچ جاتا ہے۔ اور اگر طالب محض روٹی کے ایک ٹکڑے کے پیچھے پھرتا ہے، زبانی لاف زنی کرتا ہے اور ہر بات میں جھوٹ بولتا ہے۔ یا یہ کہ وہ اعتقاد درست نہیں رکھتا، تو پھر مرشد ایسے طالب سے بہت ریاضت کراتا ہے، کیونکہ اسکا نفس چلوں اور مجاہدوں پر مغرور ہوتا ہے۔ وہ (بھلا) حضوری کی معرفت کو کیا جانے؟ وہ ظاہر پرست ہوتا ہے۔ وہ ہوائے نفس میں مست ہوتا ہے، کیونکہ وہ روز الست کی عنایت سے بے خبر ہوتا ہے۔ جب تو دیکھے کہ کوئی شخص ظاہر میں بہت عبادت کرتا ہے اور بہت زیادہ تکلیف اٹھاتا ہے۔ اسے باطن میں معرفت الٰہی کی خبر نہیں ہوتی۔ جان لو کہ جو کوئی کشف و کرامات کے دشت گمراہی میں سرگرداں ہے، وہ عوام کا کام کرتا ہے۔ ایسا آدمی خاصان خدا کے مرتبہ سے محروم رہتا ہے، چاہے وہ ماہ سے ماہی تک قدرت الٰہی کی زیر و زبر کی خبریں دیتا پھرے۔ تمام ظاہری اور باطنی مراتب مرشد کے لیے طالب کو ایک لحظہ میں عطا کرنا آسان کام ہے۔ کامل کے لیے یہ کوئی مشکل کام نہیں۔ فقیر عیاں طور پر جان جہاں ہوتا ہے۔ وہ اپنے وجود خاص کے ذریعے تمام عالم کے نور حقیقت کو غیب الغیب سے ظاہر کر سکتا ہے۔ اس پر تعجب نہ کر، کیونکہ یہ مراتب عارف، ہوشیار اور بینا فقیر کے ہیں۔ لیکن شرط یہ ہے کہ اوّل اس کا قلب سلیم ہو اور تجلی تسلیم اسے حاصل ہو۔ اور پھر ہر کیمیائے اکسیر کی قوت سے وصال الٰہی اور صراط مستقیم تک پہنچے۔ اس قسم کے فقر اختیاری کا مرتبہ کریمانہ صفات کے حامل عارف کو حاصل ہے۔ کیمیائے اکسیر سات قسم کی ہیں:۔

قوت ہریک کیمیا صراط المستقیم کہ این چنین مرتبۂ فقر اختیاری عارف صفت کریم۔ ہفت
کیمیا اکسیر: اوّل علم کیمیا اکسیر۔
دوم: علم دعوت کیمیا تکسیر۔
سیوم: علم قرآن مجید کہ کیمیا حاصل کردن از آیات اسم اعظم تفسیر۔
چہارم: علم کیمیا روشن ضمیر۔
پنجم: علم کیمیا بتوجہ نظیر باتاثیر۔
ششم: علم کیمیاء غالب شدن در یک ہفتہ ہر ولایت بادشاہی در تصرف حکم خود آوردن از مشرق تا مغرب ہفت اقلیم مراتب عالمگیر۔
ہفتم: علم کیمیاء حاصل کردن مرتبۂ صبر شکر حیا با رضا، نفس فناء، زندہ قلب، روح بقا ہر وقت کہ خواہد غرق شود لجۂ نور مشرف لقاء۔ مرشد یکہ روز اوّل طالب را این ہفت کیمیا نصیب کند و از علم کیمیاء سبق دھد، حق طالب از گردن مرشد ساقط شود و طالب جانبین است۔ بدین طریق مرشد باتوفیق لائق ارشاد والا مایۂ فساد کہ این ہفت کیمیاء قصاص یقین است و مرشد پیر تصرف طالب مفلس بی دین و بی یقین۔ روز و شب در طلب مردار جیفہ بر ہر در خوار، خود فروش۔ خلیفہ مردود لعین است۔ عالم علم کیمیا متوکل کہ در قید او جملہ فرشتہ مؤکل۔ علم کیمیا اکسیر کامل فقیر روشن ضمیر صاحب نظر مثل حضرت خضر علیہ السلام کہ باتوجہ نظر خاک کلوخ را کند سیم و زر۔ این نظر را پارس گویند۔ ہر کہ این

اوّل : علم کیمیائے اکسیر۔
دوم : علم دعوت، جسے کیمیائے تکسیر کہتے ہیں۔
سوم : علم قرآن مجید کہ اس کی آیات مقدسہ سے اسم اعظم کی تفسیر حاصل ہوتی ہے۔ اور یہ بھی ایک کیمیا ہے۔
چہارم : روشن ضمیری کا علم کیمیا۔
پنجم : توجہ کے ساتھ باتاثیر نظر کا علم کیمیا۔
ششم : ایک ہفتہ میں ہر ولایت کی بادشاہی پر غالب آنے اور مشرق سے مغرب تک ساتوں ولایتوں کو اپنے حکم اور تصرف میں لانے کے عالمگیر مراتب حاصل کرنے کا علم کیمیا۔
ہفتم : صبر، شکر، حیا با رضا، نفس فنا، زندہ قلب، روح بقاء کا علم کیمیا کہ جس وقت چاہے بحرِ نور میں غرق ہو جائے اور جس وقت چاہے بقاء سے مشرف ہو جائے۔

جو مرشد پہلے ہی روز طالب کو یہ سات قسم کی کیمیا عطا کرے اور ان علوم کا سبق دے، تب مرشد کی گردن سے طالب کا حق ادا ہو جاتا ہے۔ ایسا طالب اپنی جان سے باخبر ہوتا ہے۔ اس طریق سے باتوفیق مرشد ارشاد کے لائق ہوتا ہے۔ اور اگر کوئی مرشد ایسا نہ کر سکے، تو وہ مایۂ فساد ہے۔ اور یہ سات کیمیاء اس کو سزا اور قصاص کا مستحق بنا دیتے ہیں۔ ایسے مرشد پیر کا طالب مفلس، بے دین اور بے یقین ہو جاتا ہے۔ دن رات دنیاوی طلب میں کتے کی مانند مردار کے پیچھے مارا مارا پھرتا ہے۔ اور ہر دروازے پر ذلیل و خوار ہو کر خود فروشی کرتا پھرتا ہے اور شیطان لعین و مردود کا نائب ہو جاتا ہے۔ علم کیمیاء کا عامل متوکل ہوتا ہے اور تمام فرشتے اور مؤکل اس کے قیدی ہوتے ہیں۔ کیمیائے اکسیر کا علم رکھنے والا کامل فقیر، روشن ضمیر اور صاحب نظر بمنزلہ حضرت خواجہ خضر علیہ السلام ہوتا ہے کہ نظر اور توجہ سے مٹی کے ڈھیلوں کو سونا چاندی بنا دیتا ہے۔ اس نظر کو سنگ پارس (کیمیا) کہا جاتا ہے۔ جس شخص کو اس طرح کی باطنی قوت حاصل ہو جاتی ہے۔ اسکی نظر میں مٹی اور سونا چاندی برابر ہوتا ہے۔ اگر یہ مرتبہ بھی حاصل ہو جائے' تو اس پر فخر نہیں کرنا چاہیے۔ کیونکہ یہ مرتبہ بھی اللہ تعالیٰ کی معرفت اور توحید سے دور

چنین قوت دارد نظر، در نظر او برابر است خاک و سیم زر۔ برین مراتب مکن فخر۔ بعید است از معرفت اللہ توحید کہ این مرتبہ را اختیار نکرد حضرت رابعہؒ و حضرت سلطان بایزیدؒ۔

علم کیمیا تعلیم کردن طالب مبتدی را در عمل آوردن عین ثواب است کہ مفلسی فقر فاقہ خطرات شیطانی وسوسہ وہمات نفسانی خانہ خراب، مگر روحانی کہ دل او غنی دوام حاضر مجلس نبی علیہ السلام و دیگر تصرف کیمیا بطالب صادق راہنماء از برای مستحقان و یتیمان و اسیران و علماء و فقہاء و اولیاء و غوث و قطب و درویش تصرف کردن اَلدُّنْیَا مَزْرِعَةُ الْاٰخِرَةِ [1] سخاوت پردہ بردار فی سبیل اللہ مجمل درین ثواب است۔

بدانکہ بر مرشد فرض عین است کہ جملہ خزائن اللہ بر طالب بخش کند گنج کہ از وجود طالب بیرون برکشد شدت فقر فاقہ، حرص، حسد، طمع، رنج۔ بعد ازان طالب می خورد عیش و عشرت و فراموش کند روزینہ بادشاہی مدد معاش و نصیب او باشد۔ لقمہ چرب بی رنج میباید۔ این جملہ قسمت گنج در یک ہفتہ یا آخر بروز پنج۔ از پنج گنج (پنج) ہزار تصرف کشاید کہ خزینہ در شمار نیاید۔ این چنین مراتب پیش مرشد کامل آسان کار است۔ بہ ہیچ دشوار نیست۔ پیر و مرشد را فرض عین است کہ اول تحقیق کند کہ مرتبۂ پیری چیست؟ و مرشدی کرا گویند؟ مرید و طالب نیز مراتب است۔ مراتب مرید چہ باشد؟ و منصب طالب

---

[1] احیاء العلوم: ج ۴، ص ۱۴

کر دیتا ہے۔ اس مرتبے کو حضرت رابعہ بصریؒ اور حضرت سلطان بایزید بسطامیؒ نے اختیار نہیں کیا۔

مبتدی طالب کو علم کیمیا کی تعلیم دینا اور اسکا عمل سکھانا عین ثواب ہے۔ کیونکہ مفلسی اور فقر و فاقہ کے خطرات اور شیطانی وساوس اور نفسانی توہمات سے خانہ بربادی ہوجاتی ہے۔ مگر روحانی طور پر جن کا دل غنی ہوتا ہے اور جنہیں مجلس نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دائمی حضوری حاصل ہوتی ہے' وہ ان باتوں سے اجتناب کرتا ہے۔

دوسرے طالب صادق کو کیمیاء کا تصرف اس لیے سکھلانا چاہیے، تاکہ وہ حقداروں، یتیموں، قیدیوں، علماء، فقہاء، اولیاء، غوث اور قطب کی استعانت کر سکے۔

درویش کو جب تصرف حاصل ہو جائے، تو "دنیا آخرت کی کھیتی ہے" کے مطابق سب کچھ فی سبیل اللہ صرف کر دینا چاہیے، کیونکہ اس میں بڑا ثواب ہے۔

جاننا چاہیے کہ مرشد پر عین فرض ہے کہ تمام خزائن الٰہی کا تصرف طالب کو بخش دے اور اس کے وجود سے فقر و فاقہ کی شدت، طمع و حرص، حسد اور رنج کو دور کر دے، تاکہ وہ عیش و عشرت کی زندگی بسر کرکے بادشاہی روزینہ اور مدد معاش کو بھول جائے اور بغیر محنت لقمۂ چرب اس کے نصیب ہو۔ ضروری ہے کہ یہ سب کچھ اسے ایک ہفتہ یا زیادہ سے زیادہ پانچ دن میں سکھلا دیا جائے۔

ان پانچ خزانوں میں سے پانچ ہزار تصرف حاصل ہوتے ہیں، جن کے خزانوں کا کوئی شمار نہیں۔ اس قسم کے مراتب مرشد کامل کے لیے آسان ہیں۔ کچھ بھی مشکل نہیں۔

پیر اور مرشد کے لیے فرض عین ہے کہ پہلے یہ تحقیق کر لے کہ پیر کا مرتبہ کیا ہے؟ اور مرشد کس کو کہتے ہیں؟ مرید اور طالب بھی مراتب رکھتے ہیں۔ مرید کے مراتب کیا ہوتے ہیں؟ اور طالب کا منصب کیا ہونا چاہیے۔ پیر کا کام یہ ہے کہ وہ مرید کو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں پہنچا دے۔ اور مرید اپنی جان و مال اور جو کچھ بھی وہ اپنی ملکیت میں رکھتا ہے، تمام پیر کے لیے قربان کر دے۔ یہ ہیں حضرت رابعہ بصریؒ اور حضرت سلطان بایزید (بسطامیؒ) کی طرح مرید لا یرید کے مراتب۔

چہ باشد خواہد بود۔ مراتب پیر حضور آوردہ برد از پیغمبر صاحب محمدؐ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہٖ و سلم میرساند مرید را پیغام و مرید در راہ پیر تصرّف کند مال و جان و آنچہ در ملک داشتہ باشد تمام۔ انیست مراتب مرید لا یرید مثل حضرت رابعہ بصریؒ و حضرت سلطان بایزیدؒ علیہما۔ مراتب مرشد از اسم اللہ تلقین است و مراتب طالب بر اسم اللہ یقین است و یقین با چشم خویش مشاہدۂ حضور بین را گویند و ہر کہ ازین مراتب ہا راہ ندارد، از پیری و مرشدی آگاہ ندارد۔ و اگر مرید بر پیر اعتقاد نیارد، پیر را میباید کہ لوح محفوظ مرید را بنماید کہ طالب مرید را تا قیامت اعتبار درست آید و اگر طالب را بر مرشد اعتبار نبود، مرشد بتوجۂ باطنی در مجلس محمدؐ رسول اللہ علیہ و آلہٖ و سلم حضور کند و نبی صلی اللہ علیہ و آلہٖ و سلم صاحب تلقین دہد، تا روز قیامت طالب بالیقین بود۔ بسیار اند مرشد و پیر مثل حجّام و بی شمار اند طالب مرید خام۔ آن کدام علم است و آن کدام حکمت کہ کُل جز، خاص و عام ظاہر و باطن در یک ساعت بعمل در آید تمام و بمرتبۂ فقر برسد حاکم امیر۔

انیست مراتب مالک الملکی فقیر برکت۔

اِنَّ اللّٰهَ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ قَدِيْرٌ[1]

آنست مراتب بابصیر۔ این درجات اہل ذات را چہ داند گاو عصار خر۔ جملہ علم علوم و جملہ علم کیمیاء گنج واقف شدن معلوم و باطن تمام قرب حضوری حیّ قیّوم از توفیق تصوّر نور و تحقیق علم عمل دعوت خواندن بر قبر اولیاء اللہ شہسوار قبور۔ مرشد کامل بانظر وجود طالب را وسیع گرداند از چہاردہ طبق زمین آسمان و کم حوصلہ را در وجود نگاہ داشتن مشکل خیلی دشوار است کہ این تلقین حضوری از قرب اللہ فردانیت تجلّۂ نور انوار دیدار پروردگار قدرت نظّارہ حمل آوند خام طالب را میشود پارہ پارہ۔ این بار گرانی اسم اللہ ذات ربّانی ہر آن کس داند کہ برداشتہ باشد۔

ا۔ سورہ البقرہ، ۲: ۱۰۲

مرشد کا کام اسم اللہ ذات کی تلقین ہے۔ اور مرید کا کام اسم اللہ ذات پر کامل یقین رکھنا ہے۔ اور یقین اپنی آنکھوں سے ذات حق کی حضوری کا مشاہدہ کرنے کا نام ہے۔ اور جو ان مراتب تک رسائی نہیں رکھتا، وہ پیری و مرشدی سے آگاہی نہیں رکھتا۔ اور اگر مرید اپنے پیر پر اعتقاد نہیں لاتا، تو پیر کے لیے ضروری ہے کہ مرید کے اعتقاد کو پختہ کرنے کے لیے اس کو لوح محفوظ کا مطالعہ کرائے۔ تاکہ اس کا اعتقاد قیامت تک کے لیے درست ہو جائے۔ اور اگر طالب کو مرشد پر اعتبار نہ آئے، تو مرشد کے لیے ضروری ہے کہ باطنی توجہ سے مرید کو مجلس محمدیؐ میں پہنچائے اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام خود اسے تلقین فرمائیں، تاکہ قیامت کے دن تک طالب کو یقین رہے۔ مگر دنیا میں بہت سے پیر حجّام صفت ہوتے ہیں اور بے شمار طالب مرید ناقص اور خام ہوتے ہیں۔

وہ کونسا علم اور کونسی حکمت ہے، جس سے کلّ و جز، خاص و عام اور ظاہر و باطن ایک ہی گھڑی میں تمام عمل میں آ جائیں اور طالب باطنی حاکمیت اور امیری کے مرتبے پر فائز ہو جائے۔

یہ مراتب مالک الملکی فقیر کی برکت سے ہیں۔

ارشاد خداوندی ہے: ”بیشک اللہ تعالیٰ ہر چیز پر محیط اور قادر ہے۔“

یہ ہیں صاحب نظر فقیر کے مراتب۔ اہل ذات کے ان درجات کو تیلی کا بیل اور گدھا کیا جانے۔ صاحب نظر فقیر تمام علم علوم اور تمام کیمیائی خزانوں کے علوم سے واقف ہوتا ہے۔ اور تصوّر کے نور سے ظاہر اور باطن میں اللہ حیّ و قیّوم کی حضوری، قرب کی توفیق اور علم کی تحقیق اس پر کامل طور پر منکشف ہوتی ہے۔ وہ اولیاء اللہ کی قبور پر عمل دعوت پڑھنے والا شہسوار ہوتا ہے۔ مرشد کامل نظر ہی سے طالب کے وجود کو زمین و آسمان کے چودہ طبقات سے بھی زیادہ وسیع کر دیتا ہے۔ مگر کم حوصلہ طالب کے وجود پر ایسی نگاہ رکھنا سخت مشکل اور دشوار کام ہے، کیونکہ یہ قرب خداوندی سے حضوری کی منفرد تلقین اور پروردگار کی نوری تجلّی اور انوار دیدار کے قدرتی جلوے سے طالب کے وجود کا خام آوا ریزہ ریزہ ہو جاتا ہے۔ اسم اللہ ذات کی گرانباری کو صرف

قَوْلُهٗ تَعَالٰی:۔

إِنَّا عَرَضْنَا الْأَمَانَةَ عَلَى السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ وَالْجِبَالِ فَأَبَيْنَ أَنْ يَّحْمِلْنَهَا وَأَشْفَقْنَ مِنْهَا وَحَمَلَهَا الْإِنْسَانُ ط إِنَّهٗ كَانَ ظَلُوْمًا جَهُوْلًا [۱] ط

مرشد کامل و پیر مکمّل از کدام علم شناختہ فی شود۔ اگر جاہل را مرشد کامل تلقین کند، فاضل عالم شود کہ تمام علم علماء در قید قبض تصرّف او بود۔ این علم است نصیب عارفان و عاشقان از یکدیگر تا قیامت قائم مقام۔ در یک ساعت تحصیل جملہ علم علوم تمام سینہ بسینہ توجہ باتوجہ حضور باحضور قرب باقرب تصرّف باتصرّف قلب باقلب روح باروح سرّ باسرّ زبان بازبان۔ این مطالعہ است میمون طالع باعیان بر کفِ دست تماشای بیند۔

آنچہ مرقوم تحریر یافت علم لوح محفوظ ہر دو جہان و میکند بر زبان بیان، ناخواندہ خواند و نادانستہ غیب داند۔ این مراتب نیز سبق ابتدا طالب خدا و اگر مرشد کامل عالم فاضل صاحب تحصیل علم علماء را تلقین کند قلب باعلم تصدیق از معرفت باللہ توحید تحقیق، گویای گیرد و زبان گویای از علم ظاہر بمیرد و دیگر مرشد کامل بادشاہ ظلّ اللہ را تلقین کند، ملک سلیمان ولایت سلطان سکندر را از قاف تا قاف در قبض و تصرّف او شود کہ خاص عام

۱۔ سورہ الاحزاب، ۳۳ : ۷۲

وہی شخص جانتا ہے، جسکو اس نے اٹھایا ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"ہم نے اپنی امانت آسمانوں اور زمین اور پہاڑوں کو پیش کی، تو انہوں نے (ڈر سے) اس کے اٹھانے سے انکار کر دیا اور اس سے عجز ظاہر کیا، لیکن انسان نے اسے اٹھا لیا۔ بیشک وہ ظالم اور جاہل تھا۔"

مرشد کامل اور پیر مکمّل کی شناخت کس علم سے ہوتی ہے؟ اس کی شناخت یہ ہے کہ وہ اگر کسی جاہل کو تلقین کرے، تو وہ ایسا عالم فاضل ہو جائے کہ علماء کا تمام علم اس کی قید اور اس کے تصرّف میں آ جائے۔ ایسا علم عارفوں اور عاشقوں کے حصے میں آتا ہے۔ جو قیامت تک ایک دوسرے کے قائم مقام ہوتے ہیں۔ وہ ایک گھڑی میں تمام علوم سینہ بہ سینہ، توجہ باتوجہ، حضور باحضور، قرب با قرب، تصرّف باتصرّف، قلب با قلب، روح با روح، سرّ با سرّ اور زبان با زبان حاصل کر لیتے ہیں۔ ایسا مشاہدہ بہت مبارک نصیبے والے فقیر کو حاصل ہوتا ہے اور وہ عیاں طور پر اپنے ہاتھ کی ہتھیلی پر (دونوں جہاں کا) تماشا دیکھ لیتا ہے، جو لوح محفوظ میں ہر دو جہان کے متعلق تحریر ہوتا ہے۔ اور اسے پڑھ کر وہ اپنی زبان سے بیان کر دیتا ہے۔ وہ بغیر پڑھے سب کچھ پڑھ لیتا ہے۔ اور بغیر جاننے کے سب کچھ جان لیتا ہے۔ یہ تو طالب الٰہی کے پہلے سبق کے مراتب ہیں۔ اور اگر مرشد کامل کسی عالم فاضل صاحب تحصیل علم علماء کو تلقین کرے، تو اس کے قلب کو معرفت خداوندی اور توحید کے علم تصدیق سے محقق کر دیتا ہے۔ پھر اسکی گویائی کی طاقت لے لیتا ہے اور ظاہری علم سے زبان گویائی مرجاتی ہے۔

اور نیز اگر مرشد کامل کسی بادشاہ ظلّ اللہ کو تلقین کرے، تو ملک سلیمانی اور ولایت سکندری قاف سے قاف تک اس کے قبضے اور تصرّف میں آ جائے۔ اور خاص و عام تمام لوگ اس کے مطیع و فرمابردار بن جائیں۔ مرشد کامل کی یہی نشانی ہے کہ وہ کسی کا محتاج نہیں ہوتا۔ اور وہ مرشد جو دوسروں کا محتاج ہوتا ہے اور کشف و کرامات کا مظاہرہ کر کے خودفروشی کرتا ہے اور پھر اس پر نفسانی خواہشات کے باعث تکبر اور غرور کرتا ہے، ایسا مکّار پارسا اضطراری فقیر ہوتا ہے۔

مردم کلی وجز فرمانبردار۔ مرشد کامل را این نشان است لایحتاج۔ این نہ مرشد اند محتاج خود فروش باکشف کرامات از کبر عجب ہوا۔ از دست نارسا کہ مکارہ پارسا فقرا اضطراری۔

قَوْلُهُ تَعَالٰی:۔

اَتَأْمُرُوْنَ النَّاسَ بِالْبِرِّ وَتَنْسَوْنَ اَنْفُسَكُمْ [1] ط

عاقل آنست کہ در علم دعوت قبور و علم دعوت نور بہ نظر اللہ منظور۔ لائق دعوت خواندن۔ این چنین کسانیرا کہ باشد وجود مغفور۔

قَوْلُهُ تَعَالٰی:۔

لِيَغْفِرَ لَكَ اللّٰهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْۢبِكَ وَمَا تَاَخَّرَ [2] ط

چون صاحب دعوت کامل ویا آنکہ طالب او عامل از قرآن مجید علم دعوت را شروع کند، ہریک ارواح انبیاء اصفیاء، مرسل نبی و ارواح اولیاء، غوث، قطب، مؤمن مسلمان، اہل منصب جملہ روحانی جماعت آنچہ ممات وحیات است دست مصافحہ کند و ہم سخن بود، باہر کی آشنا گردد و شہسوار بر قبر دعوت خواندن نہ لرزد۔

این مراتب خوانندۂ دعوت را روز اول است۔ علم دعوت دو منصب دارد۔ کامل میگیرد روز اول گنج و ناقص رجعت خوردہ بمیرد یا رنج۔ نیز شرح

۱۔ سورہ البقرہ، ۲: ۴۴ ۲۔ سورہ الفتح، ۴۸: ۲

ارشاد خداوندی ہے:

"کیا تم لوگوں کو نیکی کرنے کا حکم دیتے ہو اور اپنے آپ کو بھول جاتے ہو۔"

عقلمند وہ ہے، جو علم دعوت القبور اور علم دعوت نور کے ذریعے اللہ تعالیٰ کی نظر میں منظور و مقبول ہو۔ دعوت کے لائق وہی اشخاص ہو سکتے ہیں، جن کا وجود مغفرت یافتہ ہو۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"اے پیغمبر (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) بیشک ہم نے آپ کو کھلی فتح عطا فرمائی، تاکہ اللہ تعالیٰ آپ کی اگلی اور پچھلی خطائیں معاف کر دے۔"

جب صاحب دعوت کامل یا عامل طالب قرآن مجید سے علم دعوت کو شروع کرتا ہے، تو تمام ارواح اصفیاء، نبی مرسل اور تمام ارواح اولیاء، غوث، قطب، مؤمن مسلمان اور تمام اہل منصب روحانیوں کی جماعت، زندہ اور فوت شدہ سے مصافحہ کرتا ہے اور ہم کلام ہوتا ہے۔ اور ہر ایک کا آشنا بنتا ہے۔ اور قبر کی شہسواری[1] اور دعوت پڑھنے سے نہیں ڈرتا۔

یہ مراتب دعوت پڑھنے والے کو پہلے ہی روز حاصل ہو جاتے ہیں۔ علم دعوت کے دو منصب ہیں۔ چنانچہ کامل کو پہلے ہی روز باطنی خزانہ ہاتھ آتا ہے۔ اور ناقص رجعت

۱۔ دعوت القبور کا عمل بعض اوقات کسی ولی کی قبر پر سوار ہو کر بھی کیا جاتا ہے۔ اسی لیے حضرت سلطان باہوؒ نے دعوت پڑھنے والے عامل کو شہسوار کے لفظ سے یاد کیا ہے۔ جب قبر کے قریب بیٹھ کر دعوت کا عمل کامیاب نہیں ہوتا، تو عامل قبر کے اوپر سوار ہو کر دعوت پڑھتا ہے۔ اس سے اہل قبر حاضر ہو کر تعاون کرتا ہے۔ خود حضرت سلطان باہوؒ نے اکثر اوقات ایسی ہی دعوت پڑھی ہے۔ "مناقب سلطانی" میں لکھا ہے کہ حضرت سلطان باہوؒ ملتان میں حضرت شیخ بہاؤ الدین محمد زکریاؒ کے مزار پر سوار ہوئے اور دعوت پڑھی۔ حضرت زکریا ملتانیؒ نے مزار سے نکل کر ملاقات کی اور عرض کیا جو حکم ہو فرمائیں تاکہ میں بجا لاؤں۔ حضرت سلطان باہوؒ نے ایک پاکیزہ خاتون نکاح میں دینے کی فرمائش کی۔ اور اس کے نتیجے میں ایک ہندو ساہوکار کی لڑکی مسلمان ہو کر آپ کے نکاح میں آئی۔ "مناقب سلطانی" میں لکھا ہے کہ جب آپ کو معرفت میں کمال حاصل ہوا، تو آپ اولیاء اللہ کی قبروں پر سوار ہو کر دعوت پڑھتے تھے۔

دعوت مثل تیغ برہنہ است قاتل کہ تمام عالم را یکدم قتل کند۔ عجب مدار۔ بر قرآن مجید کلام اللہ باید آورد اعتبار۔ پس این تیغ برہنہ دعوت در دست گیرد مثل ذوالفقار۔

اُقْتُلُوا الْمُوْذِیَاتِ وَ کُفَّار

و ناقص تیغ برہنہ دعوت درمیان ھو در آن بہ بیند و ہر طرف کہ بگرود خود زخود بارجعت خانہ خراب۔ عاقل آنست کامل و ناقص از کدام عمل علم معلوم کند۔ کامل و طالب ترک حیوانات نکند۔ آن را چہ احتیاج زکوٰۃ و حصار وقت سعد و نحس عدد و بروج شماری چہ درکاری و ناقص ہمیشہ رجعت خوردہ و خوار است و ترک حیوانات از حلال کہ رسم کفار است علیہ اللعنت اہل ناراست۔ اہل صاحب دعوت کامل آنچہ داند، بخورد کہ خوردن او نور و خواب با مشاہدہ حضور و زبان او بذکر اللہ مذکور و قلب او بیت المعمور و روح او با فرحت شوق مسرور۔

بیت

سیل بی رہبر بہ دریا می رساند خویش را شوق چون رہبر شود پس رہبری درکار نیست

صاحب دعوت کامل را علم دعوت میبرد بقرب اللہ حضور با جواب صواب الہام از قرب با پروردگار۔ آنرا فرشتہ، مؤکل و پیغام التجا آوردن چہ درکار۔

بشنو! بعضی در علم دعوت خواندن باجازت دعوۃ ناقص و بعضی بدعوت بعلم اجازت

کھا کر رنج سے ہلاک ہو جاتا ہے۔ نیز دعوت کی شرح یہ ہے کہ دعوت ننگی تلوار کی طرح قاتل ہے، جو تمام عالم کو ایک دم قتل کر سکتی ہے۔ تو اس بارے میں تعجب نہ کر۔ قرآن مجید اللہ تعالیٰ کا کلام ہے۔ اس پر یقین رکھنا چاہیے۔ پس دعوت کی اس برہنہ تلوار کو ذوالفقار کی طرح اپنے ہاتھ میں تھام لینا چاہیے۔ اور موذیوں، ظالموں اور کفار کو قتل کر دینا چاہیے۔ لیکن ناقص کے لیے (یہ) ننگی تلوار ھو کے راستے حائل ہو جاتی ہے (یعنی یہ ننگی تلوار اس کے اور اللہ تعالیٰ کے درمیانی رشتہ کو کاٹ دیتی ہے) اور جس طرف نگاہ کرتا ہے اور جس طرف جاتا ہے، خود بخود رجعت کے سبب سب کچھ خانہ خراب ہو جاتا ہے۔ عقلمند وہ ہے' جو ناقص اور کامل کو اس کے عمل سے تمیز کرے۔ کامل مرشد اور اس کا طالب ترک حیوانات نہیں کرتا۔ اسے زکوٰۃ، حصار، سعد و نحس وقت اور اعداد و بروج کے شمار کی ضرورت نہیں ہوتی۔ مگر ناقص ہمیشہ رجعت میں پڑ کر ذلیل و خوار ہوتا ہے۔ اور حلال حیوانات کا ترک کرنا کفار کی رسم ہے، جو دوزخی اور لعنتی ہیں۔ کامل صاحب دعوت جو چاہتا ہے، کھاتا ہے، کیونکہ اس کی خوراک نور ہوتی ہے۔ اس کی نیند مشاہدہ حضور ہوتی ہے۔ اس کی زبان اللہ کے ذکر سے مذکور اور اس کا قلب بیت المعمور اور اس کی روح فرحت شوق و عشق سے مسرور ہوتی ہے۔

بیت

موج بغیر رہبر کے اپنے آپ کو دریا تک پہنچا دیتی ہے۔ عشق اور شوق جب رہبر بن جائے، تو پھر کسی رہبر کی ضرورت نہیں رہتی۔

صاحب دعوت کامل کو علم دعوت قرب خداوندی اور حضور میں پہنچا دیتا ہے۔ اور اسے پروردگار کے قرب کے باعث الہام کے ذریعے جواب باصواب ملتا ہے۔ اسے فرشتے اور مؤکل سے پیغام لانے کی التجا کی کیا ضرورت ہے؟

(اے طالب صادق!)(غور سے) سن! بعض دعوت پڑھنے کے علم میں بلحاظ اجازت ناقص ہوتے ہیں۔ اور بعض دعوت پڑھنے کے علم میں اجازت کے لحاظ سے کامل ہوتے ہیں، مگر پڑھنے میں ناقص ہوتے ہیں۔ اور بعض دعوت پڑھنے میں کامل ہوتے ہیں اور

دعوت کامل و بخواندن ناقص و بعضی بدعوت خواندن کامل و بااجازت ناقص و بعضی بخواندن واجازت در ہردو عمل عامل کامل۔

آخر انتہای فقر چیست؟ توجہ، توفیق، تصور، تحقیق، وفنافی اللہ، بحق رفیق۔

بشنو! علم دعوت خواندن ہزاران ہزار در تصرف گنج سیم زر لشکر دادن بسیار وذکر فکر، مراقبہ، حکم حکمت بی شمار، ازان جملہ بہتراست توجہ فقیر کامل یکبار۔ آن توجہ کہ توفیق از قرب حضوری میداند، توجہ اُو روز بروز ترقی بخشد، تا روز قیامت باز نماند۔ این مراتب فقیر صاحب عیان است۔ بعیان علم خوانندہ میخوان غیب دانستہ میدان ناشنیدہ رامیکند بیان۔

علم غیب خاصہ خدا میداند و خاصگان خود را علم خاصہ میخواناند، چنانچہ علم لدنی۔ درون دلیل پیدا می شود واز راہ آگاہ و بعضی را الہام پیغام از قرب قدرت الہٰ۔ این راہ است بخش حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ ہر کہ منکر بود مردود و مردہ دل سیاہ۔ در طلب جیفہ مردار، عزّ و جاہ، شرح یقین ورقید تصرف تلقین۔ یقین نور ایمان است۔ آنرا اعطای ازلی گویند و تلقین اسم اللہ مثل آفتاب در وجود طلوع زند۔

ھر آنکس بی حجاب اللہ شود، اگر کسی گوید خدا را دیدی؟ ھر کہ گفت دیدم۔ آن ندیدہ

اجازت کے لحاظ سے ناقص ہوتے ہیں۔ اور بعض دعوت پڑھنے اور اجازت ہر دو کے عمل میں عامل اور کامل ہوتے ہیں۔

آخر فقر کی انتہا کیا ہے؟ توجہ، توفیق، تصور، تحقیق، فنافی اللہ اور بحق رفیق ہونا۔

سنئے! علم دعوت کے پڑھنے سے سونے چاندی کے ہزاروں خزانے اور لشکر بے قیاس حاصل کرنے اور ذکر فکر، مراقبہ، دانائی اور بے شمار حکمت حاصل کرنے سے فقیر کامل کی فقط ایک بار کی توجہ بہتر ہے۔ وہ توجہ جو قرب و حضوری کی توفیق کی حامل ہو' وہ روز بروز قیامت تک مسلسل ترقی پذیر ہوتی ہے۔ قیامت تک اس میں کبھی کمی واقع نہیں ہوتی۔ یہ مراتب اس فقیر کے ہیں، جو صاحب عیاں ہے۔ ایسا فقیر تمام قابل تحصیل علم کو عیاں طور پر پڑھ لیتا ہے اور تمام علم غیب کو جانتا ہے اور ان سنی باتوں کو بیان کر دیتا ہے۔

علم غیب کو خاص طور پر صرف خدا جانتا ہے اور خدا اپنے خاص بندوں کو یہ خاص علم سکھا دیتا ہے۔ جیسا کہ علم لدنی ہے۔ اس میں دل کے اندر سے دلیل اور خیال پیدا ہوتا ہے اور وہ راہ باطن سے آگاہ ہو جاتا ہے۔ اور بعض کو قرب قدرت الٰہی سے الہام اور پیغام ملتا ہے۔ یہ راہ حضرت محمد مصطفیٰ صلّی اللہ علیہ و آلہ وسلّم کی عطا کردہ ہوتی ہے۔ جو اس سے انکار کرے، وہ مردود ہے۔ مردہ دل اور سیاہ باطن ہے۔ جیفۂ مردار دنیا اور دنیاوی عزّ و جاہ کا طالب ہے۔

یقین کی شرح یہ ہے کہ انسان تلقین کے تصرف میں آ جائے۔ یقین ایمان کا نور ہے، جسے عطائے ازلی کہتے ہیں۔ اور اسم اللہ کی تلقین آفتاب کی طرح وجود میں متجلی ہوتی ہے۔ ایسا شخص اللہ تعالیٰ کی ذات کو بے حجاب دیکھتا ہے۔ اگر کوئی تم سے یہ پوچھے کہ تم نے دیدار الٰہی کیا ہے۔ اس کے جواب میں اگر کسی نے یہ کہہ دیا کہ اس نے خدا کو دیکھا ہے' تو سمجھ لو کہ اس نے نہیں دیکھا۔ کیونکہ مخلوق کو وہ آنکھیں ہی عطا نہیں ہوئیں، جن سے وہ مشاہدۂ الٰہی کر سکے۔ تو پھر دیدار کیسا؟ (ہاں البتہ) جس کو اللہ چاہتا ہے، جذب کر لیتا ہے۔ جس سے اس کے ہفت اندام روشن ہو جاتے ہیں۔ اور وہ لامکان میں پہنچ جاتا ہے۔ اور لامکان غیر مخلوق ہے۔ اور یہ (صرف) اسم اللہ ذات کے

باشد۔ آن دیدہ دیدار نہ بمخلوق۔ پس دیدار چہ طور میباشد و میشود۔ ھر کرا خدای تعالیٰ میخواہد، جذب کند۔ ہفت اندام وجود او نور شود۔ و در لامکان رود و لامکان غیر مخلوق است۔ ھر کرا نصیب بود از تصوّر اسم اللہ ذات کہ اسم اللہ باللہ برد و در آن دیدن اسم اللہ دیدار مثل بستہ نشود۔ ھر کہ بدین طریق می بیند، دیدار بی مثال از وہم خیال نہ بمخلوق احوال۔ ھر کہ باین مراتب رسد، آنرا از تلقین اسم اللہ از رفاقت محمد رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم یقین حاصل شود۔ آنرا حیات و ممات یکی گردد۔

"مُوْتُوْا قَبْلَ اَنْ تَمُوْتُوْا"[1] ط اَلَاۤ اِنَّ اَوْلِیَاءَ اللّٰہِ لَا یَمُوْتُوْنَ[2] ط ھر کہ مرتبۂ یقین حاصل کند، ہموندم واصل بود و بی یقین ہمہ بی حاصل شود۔

یقین دو قسم است:۔

۱۔ یقین فراری چنانچہ بت پرستان، کفار، اہل نار زنار

۲۔ یقین اقراری لَاۤ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ ط

و یقین اعتباری صاحب تصدیق باتوفیق یقین را از تلقین حاصل سازد۔ این چنین یقین مثل کوہ است، نہ جنبد نہ لرزد، نہ غلطان شود۔ یقین یک صورت است صفت فقر عاجزان را و دستگیران را سلطان الفقر گویند۔ در وجودیکہ خاص یقین در آید، از مرتبۂ بی دین بر آید۔

در میان علماء و فقراء چہ فرق است؟ علماء را از سکر علم آنا مستی می در آیند در ہستی و

۱۔ نقل از عین العلم و شرح برزخ
۲۔ ایضاً

تصور سے ہی نصیب ہوتا ہے، کیونکہ اسم اللہ ہی اللہ سے ملا دیتا ہے۔ اس طرح جو دیدار ہوتا ہے' اس کی مثال نہیں دی جا سکتی۔ جو کوئی اس طریقے سے بے مثال دیدار کرتا ہے، وہ وہم و خیال اور مخلوق کے احوال سے بالا تر ہوتا ہے۔ جو کوئی ان مراتب پر پہنچ جاتا ہے، اسے اسم اللہ ذات کی تلقین اور حضور نبی کریم علیہ افضل الصّلوٰۃ والتّسلیم کی رفاقت سے یقین حاصل ہوتا ہے۔ اس کے لیے موت اور زندگی برابر ہوتی ہے۔ ارشاد نبوی صلّی اللہ علیہ و آلہٖ وسلّم ہے: "مرنے سے پہلے مر جاؤ"۔ پھر ارشاد ہوا: "خبردار! تحقیق اللہ کے دوست ہرگز نہیں مرتے"۔ جو شخص یقین کا مرتبہ حاصل کر لیتا ہے، وہ اسی لمحہ اللہ سے واصل ہو جاتا ہے اور بے یقین شخص کلّی طور پر بے حاصل ہوتا ہے۔

یقین دو قسموں میں منقسم ہے:

ایک یقین فراری جو بت پرستوں، کفار، اہل دوزخ اور اہل زنار کا ہوتا ہے۔

دوم: یقین اقراری جو کلمہ طیبہ پڑھنے والوں کا ہے۔

اور یقین اعتباری وہ ہے جو صاحب تصدیق باتوفیق کو تلقین سے حاصل ہوتا ہے۔ اس قسم کا یقین پہاڑ کی مانند (محکم) ہوتا ہے۔ جو نہ کانپتا ہے اور نہ سرکتا ہے اور نہ ہی لڑھکتا ہے۔ یقین صفت فقر کی ایک صورت ہے، جس سے لوگوں اور دستگیروں کی مدد کی جاتی ہے۔ اسے "سلطان الفقر" بھی کہتے ہیں۔ پس جس وجود میں خاصا یقین آ جاتا ہے، اس سے بے دینی نکل جاتی ہے۔

علماء اور فقراء میں فرق یہ ہے کہ علماء کو علم کا نشہ اور خودی کی مستی ہستی میں لاتی ہے اور فقراء غلبات شوق کی مستی کی وجہ سے ہستی سے نکل آتے ہیں۔ وہ اللہ سے واصل ہو جاتے ہیں۔ اور تمام مطالب دنیا سے نجات پا لیتے ہیں۔ اور یہ بھی تلقین بالیقین کے مراتب میں سے ہے۔

جو شخص اس کتاب کو مکمل طور پر مطالعہ کریگا، تو وہ چاہے کافر، یہودی اور عیسائی ہی کیوں نہ ہو، بلاشک و شبہ مسلمان ہو جائے گا۔ اور اگر مردہ دل ہو گا، تو دل کی زندگی حاصل کر کے حضور ذات میں پہنچ جائے گا۔ اور صاحب بصیرت ہو جائے گا۔ اور شرک،

فقیران می در آیند از ہستی باغلبات شوق مستی، مع اللہ پیوستی، از جمیع مطالب رستی۔ این نیز مراتب تلقین وبالیقین است۔

ھر کہ این کتاب را تمام مطالعہ کند، اگر کافر مثل یہود و نصاریٰ باشد، بی شک مسلمان شود واگر مردہ دل باشد، بازندگی دل بحضور برسد و می بود و بیناو می بر آید از شرک کفر کینہ۔ نیز شرح یقین بدانکہ یقین علم است ویا آنکہ علم بالیقین است۔ علم یقین مغز بیدار۔ پردہ بردار۔ وسیلہ معرفت توحید پروردگار۔ یقین علم علٰحدہ منصب دارد و علم تلقین مراتب ولایت علٰحدہ داشتہ باشد۔ الیقین فوق التلقین ویا آنکہ التلقین فوق الیقین۔ جواب بگو کہ عارف سالک را ھر دو بال و پر، چنانچہ بینای بچشم نظر۔ از علم یقین چہ چیز حاصل گردد؟ واز علم تلقین چہ شود نصیب۔ علم تلقین توفیق بخشد بتوجہ تصوّر نور و علم یقین قرب بخشد اللہ تعالیٰ۔ تحقیق لایحتاج گرداند۔ و علم تلقین اسم اللہ بمعراج رساند۔ این علمین یقین تلقین مفتاح بابا فتّاح ویا کلید از توحید۔ در طریقۂ قادری ھر قفل مشکل کشای عین نمای۔ مرشد کامل قادری برطالب صادق روز اوّل بخش کند عطا و یقین دریافتن و کمر بستن بالیقین واستماع گوش بالیقین ودیدن بچشم یقین و مطالعہ بزبان علم یقین ویقین لباس ایمانست وایمان بجانست۔ ھر کہ علم یقین خواند و علم یقین داند، آنرا ریاضت و بچلّہ تمام عمر احتیاج نماند۔

ابیات

اصل یقین است یقین یار کن — محرم اسرار شوی کن زکن

اصل یقین است یقین کن طلب — محرم اسرار شوی راز رب

اصل یقین است یقین بانظر — نظر یقین بہ بود از سیم و زر

کفر اور کینہ سے اجتناب کرے گا۔ نیز یقین کی تشریح یہ بھی ہے کہ یقین علم ہے اور یا یہ کہ علم الیقین ہے۔ علم الیقین سے عقل بیدار ہوتی ہے۔ حجابات دور ہوتے ہیں۔ اور یہ معرفت پروردگار اور توحید کا وسیلہ بن جاتا ہے۔ علم الیقین کا ایک علٰحدہ منصب ہے۔ اور علم الیقین میں ولایت کے علٰحدہ مراتب ہیں۔ اگر کوئی تجھ سے دریافت کرے کہ آیا یقین کو تلقین پر فوقیت حاصل ہے یا تلقین افضل ہے۔ تو اس کا جواب یہ ہے کہ عارف سالک کے لیے یہ دونوں بال و پر کا درجہ رکھتے ہیں۔ جیسا کہ بینائی آنکھ سے حاصل ہوتی ہے۔ یہ بھی جان لینا چاہیے کہ علم یقین سے کیا چیز حاصل ہوتی ہے؟ اور علم تلقین سے کیا شے میسّر ہوتی ہے؟ علم تلقین سے توجہ، تصوّر اور نور کی توفیق حاصل ہوتی ہے۔ اور علم یقین سے حقیقی قرب الٰہی حاصل ہوتا ہے۔ جس سے انسان (ہر چیز سے) بے نیاز ہو جاتا ہے۔ اور علم تلقین طالب حق کو اسم اللہ ذات کے ذریعے باطنی معراج تک پہنچاتا ہے۔ یہ دونوں علوم یعنی علم یقین اور علم تلقین یا فتّاح کے ساتھ توحید کی چابی ہیں۔ اور طریقۂ قادری میں ہر مشکل کے قفل کو کھولنے والے اور عین نما ہیں۔ مرشد کامل قادری پہلے ہی روز طالب صادق کو یہ کلید (تلقین اور یقین) عطا کر دیتا ہے۔ یقین مراد پانا، کمر ہمت باندھنا، باطنی طور پر کانوں سے سننا، باطنی طور پر یقین کی آنکھوں سے دیکھنا، باطنی زبان کے ساتھ پڑھنا سکھاتا ہے۔ اور یقین ہی ایمان کا لباس ہے اور جان ایمان ہے۔ جو شخص علم یقین پڑھتا اور جانتا ہے، اسے عمر بھر ریاضت اور چلّے کی ضرورت نہیں رہتی۔

ابیات

اصل چیز یقین ہے۔ اسے اپنا دوست بنالے۔ تاکہ تو لفظ "کُن" کی حقیقت اور اسرار سے واقف ہو جائے۔ اصل شے یقین ہے۔ خدا سے یقین طلب کر۔ تاکہ تو خدائے ذوالجلال کے بھیدوں اور رازوں کا محرم بن جائے۔ اصل شے یقین ہے۔ اور یقین والی نظر ہے۔ اور یقین کی نظر سونے چاندی سے بہتر ہے۔

علم یقین سے ذات خداوندی کے انوار حاصل ہوتے ہیں اور یقین ہی سے حضوری

علم یقین یافتش ذات نور شدز یقین صورت رہبر حضور
این نہ یقین است کہ تو یافتی کہ پیش بتان سرنگون ساختی
اصل یقین است طلب کن خدا اصل یقین است طلب مصطفیٰؐ
باھوؒ ھر کہ طلب غیر کند بالیقین تابع شیطان بود آن لعین

یقین باقرار زبان علم بیان کتاب ثواب مطالعہ حاصل نشود۔ یا آنکہ بی علم ویا آنکہ جہان مکان ویا آنکہ اربع عناصر خاک باد آتش آب۔ فقیریکہ ازین چہار بگذرد، بمرتبۂ نور رسد۔

ابیات

چار بودم سہ شدم اکنوں دویم و از دوئی بگذشتم و یکتا شدم
ھر کہ یکتا گشت فی اللہ شد مقام فیض فضلش این بود فقرش تمام

حدیث

اِذَاتَمَّ الْفَقْرُ فَهُوَ اللّٰهُ[۱] ط

چون تمامیت فقر، وجود پر شد مثل دریا شود غرق توحید نور دوام حضور۔ اینست مراتب فقیر عارف، العالم! مشو بر علم مغرور۔ مشو غرہ ای زاھد بہشت مزدور۔

ابیات

نفس ما را در قبر شد زیر خاک روح ما را برد رحمت شد بپاک

۱۔ نقل از مرغوب القلوب، ص ۱۸ وانیس الطالبین از حضرت خواجہ بہاء الحق والدین نقشبندیؒ، ص ۶۳

کی طرف رہبری کی صورت پیدا ہوتی ہے۔ (لیکن) یہ یقین نہیں ہے، جو تجھے حاصل ہے، کیونکہ تو نے (دنیا کے) بتوں کے سامنے سر جھکا دیا ہے۔

اصل یقین (یہ) ہے کہ تو صرف خداوند تعالیٰ کو طلب کرے۔ یا (پھر) اصل یقین (یہ) ہے کہ تو رسول اکرم صلّی اللہ علیہ و آلہٖ وسلّم کی چاہت رکھے۔

اے باھوؒ! جو کوئی غیر خدا کو طلب کرتا ہے۔ وہ یقیناً لعنتی شیطان کا تابع ہوتا ہے۔

زبانی اقرار اور (محض) کتابوں کے پڑھنے اور ان کے بیان و ثواب سے یقین حاصل نہیں ہوتا۔ تاوقتیکہ علم پر عمل نہ کیا جائے۔ اور مکان و زماں اور اربعہ عناصر یعنی خاک، پانی، آگ اور ہوا سے نہ گزر جائے۔ جو فقیر ان چاروں سے گزر جاتا ہے، وہ نور کے مرتبے کو پہنچ جاتا ہے۔

بیت

پہلے میں چار تھا۔ پھر تین ہوا۔ اب دو ہوں۔ اور اگر دوئی سے گزر گیا، تو یکتا بے مثل ہو جاؤنگا۔ جو کوئی یکتا ہو گیا، وہ مقام فنا فی اللہ میں پہنچ گیا۔ یہ اس کے فضل کا فیض ہے، کہ وہ فقیر کامل ہو گیا۔

حدیث

”جب فقر انتہا کو پہنچتا ہے، تو وہی اللہ ہوتا ہے“۔

جب فقر مکمل ہو جاتا ہے، تو وجود دریا کی مانند پُر ہو جاتا ہے۔ جس میں ہمیشہ کے لیے نور توحید حضور کا استغراق پیدا ہوتا ہے۔ یہ ہیں عارف فقیر کے مراتب۔ اے عالم! تو اپنے علم پر مغرور نہ ہو۔ اور اے بہشت کے مزدور زاہد! تو اپنے زہد پر گھمنڈ نہ کر۔

ابیات

اگرچہ ہمارا نفس قبر میں زیر خاک ہے، مگر ہماری روح کو رحمت، اللہ پاک کے

قلب ما را قرب دایم باحضور	ھر کہ یکتا گشت فی اللہ ذات نور
فقر راگم قبر گم با جثہ جان	جثہ را با خود برد در لامکان
ھر کہ گوید اولیاء را مردہ ای	عقل آن را نیست دل افسردہ ای
باھوؒ این راہنما بہر از خدا	زندگی دایم بہدم مصطفیٰؐ

قَوْلُہٗ تَعَالٰی:۔

وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ يُّقْتَلُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتٌ ط بَلْ اَحْيَآءٌ وَّلٰكِنْ لَّا تَشْعُرُوْنَ۔[1] ط

قطعہ

معرفت راہی دگر علمی دگر	با مطالعہ زو نیارند جان نگر
ناظران را نظر باشد با خدا	این مراتب یافتم از مصطفیٰؐ

محبت خاص ہم معراج است و مشاہدہ ولقا۔ بروقت موقوف اگرچہ طالب صفت باشد معروف کرخیؒ۔ ھر کرا ابتدا اسم اللہ ذات مشق وجودیہ اصل است، ابتداء وانتہاء یکی آنرا باوصل است۔ بعضی را از ظہور باطن حضور و بعضی را باطن معمور۔ بعضی میدانند و بعضی نمی دانند۔ بہتر آنست کہ میدانند و نمیدانند تم ولا غم ختم۔

۱۔ سورہ البقرہ، ۲: ۱۵۴

پاس لے گئی۔

ہمارے قلب کو دائمی قرب اور حضوری حاصل ہے۔ جو یکتا ہو گیا، وہ اللہ کی ذات میں فنا ہو کر نور ہو گیا۔

فقیر کی قبر بھی گمنام ہوتی ہے۔ اور اس کا (ظاہری) جسم بھی گمنام ہوتا ہے۔ وہ اپنے (ظاہری) جسم کو بھی (اپنے قریب) لامکان میں لے جاتا ہے۔

جو کوئی اولیاء اللہ کو مردہ کہتا ہے، اس کو (کچھ) عقل نہیں ہے۔ اور اس کا دل مردہ اور افسردہ ہے۔

اے باھوؒ! سالکان راہ خدا کو خدا کی خاطر فقر کا یہ راستہ دکھا۔ تاکہ ان کی زندگی دائمی طور پر حضرت محمد مصطفیٰ صلّی اللہ علیہ و آلہ وسلّم کے ساتھ بسر ہو۔

ارشاد خداوندی ہے:۔

"اور جو خدا کی راہ میں مارے گئے، ان کو مردہ مت کہو، بلکہ وہ زندہ ہیں لیکن تم شعور نہیں رکھتے۔"

قطعہ

معرفت کی راہ اور ہے اور علم ظاہر کی راہ اور ہے۔ کتابوں کے مطالعہ سے یہ حاصل نہیں ہوتا۔ اپنی جان پر نظر رکھ۔

دیکھنے والوں کی نظر اللہ تعالیٰ کی ذات پر ہوتی ہے۔ یہ مراتب میں نے حضرت محمد مصطفیٰ صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم سے حاصل کیے ہیں۔

محبت خاص معراج بھی ہے اور مشاہدہ و لقا بھی۔ اور یہ بات وقت پر موقوف ہے۔ خواہ طالب حضرت معروف کرخیؒ کی سی صفت والا کیوں نہ ہو۔ جس کی ابتداء اصل میں اسم اللہ ذات اور مشق وجودیہ پر ہو، اس کی ابتداء اور انتہاء برابر ہے۔ اس کو صرف وصل سے کام ہے۔ بعضوں کو حضور باطن سے حضوری حاصل ہے۔ اور بعض کا باطن ہی معمور ہے۔ بعض جانتے ہیں اور بعض نہیں جانتے۔ بہتر تو یہی ہے کہ جان کر بھی نہ جانیں۔ ایسا کرنے سے تمام غم و الم کا خاتمہ ہو جاتا ہے۔

کسیکه علم بر نفس لذّت هوا زند، هر آنکس عالم بود مار و کسی را که علم بر قلب روح زند، آن عالم بعمل، هوشیار لائق دیدار شود۔ عالم باللہ و عالم فی اللہ و عالم ولی اللہ۔ از مراتب علم بگذرد و خطاب فقر اولیاء اللہ برسد۔ غرق باسم اللہ توحید مثل حضرت بایزیدؒ۔ هر که از اسم اللہ و از اسم محمد صلّی اللہ علیه وآلهٖ وسلّم منکر، ثانی ابو جهل باشد و یا آنکه فرعون۔ تو از کدام خود را پنداری؟ چنانچه کافر را خواندن کلمه لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ۔ همچنان مرده دل را تصوّف که نفس شرمنده و قلب زنده و روح بیننده که علم تصوف بکشد جانب خدا عیان تصدیق، مطالعه سر حجاب اللہ واصل نشود۔ مرشد ناقص میفرماید ذکر، فکر، ورد وظایف، چلّه، ریاضت، رنج و مرشد کامل روز اوّل می بخشد جمله تصرّف، معرفت، حضوری گنج۔

بیت

باحضوری معرفت دل زندگی   بی حضوری روسیاه شرمندگی

مرشد شدن نه آسان کار است که طالب فیل مست را با زانوی خود بستن مشکل خیلی دشوار است توفیق باید قوت تمام که مرشد فیل بانست هر طرف که داند، طالب مست پیل را بگرداند و اگر طالب روباه و مرشد شغال آثار۔ هر دو را شد وصال معراج جیفه

جو شخص اپنے علم کو اپنی نفسانی خواہشات کے حصول پر صرف کرتا ہے۔ وہ سانپ کی مانند ہے۔ اور جو عالم اپنے علم کے ذریعے قلب و روح کو سنوارتا ہے، وہ عالم باعمل، ہوشیار اور لائق دیدار ہوتا ہے۔ عالم باللہ، عالم فنافی اللہ اور عالم ولی اللہ اسی کو کہتے ہیں۔ وہ علم کے مراتب سے آگے بڑھ جاتا ہے اور فقر اور اولیاء اللہ کے مرتبہ پر پہنچ جاتا ہے۔ اور توحید اور اسم اللہ ذات میں حضرت بایزید بسطامیؒ کی طرح مستغرق ہو جاتا ہے۔ جو شخص اسم اللہ اور اسم محمد صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کا منکر ہے۔ وہ دوسرا ابو جہل یا فرعون ہے۔ تو خود اپنے آپ کو ان میں سے کون سا خیال کرتا ہے؟ جس طرح کافر کے لیے کلمہ طیبہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ پڑھنا مشکل ہے، اسی طرح مردہ دل کے لیے تصوّف (کا حصول) دشوار ہے۔ کیونکہ تصوّف سے نفس شرمندہ ہوتا ہے، قلب زندہ ہو جاتا ہے اور روح دیکھنے والی بن جاتی ہے۔ نیز علم تصوف صریحاً بے طریق سے خدا کی طرف لے جاتا ہے۔ محض کتابوں کے مطالعہ سے اللہ تعالیٰ کے اسرار و رموز کا پردہ نہیں کھلتا اور وصل حاصل نہیں ہوتا۔ مرشد ناقص ذکر، فکر، ورد وظائف اور چلّہ و ریاضت کی مشقت میں ڈالتا ہے، مگر مرشد اکمل پہلے ہی دن جملہ تصرّف، معرفت اور حضوری کا خزانہ بخش دیتا ہے۔

بیت

حضوری سے معرفت خداوندی اور دل کی زندگی حاصل ہوتی ہے۔ اور بے حضوری روسیاہی اور شرمندگی (کا نام) ہے۔

مرشد بننا آسان کام نہیں ہے۔ کیونکہ مست ہاتھی کی طرح طالب کے گھٹنے باندھنا مشکل اور بہت دشوار ہے۔ اس کے لیے توفیق اور پوری قوت درکار ہے۔ مرشد مہاوت کی طرح ہوتا ہے۔ وہ جس طرف چاہے مست ہاتھی کے مثل طالب کو گھماتا پھرے اور اگر طالب لومڑی اور مرشد گیدڑ کی مانند عادات رکھتا ہو، تو دونوں کا ملاپ جیفۂ مردار دنیا کے ساتھ ہو جاتا ہے۔ اور اگر طالب شیر ہے، تو مرشد شیربان ہونا چاہیے۔ شیر زندہ شکار کھاتا ہے۔ اور مردہ شکار کی طرف رجوع نہیں ہوتا۔ اور اگر مرشد شہباز ہے، اور

مردار واگر طالب شیر است۔ مرشد شیر بان است۔ شکار زندہ خورد و بر مردہ رو نیارد۔ واگر مرشد شہباز است، طالب غلیواط۔ مجلس راست نیاید۔ بشنو! نصیحت احمق فضیحت است۔ مرشد کامل عالم علم معما کشای و عین معما نمای و شکنندہ وجود ظلمات۔ بخشندہ تصرف گنج از اسم اللہ ذات۔ این مرتبہ است رمز ایمان نصیب عارفان، فقراء و اولیاء۔ بغیر از توجہ مرشد طالب ہرگز بہ ہیچ منزل و مکان نرسد، اگرچہ تمام عمر سر بسنگ ریاضت زند و بسیار چلہ کشد، ہیچ سود نبود۔ بدانکہ آدمی صورت نور است و در وجود کسیکہ نور اللہ تعالیٰ در آید، ہر سخن او از حضور اللہ تعالیٰ بر آید۔ اینست مراتب لسان الفقراء سیف الرحمٰن و در وجود کسیکہ نور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم در آید، ہر سخن او از نور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم بر آید۔ اینست مراتب فنافی محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم۔ در وجود کسیکہ نور پیر مرشد در آید، ہر سخن او از پیر مرشد بر آید۔ اینست مراتب فنافی الشیخ۔ این علمی است نصیب عارفان، عاشقان و واصلان۔ عالم فاضل ظاہر از ین علم بی خبر اند کہ محرم مطالعہ حرف زیر زبر اند بمسائل فقہ و مغز فقہ۔ معرفت اللہ فقر است کہ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم فخر است۔ ہر کہ دنیا را فخر کند، ہر آنکس را تمام خصلت فرعون بود۔ ترا کدام خصلت اختیار است؟ نفس مثل مار است باخواندن افسون بیرون

طالب چیل کی مانند ہے' تو پھر ظاہر ہے اسے (روحانی) مجلس راس نہیں آئیگی۔ (اے طالب صادق!) (غور سے) سن! بیوقوف شخص کو نصیحت کرنا محض فضیحت ہے۔ عالم مرشد کامل علم کا معما کھول دیتا ہے۔ اور وہ عین حق نما ہوتا ہے۔ اور وجود کے ظلمات کو شکستہ کر دیتا ہے۔ وہ اسم اللہ ذات کے ذریعے باطنی خزانوں کو بخشنے والا ہوتا ہے۔ یہ مرتبہ ایمان کی رمز اور عارفوں، فقراء اور اولیاء کا مقدر ہوتا ہے۔ مرشد (کامل) کی توجہ کے بغیر طالب کسی منزل اور مقام تک ہرگز نہیں پہنچ سکتا۔ خواہ وہ تمام عمر سر پتھر پر مارتا پھرے، ریاضت شاقہ کرے اور بہت چلے کاٹے، کوئی فائدہ نہیں ہوتا۔

(اے طالب حقیقی!) (اچھی طرح) جان لے کہ آدمی نور کی ایک صورت ہے۔ اور جس شخص کے وجود میں اللہ تعالیٰ کا نور آ جاتا ہے، تو اس کی ہر بات اللہ تعالیٰ کے حضور سے ہوتی ہے۔ یہ مراتب لسان الفقراء سیف الرحمٰن کے ہیں۔ اور جس شخص کے وجود میں نور محمدی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم آ جاتا ہے، اس کی ہر بات نور محمدی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے ہوتی ہے۔ یہ مراتب فنافی الرسول کے ہیں۔ اور جس شخص کے وجود میں پیر و مرشد کا نور آ جاتا ہے۔ اس کی ہر بات پیر و مرشد کی طرف سے ہوتی ہے۔ یہ مراتب فنافی الشیخ کے ہیں۔ یہ علم عارفوں، عاشقوں اور واصلوں کو نصیب ہوتا ہے۔ ظاہری علوم کے عالم فاضل اس علم سے بے خبر ہیں۔ کیونکہ وہ تو صرف حرفوں کے زیر و زبر کے مطالعہ اور مسائل فقہ اور مغز فقہ سے واقف ہوتے ہیں۔ معرفت خداوندی کا نام فقر ہے۔ جس پر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو فخر ہے۔ اور جو شخص دنیا (کے مال و دولت) پر فخر کرتا ہے، اس کی تمام خصلت فرعونی ہوتی ہے۔ تجھے کونسی خصلت پسند ہے؟ نفس سانپ کی مانند ہے، جو (سانپ کا) افسوں پڑھنے سے باہر آتا ہے۔ اور مقید کیا جاتا ہے۔ جو شخص انصاف کے ساتھ نفس کے خلاف محاسبہ نہیں کرتا اور اس پر افسوں نہیں پڑھتا، وہ نادان ہے۔ اگر وہ سانپ کو ہاتھ لگاتا ہے۔ نفس کے سانپ کا ڈسا ہوا ہرگز صحت مند نہیں ہوتا، کیونکہ اس کا زہر لازوال ہوتا ہے اور جان سے بے جان کر کے ہلاک کر دیتا ہے۔

ان لوگوں پر تعجب ہوتا ہے، جو زبان پر قرآن مجید، تفسیر، نص اور احادیث جاری

برآید و در قید در آید۔ خلاف نفس محاسبہ بانصاف نفس۔ هر کہ افسون نخواند احمق است کہ دست بر مار زند۔ خوردہ مار نفس هرگز بہ نشود کہ زهر لازوال است جان گیرد، بی جان شود بمیرد۔

عجب آید ازان قوم کہ برزبان قرآن مجید، تفسیر، نص، حدیث و اندرون جنّ دیو نفس خبیث۔ این خبیث دفع نشود، تا آنکہ مرشد کامل فقیر عالم فاضل تلقین نکند کہ عالم فاضل مرید طالب فقیر است و فقیر عالم بر تمام امیر است۔ آخر انتہاء فقیر چیست؟ وچہ باشد؟ هر سخن فقیر باهم سخن خدا و هر سخن فقیر باهم سخن مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم و هر سخن فقیر باهم سخن انبیاء و اولیاء اللہ و هر سخن فقیر هم سخن فرشتگان و همچنان فقیر با خلق اللہ هم سخن۔ ازین عجب مدار و انکار نیار کہ سلطان بایزید بسطامیؒ فرمود کہ سی (۳۰) سال با خدا هم سخن بودم و خلق می دانست کہ بما هم سخن است کہ تصوّر اسم اللہ هفت اندام طالب را روز اوّل از مشق وجودیہ چنان پاک و صاف میگرداند کہ تمام عمر احتیاج ریاضت و چلّہ نماند۔ طالب را ریاضت از برای آزمایش است۔ کامل روز اوّل کہ راز بخشد بقرب اللہ، مشاهدہ، کشایش، جمعیت، آسایش است۔

بیت

چشم شد عینک کہ بناید خدا   این مراتب شد نصیب اولیاء

چهار چیز را بگذار۔ چنانچہ چهار نفس و بیزار کند از لذّت نفس هوا۔

بیت

خندہ ها بر سینہ صافان میکنی هشیار باش   هر کہ بر آئینہ خندد ریش خندی خود کند

دشمن فقیر از سہ حکمت خالی نباشد۔ یا آنکہ عالم حاسد، مردہ دل، زبان زندہ عالم واز

رکھتے ہیں، مگر دل کے اندر خبیث نفس شیطان کو پالے ہوتے ہیں۔ اور یہ خبیث ہرگز دفع نہیں ہوتا، جب تک عالم فاضل مرشد کامل تلقین نہ کرے، کیونکہ عالم فاضل مرید طالب ہی فقیر ہے۔ اور فقیر عالم تمام جہاں پر حاکم ہے۔

آخر انتہائے فقر کیا ہے؟ اور کیسی ہونی چاہیے۔ فقیر کی ہر بات خدا کی بات کے ساتھ، اور فقیر کی ہر بات حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی بات کے ساتھ، انبیاء، اولیاء اللہ کے ساتھ اور فرشتوں کے ساتھ ہوتی ہے۔ اسی طرح فقیر خلق خدا کے ساتھ بھی ہم کلام ہوتا ہے۔ اس بات پر تعجب نہ کر اور اس بات سے انکار نہ کر۔ کیونکہ سلطان بایزید بسطامیؒ نے فرمایا ہے: کہ میں (مسلسل) تیس سال تک اللہ تعالیٰ کے ساتھ ہم کلام رہا اور لوگ یہ سمجھتے رہے کہ میں ان کے ساتھ ہم کلام ہوں۔ تصور اسم ذات طالب کے تمام وجود کو مشق وجودیہ کے ذریعے پہلے ہی دن اس طرح پاک و صاف کر دیتا ہے کہ تمام عمر ریاضت اور چلّوں کی احتیاج نہیں رہتی۔ ریاضت طالب کی آزمائش کے لیے ہوتی ہے۔ کامل پہلے ہی روز قرب الٰہی کا راز، مشاہدہ، کشائش، جمعیت اور آسائش بخشتا ہے۔

بیت

آنکھ ایسی عینک بن جاتی ہے، جس سے دیدار خدا ہوتا ہے۔ یہ مراتب (صرف) اولیاء اللہ کو نصیب ہوتے ہیں۔

(اے طالب صادق!) چار چیزوں کو چھوڑ دے۔ مثلاً چار نفس کو تاکہ تو نفسانی خواہشات کی لذّت سے متنفر ہو۔

بیت

تو صاف دل لوگوں کا مذاق اڑاتا ہے۔ ہوشیار رہ۔ (یاد رکھ) جو کوئی آئینہ پر ہنستا ہے، وہ اپنا ہی مذاق اڑاتا ہے۔

تصدیق بی خبر در جہل۔ ویا آنکہ منافق، کاذب، کافر ویا آنکہ اہل دنیا زشت کہ جای نیابد در بہشت یک بالشت۔ فقیر کامل آنست کہ یکدم در یک ساعت، بلکہ طرفہ زد از مجلس محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جدا نشود و ہر کہ را دوام حضوری مجلس محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نیست، ہر آنکس فقیر نبود۔ آنرا درویش گویند۔ درویش را چہ مراتب است؟ دوام مطالعہ لوح محفوظ علم باطن۔ پس علم ظاہر وارث الانبیاء۔

علم علماء را چہ نشان است؟ کہ علم وسیلہ شود یا ہر شب یا شب جمعہ ویا در ماہ ویا در سال مشرف شوند بدیدار حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خاص وصال۔ ہر عالم کہ بدیدار حضرت محمد علیہ الصلوٰۃ والسلام بحضور رواصل نبود، علم در وجود او نفع ندہد۔ ویا تاثیر نکند۔ این چنین عالم را حال گویند مثل حمار۔ در ہر چشم مردمان خار اہل ستم رشوت خوار اہل آزار۔ اگر جملہ علماء وفقہاء واہل محدث ومفسر وزاہد، عابد، متقی، عامل و حکیم در حکمت آنچہ حیات بر روی زمین وآنچہ ممات زیر زمین جن وانس جملہ یکی شوند۔ با ابتداء مرتبہ یک صاحب تفکر فقیر اولیاء اللہ نمیرسند، آن تفکر یکہ برپشت ناخن تماشا نماید کونین۔

حدیث

تَفَکُّرُ سَاعَةٍ خَیْرٌ مِّنْ عِبَادَةِ الثَّقَلَیْنِ [1]

۱۔ زین العلم شرح عین العلم از حضرت ملا علی قاریؒ

فقیر کا دشمن تین حال سے خالی نہیں ہوتا۔ یا تو مردہ دل، حاسد عالم ہے، جسکی زبان تیز و طرار، لیکن صداقت سے بے خبر اور جہل مرکب میں گرفتار ہوگا۔ یا یہ کہ وہ منافق، جھوٹا اور کافر ہوگا۔ یا وہ بد بخت اہل دنیا ہے، جسے بہشت میں سے ایک بالشت جگہ بھی نہیں ملے گی۔

فقیر کامل وہ ہے جو ایک ساعت میں ایک لمحہ کے لیے بھی مجلس محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے جدا نہ ہو۔ اور جسے دائمی مجلس محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں حضوری حاصل نہ ہو، وہ فقیر ہی نہیں ہوتا۔ جس کو درویش کہتے ہیں، اس کے کیا مراتب ہیں؟ اس کے یہ مراتب ہیں کہ وہ ہمیشہ لوح محفوظ اور علم باطن کے مطالعہ میں رہتا ہے۔ پس ظاہری علم رکھنے والے وارث الانبیاء ہوتے ہیں۔

علماء کے علم کی کیا علامت ہے؟ ان کی شناخت یہ ہے کہ علم ان کا وسیلہ بن جائے۔ وہ اس وسیلہ سے ہر رات یا ہر شب جمعہ یا ہر ماہ یا ہر سال دیدار حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مشرف ہوں۔ اور انہیں خاص وصال حاصل ہو۔ اور جو عالم دیدار مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضوری سے واصل نہ ہو، تو گویا علم نے اس کے وجود کو کوئی فائدہ نہیں پہنچایا۔ اور یا علم نے اس پر کوئی اثر نہیں کیا۔ اس قسم کے عالم کو بوجھ اٹھانے والا گدھا کہا جاتا ہے، جو لوگوں کی ہر آنکھ میں کانٹے کی طرح کھٹکتا ہے۔ اور اہل ستم، رشوت خور اور اہل آزار ہوتا ہے۔ اگر تمام کے تمام علماء، فقہاء، محدث، مفسر، زاہد، عابد، متقی، عامل، حکیم، اور حکمت میں کامل حکیم زندہ و مردہ، روئے زمین پر جن و انسان تمام اکٹھے ہو جائیں، تو بھی وہ تمام ایک صاحب تفکر ولی اللہ کے ابتدائی مرتبہ تک نہیں پہنچ سکتے۔ وہ تفکر ایسا ہوتا ہے۔ جو پشت ناخن پر کونین کا تماشا دیکھ سکتا ہے۔

حدیث

خداوند تعالیٰ کی نشانیوں میں ایک ساعت کے لیے فکر کرنا دوجہاں کی عبادت سے بہتر ہے۔ یہ صحیح حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے، جس میں ذکر الٰہی کی تسبیح بیان کی ہے۔

این حدیث نبوی صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم صحیح بذکراللہ تسبیح۔

حدیث

ذِكْرُ اللّٰهِ فَرْضٌ مِّنْ قَبْلِ كُلِّ فَرْضٍ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ[1] ط

امّا ذکر خفیہ باید، بمشاہدۂ حضوری قرب اللہ راز تعلّق دارد، نہ باآواز۔ ذکر خفیہ نصیب است هر کہ بحضوری محمد رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم باشد۔ معشوق محمد رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم بموافق این آیۃ کریمہ:

قَوْلُهٗ تَعَالٰی:۔

وَاصْبِرْ نَفْسَكَ مَعَ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدٰوةِ وَالْعَشِيِّ يُرِيْدُوْنَ وَجْهَهٗ وَلَا تَعْدُ عَيْنٰكَ عَنْهُمْ ج تُرِيْدُ زِيْنَةَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ج وَلَا تُطِعْ مَنْ اَغْفَلْنَا قَلْبَهٗ عَنْ ذِكْرِنَا وَاتَّبَعَ هَوٰهُ وَكَانَ اَمْرُهٗ فُرُطًا[2] ط

قَوْلُهٗ تَعَالٰی:۔

وَلَا تَطْرُدِ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدٰوةِ وَالْعَشِيِّ يُرِيْدُوْنَ وَجْهَهٗ ط مَا عَلَيْكَ مِنْ حِسَابِهِمْ مِّنْ شَيْءٍ وَّمَا مِنْ حِسَابِكَ عَلَيْهِمْ مِّنْ شَيْءٍ فَتَطْرُدَهُمْ فَتَكُوْنَ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ[3] ط

۱۔ الحدیث ۲۔ سورۃ الکہف، ۱۸ : ۲۸

۳۔ سورۃ الانعام، ۶ : ۵۲

حدیث

تمام فرائض سے پہلا فرض اللہ تعالیٰ کا ذکر ہے۔ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور حضرت محمد صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم اس کے رسول ہیں۔

لیکن ذکر خفیہ ہونا چاہیے۔ جس کا تعلّق مشاہدۂ حضوری اور راز قرب الٰہی سے ہو۔ ذکر بلند آواز سے نہ ہو۔ ذکر خفیہ اس شخص کو نصیب ہوتا ہے، جسے حضور نبی اکرم صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی حضوری حاصل ہے۔ اور وہ حضرت محمد رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کا اس آیت کے مطابق معشوق ہوتا ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

(اے پیغمبر صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم!) "اور اپنے آپ کو ان کے ساتھ روکے رکھو، جو لوگ صبح و شام اپنے رب کو پکارتے ہیں اور اس کی رضا چاہتے ہیں اور تمہاری آنکھیں انہیں چھوڑ کر اوپر نہ پڑیں۔ کیا تم دنیوی زندگی کی زینت چاہو گے؟ اور اس کا کہا نہ مانو، جس کا دل ہم نے اپنی یاد سے غافل کر دیا اور وہ اپنی خواہش کے پیچھے چلا۔ اس کا کام حد سے گزر گیا۔"

ارشاد خداوندی ہے:۔

"اور (اے پیغمبر صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم!) جو لوگ صبح اور شام اپنے پروردگار ہی کی طرف منہ کر کے اس سے دعائیں مانگتے ہیں۔ ان کو (اپنے پاس سے) مت نکالو۔ نہ تو ان کے اعمال کی جواب دہی کسی طرح تمہارے ذمّہ ہے۔ اور نہ تمہاری جواب دہی کسی طرح ان کے ذمّہ ہے۔ (کہ جوابدہی کے ڈر سے) ان کو دھکّے دینے لگو۔ (ایسا کرو گے) تو تم ظالموں میں (شمار) ہو گے۔"

اور زندہ دل فقیر وہ ہیں، جو حکم اللہ کے مرتبے سے اس (درج ذیل) آیت کریمہ کے بموجب دونوں جہان پر قادر اور نفس پر حکمران ہیں۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"اور جب حضرت ابراہیم علیہ السّلام نے عرض کیا: اے میرے پالنے والے! مجھے

وزندہ قلب فقیراند کہ مرتبہ بحکم اللہ قادر بر کونین قدیر اند بر نفس امیراند بموجب این آیۃ کریمہ:

قَوْلُهٗ تَعَالٰی:-

وَ اِذْ قَالَ اِبْرٰهٖمُ رَبِّ اَرِنِیْ كَیْفَ تُحْیِ الْمَوْتٰی قَالَ اَوَلَمْ تُؤْمِنْ ط قَالَ بَلٰی وَ لٰكِنْ لِّیَطْمَىٕنَّ قَلْبِیْ ط قَالَ فَخُذْ اَرْبَعَةً مِّنَ الطَّیْرِ فَصُرْهُنَّ اِلَیْكَ ثُمَّ اجْعَلْ عَلٰی كُلِّ جَبَلٍ مِّنْهُنَّ جُزْءًا ثُمَّ ادْعُهُنَّ یَاْتِیْنَكَ سَعْیًا ط وَ اعْلَمْ اَنَّ اللّٰهَ عَزِیْزٌ حَكِیْمٌ [۱] ط

تو میدانی کہ کشندہ وذبح کنندہ چہار طیور زندہ قلب دوام حضور است۔ این چنین ذاکر فقیر با قلب تصدیق عالم علم تفسیر۔ اینست فقر محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بفخر محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

حدیث

اَلْفَقْرُ فَخْرِیْ وَالْفَقْرُ مِنِّیْ [۲] ط

بیت

فقر دانی چیست گنج کان کرم　　　ھر کہ بیند روی فقرش نیست غم

فقر پیغام از پیغمبر صاحب آورد و برد را گویند۔ ھر وقت کہ خواہد بحضور برسد و مشرف شود از راہ باطن تصور اسم اللہ ویا آنکہ از راہ تصرف روحانیت قبور بر فقیر فقر چہ طور میشود اثبات، بافنا فی اللہ مرتبہ فقیر اسم اللہ ذات کہ ھر کہ مردہ دل را تا روز قیامت میکند حیات و

۱۔ سورہ البقرہ، ۲: ۲۶۰

۲۔ زین العلم از حضرت ملا علی قاری" و جامع الصغیر از علامہ سیوطی"

دکھا کہ تو مردوں کو کس طرح زندہ کرتا ہے۔ فرمایا: کیا تجھے یقین نہیں۔ اس نے کہا: مجھے پختہ یقین ہے، مگر اس لیے چاہتا ہوں کہ مجھے اطمینان قلب حاصل ہو جائے۔ فرمایا: کہ تو پرندوں میں سے چار پرندے لے لے اور ان کو اپنے ساتھ ہلا لے۔ پھر ان کے ٹکڑے ٹکڑے کر کے ہر ایک پہاڑ پر ایک ایک ٹکڑا رکھ دے۔ پھر انہیں بلا کہ وہ تیرے پاس دوڑ کر چلے آئیں گے۔ اور یہ خوب جان لے کہ اللہ تعالیٰ غالب حکمت والا ہے۔"

تجھے معلوم ہے کہ اس طرح چار[۱] پرندوں کو ذبح اور مارنے والا زندہ قلب اور دائمی حضوری ہوتا ہے۔ اس قسم کا ذاکر فقیر قلب کی تصدیق والا ہوتا ہے۔ اور تفسیر کے علم کا عالم ہوتا ہے۔ یہ ہے فقر اور فخر محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

حدیث

"فقر میرا فخر ہے اور فقر مجھ سے ہے۔"

بیت

— تو جانتا ہے کہ فقر کیا ہے؟ فقر خزانے اور بخشش کی کان ہے۔ جو شخص حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فقر کا مشاہدہ کرتا ہے، اسے کسی قسم کا غم نہیں ہے۔

فقر سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پیغام لانے اور لے جانے کا نام ہے۔ وہ جس وقت چاہتا ہے، حضوری میں پہنچ جاتا ہے اور تصور اسم اللہ ذات کے ذریعے راہ باطن سے مشرف ہو جاتا ہے۔ اور یا یہ کہ راہ تصرف سے قبور کی روحانیت فقیر کے فقر پر کس طرح ظاہر ہوتی ہے؟ فقیر اسم اللہ ذات کے ذریعے جب مرتبۂ فنا فی اللہ پر پہنچتا ہے، تو وہ مردہ دل کو تا قیامت زندہ کر دیتا ہے اور زندہ دل کو صغیرہ اور کبیرہ گناہ سے نجات دلا دیتا ہے۔ اور جو زندہ دل ہو جاتا ہے، اس سے گناہ ہرگز سرزد نہیں

۱۔ یہاں چار پرندوں کو ذبح اور قتل کرنے سے مراد چار قسم کے نفس کو ذبح اور قتل کرنا ہے۔ نفس کی چار اقسام ہیں: نفس امارہ، نفس لوامہ، نفس ملہمہ اور نفس مطمئنہ۔

زندہ دل از گناہ کبیرہ وصغیرہ نجات۔ ھر کہ زندہ دل بود از وھرگز گناہ واقع نشود والّا خلقت الحمار بصورت البشر مردم بسیاراست۔

قَوْلُهٗ تَعَالٰی:۔

كَمَثَلِ الْحِمَارِ يَحْمِلُ اَسْفَارًا[1] ط

بدانکہ آدمی را انسان بشر را از کدام علم شناختہ میشود۔ مشکل کار آزمودہ باوفا جان نثار، نہ زبانی نہ ثانی یار جانی ذکر نام اللہ اللہ میکند اسم اللہ مرغ طوطی ذکر اللہ اللہ میسازد اسم اللہ خوانندہ، کامل آنست کہ از اسم اللہ حضوری میداند۔

ابیات

ذکر را بگذار و فکرش را مجو   ذکر فکر و وسوسہ از دل بشو

طلب کن از مرشدت توحید نور   طلب کن از مرشدت قربش حضور

بی حضوری ھر طریقہ راہزن   طالبان را بس بود این یک سخن

باحضوری قادری ما ابتداء   انتہای قادری بیند لقا

قَوْلُهٗ تَعَالٰی:۔

وَمَنْ كَانَ فِيْ هٰذِهٖۤ اَعْمٰى فَهُوَ فِي الْاٰخِرَةِ اَعْمٰى[2] ط

۱۔ سورہ الجمعہ، ۶۲: ۵

۲۔ سورہ اسرائیل، ۱۷: ۷۲

ہوتا۔ اگر یہ بات نہیں تو سمجھئے کہ انسانوں کی شکل میں تو گدھوں کی سی جبلت رکھنے والے بے شمار لوگ ہیں۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

عالم بے عمل کی مثال وہی ہے، جو اللہ تعالیٰ نے بیان فرمائی ہے: "اس کی مثال گدھے کی ہے، جو پیٹھ پر کتابیں لے کر چلتا ہے۔"

(اے طالب صادق!) جان لے! کہ آدمی جسکو انسان بشر کا نام دیا گیا ہے، اس کی شناخت کیا ہے؟ انسان وہ ہے کہ وہ نہایت تجربہ کار، باوفا اور جانثار ہو۔ وہ زبانی ثانی دوست نہ ہو۔ ویسے تو تمام چرند و پرند وغیرہ بھی اللہ تعالیٰ کے نام کا ذکر کرتے ہیں اور اسم اللہ پڑھتے ہیں، مگر کامل و مکمل وہی ہے، جو اسم اللہ کی حضوری کی خبر رکھتا ہو۔

ابیات

ذکر کو چھوڑ اور اس کو فکر میں تلاش مت کر۔ ذکر فکر اور وسوسہ کو دل سے دھو ڈال۔

اپنے مرشد سے نور توحید طلب کر اور اس سے اللہ تعالیٰ کا قرب اور حضوری طلب کر۔

حضوری کے بغیر ہر طریقہ رہزن ہے۔ طالبوں کے لئے بس یہی ایک بات کافی ہے۔

قادری کی ابتداء حضوری ہے۔ اور انتہاء لقائے خداوندی ہے۔

ارشاد خداوندی ہے:۔

اور جو شخص اس جہان میں اندھا رہا، پس وہ قیامت کے روز بھی اندھا[1] ہی رہیگا۔

۱۔ اندھا رہنے سے راہ حق نہ پانا مراد ہے۔ اور اس آیت سے یہ بھی ظاہر ہوا ہے کہ جس کی آنکھیں دنیا میں دیدار الٰہی سے محروم ہیں، قیامت میں کس طرح اسے دیکھ سکیں گی اور صوفی صافی اس کا یہی مطلب لیتا ہے:

ہر کہ اینجا نہ دید محروم است   درقیامت از لذت دیدار

جو شخص دنیا میں تجلیات ذات کے دیکھنے سے محروم ہے۔ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے دیدار کی لذت سے محروم رہے گا۔

بیت

گر بگویم کور را چشم بین　　　کور مادر زاد کی بیند بدین

قادری مقرب الحق است۔

حدیث

حَسَنَاتُ الْاَبْرَارِ سَيِّئَاتُ الْمُقَرَّبِيْنَ [1] ط

۱۔ الحدیث

بیت

اگر میں اندھے کو کہوں آنکھ سے دیکھ۔ تو مادر زاد اندھا (یقیناً) کب دیکھ سکتا ہے؟

قادری حق تعالٰی کا مقرب ہوتا ہے۔

حدیث

"نیکوں کی نیکیاں مقربین کے لیے بمنزلہ گناہ ہیں۔"

فضیلت طریقۂ قادری

در نظر کامل قادری طالب طلب جاہل وعالم برابراست واہل نصیب وبی نصیب برابر است کہ کامل راھر علم وھر نصیب باختیاراست کہ مقترب پروردگاراست۔ از علم لوح محفوظ نحس راسعد گرداند وسعد رابہ نحس رساند۔ عجب مدار۔ طالب مرید کامل قادری راخوردن مجاہدہ وخواب حضوری مشاہدہ۔ دانا باش وآگاہ دار کہ در طریق قادری از ھر طریقہ جاسوس در آید۔ شیطان وزد کہ طالب مرید قادری رامیکند گمراہ۔ قادری رافتح از طریقۂ قادری است۔ طالب مرید قادری کہ بادیگر طریقہ رجوع آوردہ، اخلاص سازد، مردود وسلب شود، تاقیامت زندہ دل ھرگز نبود۔ قادری وغیرہ راازکدام علم علوم معلوم سازد؟ قادری بی تکلیف اہل توحید ودیگر طریقہ ھااکثراہل تقلید وکامل قادری راروزاول دردست کلید درھر قفل مہمات کہ می اندازد، واسازد۔

جَزَاكَ اللّٰهُ فِي الدَّارَيْنِ خَيْرًا

اللہ بس ماسوی اللہ ہوس

حضرت پیر میران محیؒ الدینؒ ہمچنانست باطالبان ومریدان، چنانچہ جان آدم باجثہ۔

اگر طالب مرید فرزند حضرت پیر دستگیر سیّد عبدالقادر جیلانیؒ اگر صالح است ہمیشہ در آستین حضرت پیراست واگر طالب مرید طالح است، حضرت پیر دستگیرؒ در آستین مرید طالب طالح است۔ سوگند خدا ورسول خدا حضرت شاہ محیؒ الدین قدس اللہ سرہ، العزیز ہیچ حال واحوال واقوال وافعال واعمال ہرگز نبود از طالب مرید فرزند جدا تاروز قیامت، بلکہ

قادری طریقہ کی فضیلت

کامل قادری کی نگاہ میں طالب جاہل و عالم برابر ہیں۔ اور اہل نصیب و بے نصیب مساوی ہیں۔ کامل کو ہر علم اور ہر نصیب کا اختیار حاصل ہے، کیونکہ وہ حق تعالیٰ کا مقترب ہوتا ہے۔ وہ لوح محفوظ کے علم کے ذریعے بدبخت کو نیک بخت اور نیک بخت کو بد بخت بنا سکتا ہے۔ اس بات پر تعجب نہ کر (یعنی یہ کوئی حیران کن بات نہیں) اس لیے کہ کامل قادری کے مرید کی خوراک مجاہدہ ہوتی ہے۔ اس کی نیند مشاہدہ اور حضوری کا درجہ رکھتی ہے۔ دانا اور آگاہ رہ کہ قادری طریقے میں دوسرے طریقوں سے جاسوس، چوروں اور شیطانوں کی صورت میں گھس آتے ہیں، جو طالب مرید قادری کو گمراہ کرتے ہیں۔ (لیکن) قادری کو بسبب قادری ہونے کے فتح حاصل ہوتی ہے۔ پس اگر طریقۂ قادری کا مرید کسی اور طریقے کی طرف اخلاص برتتے ہوئے رجوع کرے، تو وہ مردود اور سلب ہو جاتا ہے۔ پھر قیامت تک بھی اس کا دل ہرگز زندہ نہیں ہوتا۔

قادری اور غیر قادری کا فرق کن باتوں سے معلوم ہوتا ہے؟ قادری بلا تکلیف اہل توحید ہوتا ہے۔ اور دوسرے طریقوں والے اکثر اہل تقلید ہوتے ہیں۔ کامل قادری کے ہاتھ میں پہلے ہی دن باطنی کلید آ جاتی ہے۔ وہ اسے جس قفل مہمات میں ڈالتا ہے، کھول لیتا ہے۔

جَزَاكَ اللّٰهُ فِي الدَّارَيْنِ خَيْرًا ط

اللہ بس ماسوائے اللہ ھوس۔

حضرت پیر میراں محیؒ الدینؒ طالبوں اور مریدوں کے لیے اس طرح ہیں، جس طرح آدمی کے جسم میں روح اور جان ہوتی ہے۔ اگر پیر دستگیر سیّد عبد القادر جیلانیؒ کا طالب مرید صالح ہے، تو وہ ہمیشہ حضرت پیر دستگیرؒ کی آستین میں رہتا ہے۔ اور اگر طالب مرید طالح ہے، تو حضرت پیر دستگیرؒ اس طالح طالب مرید کی آستین میں رہتے ہیں۔ خدا اور رسول خدا کی قسم کہ حضرت شاہ محیؒ الدین قدس سرہ' العزیز کسی حال و احوال و

بہر مقام حشرگاہ در نظر نگاہ پناہ۔ این بخشش، معیاد وعدہ الٰہ بحضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کہ طالب مرید فرزند حضرت پیر دستگیرؒ در دوزخ نہ در آید وھر حاسد و کاذب و منافق میگوید در آید ھر آنکس از بہشت محروم بیرون بر آید۔ ھر کہ طالب مرید فرزند حضرت پیر دستگیرؒ را از خود جدا داند، ھر آنکس چرا نام خود را طالب مرید فرزند حضرت پیر دستگیرؒ خواند۔ ھر وقت کسیکہ حضرت پیر را باخلاص و اعتقاد بالیقین وقت مشکل از برای امداد یاد کند و میگوید:

اُحضروا یا ملک الارواح المقدس و محی الحق شاہ عبدالقادر جیلانی حاضر شو سہ مرتبہ باجذب و بر نفس غضب بر دل سہ ضرب زند لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ۔ بہ زدن ضرب سیوم بی شک حضرت پیر حاضر شود یا بجثۂ اربع عناصر بچشم ظاہر یا بجثۂ قلب بہ چشم عیان و یا بجثۂ روح بچشم نگاہ و یا بجثۂ سرّ بچشم نگاہ و آنکہ بجثۂ نوری بیند۔ ضروری بود حضور۔ و بعضی را ظاہر ملاقات و بعضی را الہام و بعضی را وہم و بعضی را دلیل و بعضی را خیال و بعضی را وصال و بعضی را پیغام۔ ھر کہ میداند در طالبی و مریدی و فرزندی باصل وصل خاص نسل تمام۔ مرتبۂ اولیاء و اولیاء اللہ نہ مردہ اند، بلکہ از حیات اسم اللہ ذات دوام حیات بردہ اند، ھرگز نہ مردہ اند کہ اولیاء را موت مراد است کہ از خطرات مردم آزاد است۔

قَالَ عَلَیْہِ السَّلَامُ:۔

مَنْ عَرَفَ اللّٰہَ لَمْ یَکُنْ لَّہٗ لَذَّۃٌ مَّعَ الْخَلْقِ [1]

۱۔ حدیث قدسی

اقوال و افعال و اعمال میں طالب مرید فرزند سے روز قیامت تک ہرگز جدا نہیں ہوتے، بلکہ طالب ہر مقام پر حشر نشر میں ان کی نگاہ اور پناہ میں رہتا ہے۔ یہ بخشش اور وعدہ اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم سے کیا ہے کہ حضرت پیر دستگیرؒ کا طالب مرید دوزخ میں نہیں جائے گا اور ہر حاسد، کاذب اور منافق کہتا ہے کہ پیر دستگیرؒ کا مرید دوزخ میں جائے گا۔ جو شخص یہ بات کہتا ہے' وہ خود بہشت سے باہر رہے گا اور محروم رہے گا۔ جو قادری طالب مرید اپنے آپ کو حضرت پیر دستگیرؒ سے جدا سمجھتا ہے، وہ کس طرح اپنے آپ کو حضرت پیر دستگیرؒ کا طالب مرید اور فرزند جانتا ہے۔ جو شخص کسی بھی وقت حضرت پیر دستگیرؒ کو اخلاص، اعتقاد اور یقین کے ساتھ مشکل کے وقت امداد کے لیے یاد کرتا ہے اور کہتا ہے: اُحْضِرُوْا یَا مَالِکُ الْاَرْوَاحِ الْمُقَدَّسِ وَ مُحْیِ الْحَقِّ شَاہُ عَبْدُ الْقَادِرِ جِیْلَانِیْ حَاضِرْ شَوْ اور تین مرتبہ جذب اور غضب کے ساتھ نفس اور دل پر لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کی تین ضربیں لگاتا ہے' تو تیسری ضرب پر بلا شبہ حضرت پیر دستگیرؒ یا تو اربع عناصر کے جثہ کے ساتھ ظاہری آنکھوں سے یا قلب کے جثہ کے ساتھ کھلی آنکھوں سے یا روح کے جثہ کے ساتھ ظاہر نگاہوں سے یا جثہ سرّ کے ساتھ عیاں آنکھوں سے یا نور کے جثہ کے ساتھ حاضر ہوتے ہیں اور ضرور حاضر ہوتے ہیں۔ بعض کو ان سے ظاہر میں ملاقات ہوتی ہے۔ بعض کو الہام، بعض کو وہم، بعض کو دلیل، بعض کو خیال اور بعض کو وصال ہوتا ہے اور بعض کو پیغام ملتا ہے۔ جو شخص اپنے آپ کو آنجنابؒ کا طالب و مرید اور فرزند اصلی، وصلی اور نسلی طور پر جانتا ہے، وہ اولیاء اللہ کے مرتبہ پر پہنچتا ہے۔ اور اولیاء اللہ مردہ نہیں ہیں، بلکہ ان کو اسم اللہ ذات کی قوت سے دائمی زندگی حاصل ہوتی ہے۔ وہ ہرگز مردہ نہیں ہیں، بلکہ اولیاء اللہ کی موت سے مراد یہ ہے کہ وہ خلقت کے خطرات سے آزاد ہو جاتے ہیں۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلّم کا ارشاد گرامی ہے:

"جو شخص اللہ تعالیٰ کو پہچان لیتا ہے۔ پھر خلقت سے اسے کوئی لطف نہیں آتا۔"

حضرت شاہ محی الدین شیخ عبد القادر جیلانیؒ کا قول ہے:

قول حضرت شاہ محی الدینؒ:

اَلْاُنْسُ بِاللّٰهِ وَ الْمُتَوَحِّشُ عَنْ غَیْرِ اللّٰهِ [1]

انیست مراتب اولیاء کہ حیات و ممات یکی گردد۔

قَالَ عَلَیْهِ السَّلَامُ:۔

اِنَّ اَوْلِیَآءَ اللّٰهِ لَا یَمُوْتُوْنَ بَلْ یَنْتَقِلُوْنَ مِنَ الدَّارِ اِلَی الدَّارِ [2]

قَوْلُه تَعَالٰی:۔

وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ یُّقْتَلُ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتٌ
بَلْ اَحْیَآءٌ وَّلٰكِنْ لَّا تَشْعُرُوْنَ [3]

آنچہ علم علوم جنّ و انس مؤکّل، فرشتہ ہمہ در قید علم دعوۃ قبور است و نصیب اہل تصوّر عارف حضور است۔ میدانی کہ ہمہ کس آنچہ مردم عام و خاص بر زبان ورد اسم اللہ جلّ جلالہ، و اسم اللہ میخوانند و کنہ اسم اللہ نمی دانند، از معرفت قرب محروم مانند۔ مرشد کامل از تلقین کنہ اسم اللہ بکشاید و ہر مطالب طالب را از کنہ اسم اللہ بنماید۔

عاقل آنست کہ چہار تصرّف بر طالب عطا کند کہ تمام عمر طالب بی جمیعت و پریشان نشود و برباد شاہ ظلّ اللہ، فقیر لایحتاج، غالب اولیاء اللہ، نہ از کسی احتیاج دارد و نہ بکسی التجا آرد۔

چہار تصرّف اینست: اوّل تصرّف علم دعوت قبور است۔

قَالَ النَّبِی عَلَیْهِ السَّلَامُ:۔

اِذَا تَحَیَّرْتُمْ فِی الْاُمُوْرِ فَاسْتَعِیْنُوْا مِنْ اَهْلِ الْقُبُوْرِ [4]

۱۔ قول جناب حضرت غوث الاعظم شاہ محی الدینؒ

۲۔ کتاب برزخ، عین العلم شرح زین الحلم از حضرت ملا علی قاریؒ، لطائف معنوی، ص ۱۴۹

۳۔ سورہ البقرہ، ۲: ۱۵۴

۴۔ شرح مسند امام اعظم حضرت ملا علی قاریؒ، لاہور، ص ۱۱۴

"جو شخص اللہ تعالیٰ سے محبت رکھتا ہے، اسے غیر اللہ سے وحشت ہوتی ہے۔"

یہ اولیاء اللہ کے مراتب ہیں، جن کے لیے زندگی اور موت برابر ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:۔

"بے شک اولیاء اللہ نہیں مرتے (اور ہمیشہ زندہ رہتے ہیں)، بلکہ وہ ایک گھر سے دوسرے گھر میں منتقل ہو جاتے ہیں۔"

ارشاد خداوندی ہے:۔

"اور جو لوگ راہ خدا میں مارے جائیں، ان کو مردہ نہ کہو، بلکہ وہ زندہ ہیں۔ مگر تم اس بات کو سمجھ نہیں سکتے۔"

جنّ و انس، مؤکّل اور فرشتہ کے تمام علم علوم علم دعوت القبور کی قید میں ہیں۔ یہ بات اہل تصوّر اور عارف حضور کے نصیب میں ہے۔ تو جانتا ہے کہ تمام وہ لوگ جو عوام و خواص سے ہیں۔ اگر زبان سے اسم اللہ جلّ جلالہ' کا ورد کرتے ہیں اور اسم اللہ کی حقیقت نہیں جانتے، وہ معرفت اور قرب خداوندی سے محروم رہتے ہیں۔ مرشد کامل اپنی تلقین سے اسم اللہ کی حقیقت منکشف کر دیتا ہے۔ اور طالب کو اسم اللہ کی حقیقت سے تمام مطالب عطا کر دیتا ہے۔

عقلمند مرشد وہ ہے جو طالب کو چار تصرف عنایت کر دے، تاکہ طالب تمام عمر بے جمیعت اور پریشان نہ ہو۔ بلکہ وہ شاہ ظلّ اللہ، فقیر لا یحتاج اور غالب اولیاء اللہ بن جائے۔ جس کو نہ کسی کی ضرورت ہو اور نہ وہ کسی سے التجا کرے۔ وہ تصرفات یہ ہیں:۔

اوّل تصرّف علم دعوت القبور ہے۔ نبی اکرم صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کا ارشاد گرامی ہے:

"جب تم کسی کام میں حیران رہ جاؤ، تو اہل قبور سے مدد مانگو۔"

جو طالب علم دعوت میں کامل ہے' ہر ایک تصرّف ہمیشہ اس کی نظر میں ہے۔ لیکن طالب پر فرض عین ہے کہ وہ اپنے نفس کو محکوم بنائے۔ اگر کوئی شخص تمام عمر علم کے مطالعہ پر باعمل اور عامل ہے، وہ شخص کامل اور اکمل فقیر ہے۔ یہ قرب الٰہی اور وصل کا راستہ ہے، نہ کہ دنیاوی شان و شوکت اور فرش فروش اور شب و روز گناہ اور نفس

طالب کہ در علم دعوت تمام است، ھریک تصرّف در نظراودام است۔ امّا فرض عین است کہ طالب نفس را در حکم خود آرد۔ اگر کسی تمام عمر بمطالعہ علم باعمل عامل است، ھرآنکس فقیر کامل اکمل۔ این راہ وصل باقرب الہ۔ بفرش فروش عزّت دنیا از فر بہی نفس دل شب و روز در گناہ۔

بشنو! ای جان من! ہزار کتاب میکشاید از یک سخن کہ در کتاب نگنجد کہ از حضور است۔ نصیب عارفان اہل مغفور است۔ پس دیگری چہ باشد کہ دم بااہل سخن زند۔ سخن سرّ دیگر است و سخن صفات دیگر و سخن ذات دیگر۔ تو سخن راچہ دانستہ ای؟ مگر نہ دانستہ ای۔ این سخن بادوام حضور است۔ از علم من لِدُنّیْ است۔ ازان ازل فیض فضل باتوفیق است کہ اکل لحلال و صدق المقال و مشاہدۂ حضوری ایزدمتعال۔ اینست مراتب وصال قرب حضوری معرفت اللہ کہ مطلق توفیق است۔

قَوْلُہٗ، تَعَالٰی:۔

وَمَاتَوْفِيْقِيْ اِلَّابِاللّٰہِ[1] ط

اصل این راہ علم است، جاہل نتوان رفت۔

بیت

گر ترا عقل است علم از حق طلب   جاہلانی خوک خرس و مثل سگ

و علم سہ قسم است و علم سہ طریق۔ شعراء اعرابی بعلم۔ علماء معرفت توحید اہل تصوّف فقیر اولیاء۔ شعراء را علم از بلاغت و فصاحت و دانش باشعور است و علماء اہل فقہ و مفسّر و محدّث را علم مطالعہ مناظرہ و مذاکرہ بذکر مذکور است و فقیر اہل تصوّف عارف اولیاء

۱۔ سورہ ھود، ۱۱: ۸۸

کے موٹا ہونے کا راستہ۔

اے جان من! (غور سے) سن لے! ہزار کتابیں صرف ایک ہی بات سے منکشف ہو جاتی ہیں اور ایک عارفانہ بات کسی کتاب میں سما نہیں سکتی۔ وہ بات حضور سے ہوتی ہے۔ اور عارفوں اور اہل مغفرت کو نصیب ہوتی ہے۔ پس دوسرے کی کیا مجال جو اہل سخن کے سامنے دم مار سکے۔ یہ بھید ہی الگ ہے۔ چنانچہ صفات کی باتیں اور ہیں اور ذات کی باتیں اور ہیں۔

تو سخن کو کیا جانتا ہے؟ اور یقیناً نہیں جانتا۔ یہ سخن دوام حضور سے ہے۔ اور علم لدنّی سے ہے۔ جو ازلی فیض فضل کی توفیق سے ہے۔ یہ حلال کھانے، سچ بولنے اور مشاہدۂ حضوری ذات سے حاصل ہوتا ہے۔ یہ مراتب قرب وصال حضوری اور معرفت خداوندی کے ہیں، جو محض توفیق الٰہی سے ہے۔

ارشاد ربّانی ہے:

"مجھے صرف اللہ ہی سے توفیق ہے۔"

اس راہ کی اصل علم ہے۔ جاہل کبھی یہ راہ طے نہیں کر سکتا۔

بیت

اگر تو عقلمند ہے، تو اللہ تعالیٰ سے علم طلب کر۔ کیونکہ جاہل لوگ مثل سؤر، ریچھ اور کتے کے ہیں۔

اور علم کی تین اقسام ہیں۔ اور یہ تین طرح کا ہے: ایک شعراء اعرابی کا علم۔ دوم علماء معرفت توحید کا علم اور سوم اہل تصوّف فقراء اور اولیاء کا علم۔ شعراء کا علم فصاحت و بلاغت اور دانش و شعور پر مشتمل ہے۔ اور علماء اہل فقہ و مفسّرین و محدّثین کا علم مطالعہ، مناظرہ، مذاکرہ اور ذکر مذکور پر منحصر ہے۔ لیکن فقیر، اہل تصوّف، عارف اولیاء اللہ کو علم قرب اللہ حیّ و قیّوم اور حضوری سے حاصل ہوتا ہے۔

پس جہاں پر حضور ہے، وہاں علم رسم و رواج، مطالعہ کتب، رقم و رقوم اور شعر و شعور بعید، دور اور بے خبر ہے۔

اللہ را علم لاؤ قرب اللہ حی قیوم حضور است۔ جائیکہ حضور است، از آنجا علم رسم رسوم و مطالعہ کتاب، رقم رقوم و شعر شعور بعید بی خبر دور است۔ دانا و آگاہ باش! آنچہ غیر لاسوی اللہ دفاتر خطرات از دل بتراش۔ چند کلمات از اسم اللہ ذات حاضرات تصرف گنج بیرنج فیض فضل اللہ عطا و بی نصیبان را میشود و نصیب ھر مطالب طالبان را بحکم خدا از کنۂ کلمہ طیب لَآ اِلٰهَ الاَّ اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ۔ آتش دوزخ بروی حرام شد۔ ایمان و بہشت و فضل و رحمت بروی عاشق و مبتلا و جمیعت باتمام و ھر تصرف گنج، جملہ قسمت رزق نصیب گویندۂ کلمہ طیب است و تمام تصرف گنج، قسمت نصیب آنچہ ازلی و فیض فضلی در طی اسم اللہ ذات و کلمہ طیبات است۔ پیر کامل و مرشد مکمل کہ طی کلمہ طیب باتوجہ باطنی بکشاید و جمیع تصرف گنج قسمت رزق از کلمہ طیب بنماید کہ حق از حق است برحق حقا و معرفت اللہ و بعزۃ اللہ و باللہ ثم باللہ۔ این کتاب بہ نظر کم بخت و بی نصیب و بی عقل و کم طالع را خوش نیاید۔ این علم گنج طالع خزائن اللہ۔ فقیر میفرماید تحقیق و می بخشد و مینماید باتوفیق صاحب دانش می یابد دوام و بی عقل بہوای نان و نام۔

این نسخہ محک العلماء و فقہا و فقراء و عارف اولیاء کہ مراتب ھدایت رسانندہ

دانا و آگاہ رہ! اپنے دل سے اللہ تعالیٰ کے سوا جو کچھ ہے، وہ خطرات کا دفتر ہے۔ اسے دور کر دے۔ اور چند کلمات اسم اللہ ذات کے حاضرات[1] سے سیکھ لے، جس سے گنج بے رنج کا تصرف اور اللہ تعالیٰ کا فیض اور فضل عطا ہوتا ہے اور بے نصیب طالبوں کو کلمہ طیبہ لَآ اِلٰهَ اِلاَّ اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ کی کنہ کی برکت سے ہر مطلب مل جاتا ہے۔ جس نے کلمہ طیبہ پڑھا، دوزخ کی آگ اس پر حرام ہو گئی۔ اور ایمان، بہشت، فضل اور رحمت اس پر عاشق اور گرویدہ ہو گئے۔ اسی کلمہ طیبہ سے جمیعت تمام، ہر تصرف گنج اور جملہ قسمت و رزق کلمہ طیبہ پڑھنے والے کے نصیب میں ہے۔ تمام خزانوں کا تصرف، قسمت ازلی اور فیض و فضل اسم اللہ اور کلمہ طیبہ کی طے میں ہے۔ پیر کامل اور مرشد مکمل باطنی توجہ سے کلمہ طیبہ کی طے کھول دیتا ہے۔ اور کلمہ طیب سے قسمت رزق کے تمام خزانوں کا تصرف منکشف کر دیتا ہے۔ کیونکہ حق حق سے ہے جو برحق ہے۔ اور معرفت الٰہی سے قرب حق حاصل ہوتا ہے۔ یہ بے نظیر کتاب کم بخت، بے نصیب، بے عقل اور کم طالع کو پسند نہیں آتی۔ اس کتاب سے خزائن الٰہیہ کے مقدر کا علم حاصل ہوتا ہے۔ یہ بات یہ فقیر (باہوؒ) تحقیق سے بیان کرتا اور توفیق سے بخشتا اور دکھاتا ہے۔ صاحب دانش (ان خزائن الٰہیہ کو) ہمیشہ پا لیتا ہے۔ لیکن بے عقل آدمی صرف روٹی اور شہرت کی خواہش لیے پھرتا ہے۔

۱۔ سلطان العارفین حضرت سلطان باہوؒ نے اکثر مقامات پر اسم اللہ ذات کے ساتھ حاضرات کا لفظ لکھا ہے۔ واضح رہے کہ مشق تصور اسم اللہ ذات بھی ایک طرح کی حاضرات ہی ہے۔ کیونکہ اس کے ذریعے تصور، تخیل اور تفکر میں لفظ اللہ کو قائم، مرقوم اور نقش کرنا پڑتا ہے اور یہی اسم اللہ ذات کی حاضرات ہے۔ اور اس کے نتیجے میں جب انوار اور تجلیات کا ظہور ہوتا ہے، تو اللہ تعالیٰ کا قرب، حضور اور دیدار ہوتا ہے۔ باطنی مقامات طے ہوتے ہیں۔ اور مجلس محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں حاضری کا شرف حاصل ہوتا ہے۔ اور انبیاء و اولیاء اللہ کی ارواح سے ملاقات اور ہم کلام ہونے کا موقع ملتا ہے۔ یہ تمام امور حاضرات کے زمرے میں آتے ہیں۔ مشق تصور اسم اللہ ذات کی برکت سے تصور، تخیل اور تفکر میں اس قدر قوت اور توانائی آ جاتی ہے کہ عامل کامل اس کے ذریعے ملائکہ، ارواح، موکلات اور جنات کی حاضرات کرنے پر قادر ہو جاتا ہے اور ان سے کام اور خدمت لیتا ہے۔ یہ تمام حاضرات ہی ہے۔

معرفت، عنایت خدا و مدخل کنندہ بہ مجلس محمد مصطفیٰ صلّی اللہ علیہ و آلہٖ وسلّم۔ ھر کہ شب و روز در مطالعہ آوردہ تکرار گرداند فی الدّنیا والآخرت لایحتاج باشد، محتاج نماند۔

ابیات

بی عقل را خوش نیاید این کتاب — عاقلان را گنج بخشد بی حساب
این کتاب غوث قطب ھر ورق — ھر تصرّف کیمیا بدھد سبق
اکسیر تکسیر است و علم کیمیاء — و ز کیمیا ھنرش نظر گردد غنا

بعضی را عقل از یکدیگر نصیحت گرفتن مثل دریوزہ گداست و اولیاء اللہ را علم با عقل لامصلحت عطا بخش۔ خدا این را عقل کلّی گویند۔ بر کل و جزو حاکم فقیر امیر است۔ عالم خبر گیر از برای مطالعہ از کتاب خبر گیر است باز نماند از طمع، حرص اگرچہ بر زبان تفسیر است۔

قَالَ عَلَیْہِ السَّلَامُ:۔

لِکُلِّ شَیْءٍ اٰفَۃٌ وَّاٰفَۃُ الْعِلْمِ بِالطَّمْعِ [1]

بنا بران اوّل علم غنایت، تصرّف کیمیاء ھنر و کیمیاء نظر۔ بعدہ، ھدایت۔ طالب شاگرد خاص را محرم کردن بعلم کیمیاء سعادت ثواب، بستر عطاء است و

۱۔ الحدیث

یہ کتاب علماء، فقہا، فقراء، اور عارف اولیاء اللہ کی کسوٹی ہے۔ جو خدا کی عنایت، معرفت اور ہدایت کے مراتب تک پہنچاتی ہے۔ اور مجلس محمدی صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم میں داخل کرتی ہے۔ جو شخص شب و روز اس (کتاب) کا بار بار مطالعہ کرتا ہے، وہ دنیا اور آخرت میں لایحتاج ہو جاتا ہے اور اسے کسی کی حاجت نہیں رہتی۔

ابیات

بے عقل آدمی کو یہ کتاب پسند نہیں آتی۔ مگر یہ عقلمندوں کو بے حساب (باطنی) خزانے بخشتی ہے۔

اس کتاب کا ہر ورق غوثیت اور قطبیت کی تعلیم دیتا ہے۔ اور کیمیاء کے ہر تصرّف کا سبق دیتا ہے۔

اس میں علم اکسیر و تکسیر اور کیمیاء کا علم موجود ہے۔ اور کیمیاء کے ہنر سے انسان کی نظر غنی ہو جاتی ہے۔

بعض کو عقل ایک دوسرے سے بطور بھیک مانگنے کے حاصل ہوتی ہے۔ لیکن اولیاء اللہ کو علم اور عقل بغیر کسی مصلحت کے اللہ تعالیٰ کی عطا اور بخشش سے حاصل ہوتی ہے۔ اسی کو عقلِ کلّی کہتے ہیں۔ چنانچہ اس عقل کی وجہ سے وہ تمام کلّ و جز کا حاکم اور امیر ہے۔ عالم خبر گیر ہوتا ہے۔ جو عالم کتاب کے مطالعہ سے صرف علم حاصل کرتا ہے (اور اس پر عمل نہیں کرتا) وہ کبھی بھی طمع و حرص سے باز نہیں آ سکتا۔ خواہ اس کی زبان پر تفسیر ہی کیوں نہ ہو۔

حضور اکرم صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے ارشاد فرمایا:

ہر شے کے لیے کوئی نہ کوئی آفت ہوتی ہے اور علم کی آفت طمع ہے۔

بنا براں پہلے غنایت اور کیمیاء کے ہنر کا تصرّف اور نظر کی کیمیا ہے۔ اس کے بعد ہدایت ہے۔ اور طالب شاگرد خاص کو علم کیمیاء سے آگاہ کرنا نیکی اور ثواب کا کام ہے اور بخشش کا بھید ہے۔ اور طالب شاگرد نالائق کو یہ علم عطا کرنا بہت بڑی غلطی ہے۔ اور جو کوئی بے عقل کو بتائے، اس کا وبال اور خون خرابے کی ذمہ داری اور زوال بتانے

طالب شاگرد نالائق رابخشیدن بسی خطااست۔ هرکہ بی عقل رامعلوم کندوبال اوخون و خرابی برگردن زوال او۔ فقیرآنست کہ درهرتصرف عامل است وبهرتصوّر کامل است و بهرتوجہ مکمل است وبهرتفکراکمل است۔ ومجمل مراتب مجموع جامع است لاطامع۔

ابیات

عقل حق نوراست وزحق آفتاب — میشود روشن بمثل مهتاب
کور تیره رانبا شد عقل و رای — بی خبر از معرفت وحدت خدا
عارفان را عقل شد باذات حق — علم و حلم بامطالعہ دل ورق
این سخن گرفتم از کنہ کن — جاودان را یافتم از یک سخن
یک ز یک آیت زقرآن یافتم — باخود رفیق آیتش را ساختم
عقل یک سریست ازوادبش بجو — بی عقل با بی ادب بس گفتگو
هرکرا عقل است دائم سکوت — لب بہ لب بستہ شود اہل از لهوت

حدیث

مَنْ عَرَفَ رَبَّهٗ فَقَدْ كَلَّ لِسَانُهٗ[1] ط

اہل حضور خاموشی و در خاموشی بحضور خون جگر نوش و اہل بی عقل بخروش و در خروشی خودفروشی۔

۱۔ شرح خواجہ ایوب المنیع القوی، ج ۳، ص ۵۸۰، حدیث نقل از شرح شیخ فرید الدین عطار

والے کی گردن پر ہے۔ فقیر وہ ہے جو ہر تصرّف کا عامل، ہر تصوّر میں کامل اور ہر تفکر میں اکمل ہے۔ اور تمام مراتب کا جامع اور مجموعہ ہوتا ہے۔ اور کسی قسم کا طمع اور لالچ نہیں رکھتا۔

ابیات

حق پر مبنی عقل ایک نور ہے۔ اور حق کے آفتاب سے چاند کو روشنی ملتی ہے۔
دل کے اندھے کو عقل اور سمجھ نہیں ہوتی۔ وہ معرفت خداوندی اور خدا کی وحدت سے بے خبر ہوتا ہے۔
عارفوں کو ذات حق کی طرف سے عقل عطا ہوتی ہے۔ علم اور بردباری ملتی ہے۔ اور وہ دل کے اوراق کا مطالعہ کرتے ہیں۔
میں نے یہ بات کُن کی حقیقت سے پائی ہے۔ اور اسی ایک بات سے میں نے ہمیشہ رہنے والے اللہ کو پایا ہے۔
میں نے قرآن پاک کی ایک ایک آیت کو سمجھا ہے۔ اور قرآن مجید کی آیات کریمہ کو اپنا (ہمیشگی کا) ساتھی بنایا ہے۔
عقل ایک راز ہے۔ اس سے ادب سیکھ۔ بے ادب اور بے عقل کے ساتھ گفتگو (کرنا) فضول ہے۔
جو کوئی عقلمند ہے، وہ ہمیشہ خاموش رہتا ہے۔ جو اہل لہوت سے ہوتا ہے، وہ (ہمیشہ) اپنے لب بند رکھتا ہے۔

حدیث

"جس نے اپنے رب کو پہچان لیا، پس اس کی زبان گونگی ہوگئی۔"

اہل حضور خاموش رہتے ہیں اور خاموشی میں حضوری کے اندر رہ کر خون جگر پیتے ہیں۔ اور جو بے عقل ہیں، وہ چیخ و پکار کرتے ہیں اور چیخ و پکار میں خود فروشی کرتے ہیں۔

ابیات

عقل کلّی گنج نورش باحضور   بی حضوری بی عقل و زحق بدور

عقل بیدار است خوابش را بگیر   عاقلان غالب بود روشن ضمیر

سرّ ھدایت عقل طالب معرفت   بی عقل در طلب دنیا سگ صفت

علم سہ حرفست و عقل سہ حرف   عالم و عاقل یک شود انسان شرف

عاقلان در طلب اللہ ھر دوام   ھر مطالب در طلب حق شد تمام

انبیاء را عقل بودن حق عطاء   اولیاء را عقل بردہ باخدا

عاقلان ناظر نظر حاضر نبیؐ   عاقلی جز طالبی است دنیا شقی

بشنو! طالب مولیٰ اگرچہ در نظر خلق بی عقل، در علم معرفت اللہ نزدیک اللہ تعالیٰ عاقل است۔

قَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ:۔

مَنْ مَّاتَ فِيْ حُبِّ اللّٰهِ فَقَدْ مَاتَ شَهِيْدًا[1] ط

فقیر اگرچہ نزدیک خلق جاہل است، در علم توحید اللہ عالم فاضل است مع اللہ باالہام، کلام باکلام، دور بدور ذکر و حضور۔

قَوْلُہٗ تَعَالٰی:۔

فَاذْكُرُوْنِيْٓ اَذْكُرْكُمْ[2] ط

۱۔ الحدیث

۲۔ سورہ البقرہ، ۲ : ۱۵۲

ابیات

عقل مکمل خزانہ ہے، حضوری سے اس کو نور حاصل ہوتا ہے۔ بے عقل کو حضوری حاصل نہیں اور وہ اللہ تعالیٰ سے بہت دور ہے۔

عقل بیدار ہے۔ اسے خوابیدہ نہ کر۔ عقلمند غالب اور روشن ضمیر ہوتے ہیں۔

عقل ہدایت کا بھید ہے، جس سے طالب کو معرفت میسّر آتی ہے۔ بے عقل دنیا کی طلب میں کتّے کے اوصاف رکھتا ہے۔

علم کے تین اور عقل کے بھی تین حرف ہیں۔ عالم اور عاقل انسانیت کے شرف میں برابر ہیں۔

عاقل ہمیشہ اللہ تعالیٰ کی طلب میں رہتے ہیں۔ حق کی طلب میں تمام مطالب حاصل ہو جاتے ہیں۔

انبیاء کو عقل اللہ تعالیٰ کی طرف سے عطا ہوتی ہے۔ اولیاء کو عقل اللہ تعالیٰ تک پہنچا دیتی ہے۔

عاقل نبی کریم صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی حضوری میں حاضر و ناظر ہوتا ہے۔ اگر تو عقل کے سوا دنیا کو طلب کرتا ہے، تو بد بخت ہے۔

(اے طالب حقیقی!) (غور سے) سن! طالب مولیٰ اگرچہ مخلوق کی نگاہوں میں بے عقل معلوم ہوتا ہے۔ مگر معرفت خداوندی کے علم میں اللہ تعالیٰ کے نزدیک عاقل ہے۔

حضور اکرم صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کا ارشاد گرامی ہے:

"جو محبت الٰہی میں مرا، پس وہ شہید کی موت مرا۔"

فقیر اگرچہ مخلوق کی نظر میں جاہل ہے، مگر توحید کے علم میں عالم فاضل ہوتا ہے۔ اور الہام، کلام باکلام، دور بدور، ذکر اور حضور کے ذریعے اللہ تعالیٰ کے ساتھ ہوتا ہے۔

ارشاد خداوندی ہے:۔

"پس تم مجھے یاد کیا کرو، میں تمہیں یاد کیا کروں گا۔"

عاقل اللہ تعالیٰ کی طرف متوجّہ ہوتا ہے۔ اور بے عقل طمع، نفس اور حرص و ہوا

عاقل متوجہ باخدا است ولی عقل بطمع، نفس، حرص، ھوا است۔ ترا کدام اختیار است؟ معرفت برداری ویا بہ باطل دنیا رجوع آری۔ اصل سرمایہ ایمان رستگاریست وکم آزاریست۔

بدانکہ باتجلیٔ انوار از حضور عقل کلّی زیادہ میشود دانش شعور۔ درمیان طالب العلم و علماء وطالب المولیٰ۔ فقیر اولیاء چہ مراتب وچہ فرق است؟ علماء میفرماید و فقیر اولیاء ازین علم عینہ بعین می نمایند۔ فقیر را طریق نیست، بسر مقامات طی طبقات تحقیق است و فقیر را سلک نیست۔ سلامتی برآمدن از آفات باتوفیق است۔ اگر کسی از اہل حاسد، منافق، مردہ دل، کاذب، از فرزندان شیطان ووسوسہ خنّاس، منکر از پیر و مرشد وبی پیر وبی مرشد وبی معرفت حجت آرد کہ درین زمانہ لائق ارشاد پیر مرشد صاحب قوت نیست۔ علم کتاب مطالعہ بجای پیر مرشد وسیلہ بگیر۔ این ہمہ حیلۂ شیطانی و فریب مکر نفسانی از سر عجب ہوا را بزن۔ بازدارد از معرفت ھدایت خدا و بازدارد از مجلس محمد مصطفیٰ صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم۔ آری یقین است بگفتہ او گوش نیار۔ این چنین مردہ دل سگ وار طالب جیفہ مردار۔

علم در کتاب وعلماء عامل در قبور و مرشد کامل ظاھر باطن حضور۔ خزانچی خزائن اللہ۔ صاحب ولایت غافل نباشد از محافظت خلق اللہ یک ساعت۔ قائم مقام از یک دیگر تا قیامت باز نماند۔ مثل آفتاب فیض بخش۔ بہرہ ور رہنمای مردم، طالبی و مریدی مرتبہ

کی طرف مائل ہوتا ہے۔ پس تجھے ان دونوں میں سے کون سی بات پسند ہے؟ تو معرفت بردار بنا چاہتا ہے یا باطل دنیا کی طرف رجوع کرنا پسند کرتا ہے۔ ایمان کا اصل سرمایہ (اخروی) نجات اور کم آزاری ہے۔

(اے طالب صادق!) (اچھی طرح) جان لے کہ حضور سے انوار تجلّی کے سبب عقل کلّی بڑھتی ہے۔ اور دانش و شعور میں اضافہ ہوتا ہے۔ طالب العلم، علماء، طالب مولیٰ اور فقیر اولیاء میں مراتب کے لحاظ سے کیا فرق ہے؟ (ان میں فرق یہ ہے کہ) علماء صرف علم (توحید) بیان کرتے ہیں، مگر فقراء اس علم کے ذریعے عین بعین مشاہدہ کراتے ہیں۔ فقیر کا کوئی مقرر طریق کار نہیں ہوتا، مگر وہ تمام مقامات اور طبقات یقینی طور پر طے کرا دیتا ہے۔ اور فقیر کا کوئی خاص مسلک نہیں ہوتا، مگر وہ تمام آفات و بلیات سے توفیق الٰہی کے ساتھ سلامت بچ نکلتا ہے۔ اگر کوئی حاسد، منافق، مردہ دل، کاذب، فرزند شیطان و وسوسہ خنّاس والا، پیر و مرشد کا منکر، بے پیر و مرشد اور بے معرفت یہ حجت پیش کرے کہ اس زمانہ میں کوئی صاحب قوت اور لائق ارشاد پیر و مرشد نہیں، تو اسے پیر و مرشد کی بجائے کتاب کے مطالعہ کو وسیلہ پکڑنا چاہیے۔ یہ تمام حیل و حجت شیطانی اور نفسانی مکر و فریب اور کبر کی وجہ سے ہے، جو معرفت خداوندی اور ہدایت الٰہی اور مجلس محمدی صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم سے باز رکھتی ہے۔ ہاں یقینی طور پر ایسے شخص کی بات کی پرواہ نہیں کرنی چاہیے۔ کیونکہ ایسا شخص مردہ دل ہے اور کتّے کی طرح مردار کی تلاش میں مارا مارا پھرتا ہے۔

علم صرف کتابوں میں رہ گیا ہے۔ اور باعمل علماء قبروں میں پہنچ گئے ہیں۔ اور مرشد کامل ظاہر باطن میں حاضر ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ کے خزانوں کے خزانچی ہیں۔ صاحب ولایت ایک دم بھی مخلوق خدا کی محافظت سے غافل نہیں ہوتا۔ فقراء اور اولیاء قیامت تک ایک دوسرے کے قائم مقام ہوتے ہیں۔ اور آفتاب کی طرح فیض بخش ہوتے ہیں۔ اور بہرہ ور لوگوں کے راہنما ہوتے ہیں۔ طالبی اور مریدی ایک ایسا مرتبہ ہے، جو منصب بمنصب حضوری سے مشرّف ہے۔

ایست منصب بمنصب مشرف حضور۔

ابیات

گربیائی طالبا حاضر کنم — جثہ را از قہر غصہ برکشم

ناشناسی معرفت حق اولیاء — میشود حاصل ترا وحدت خدا

صاحب گنج تصرف صد کرم — عارف باللہ بود آن جان من

ہر کرا باطن صفا بانظر عیان تحقیق است، آنرا ہمہ تصرف گنج توفیق بحق رفیق۔

طالبان را اوّل تعلیم بعلم تصرف انیست طریق۔

حدیث

خَیْرُ النَّاسِ مَنْ یَّنْفَعُ النَّاسَ [1] ط

پس معلوم شد وجود فقیر کان و سخن فقیر دراست بیش بہا قیمت بر زبان واز کنہٖ کن مکان واز قہر جلالیت او باخبر باش ای احمق حیوان پریشان۔ قہر فقراء نمونہ قہر خدا۔ ہر سخن فقیر وکام کشای فقیر و نظر و توجہ فقیر و نشست و برخاست فقیر، ہر کاریکہ از فقیر واقع میشود، از حکمت خالی نباشد۔

حدیث

فِعْلُ الْحَکِیْمِ لَا یَخْلُوْا عَنِ الْحِکْمَۃِ [2] ط

۱۔ الحدیث ۲۔ ایضاً

ابیات

اے طالب! اگر تو میرے پاس آئے، تو میں تجھ کو بارگاہ خداوندی میں حاضر کر دوں۔ اور تیرے وجود سے قہر اور غصہ دور کر دوں۔

تو اولیاء کی معرفت کو حقیقتاً اس وقت جانے گا، جب کہ تجھ کو خدا کا مقام وحدت حاصل ہو گا۔

جسے گنج تصرف میسّر آ جائے، اس پر اللہ تعالیٰ کا ہزار کرم ہے۔ اے جان من! یہ مقام عارف باللہ کا ہے۔

جس شخص کو باطن کی صفائی اور ٹھیک تحقیق کی نظر حاصل ہے، اسے تمام خزانوں کا تصرف اور توفیق بحق رفیق حاصل ہوتی ہے۔ طالبوں کو علم تصرف کی تعلیم ابتداء میں دینے کا یہی طریقہ ہے۔

حدیث

"انسانوں میں بہتر انسان وہی ہے، جو لوگوں کو نفع پہنچائے۔"

پس معلوم ہوا کہ فقیر کا وجود کان ہے۔ اور فقیر کی باتیں جو کنہ کی حقیقت کی بابت وہ زبان پر لاتا ہے، بیش بہا قیمت والے موتی ہیں۔

پس اے احمق حیوان پریشان! اس کی جلالیت کے قہر سے ڈر۔ اور خبردار رہ۔ فقراء کا قہر خدا کے قہر کا نمونہ ہوتا ہے۔ فقیر کی ہر بات فقیر کی کارکشائی ہے۔ فقیر کی نظر اور اس کی توجہ یا اس کی نشست و برخاست اور اس کا ہر کام حکمت سے خالی نہیں ہوتا۔

حدیث

"حکیم کا کوئی فعل حکمت سے خالی نہیں ہوتا۔"

از مرشد و پیریکه طالب مرید را اوّل تصرف گنج علم دنیا سیری تعلیم نبود، طالب مرید را معرفت و فقر اختیاری کی نصیب شود۔

قَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ:۔

عَذَابُ الْجُوْعِ اَشَدُّ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ [1] ط

حدیث

اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْفُقَرَآءِ الْغَنِيُّ [2] ط

هر که گلہ فقیر کند، گلہ خدا شود۔ این چنین فقیر بر زبان حکایت از فقر شکایت فقر اضطراری بر گرسنگی شرمندگی و خواری۔

حدیث

نَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الْفَقْرِ الْمُكِبِّ [3] ط

دانی کہ شیطان عالم است۔ از قوت علم تمام عالم را در قبض قید خود در آوردہ۔ از ہزار یک کس باشد کہ از علم شیطان گوی بیرون بردہ باشد۔ پس معلوم شد کہ شیطان از علم توریت و زبور و انجیل و فرقان حمید ازان ھر چہار کتاب و از علم ہدایت بی نصیب و محروم است۔ بر فرزندان آدم بجز علماء عامل و فقیر درویش کامل و غوث قطب مکمل بر ھر یک شیطان قوی و غالب شود۔

۱۔ الحدیث

۲۔ ایضاً

۳۔ ایضاً نقل از عین العلم شرح زین الحلم از حضرت ملا علی قاری"

(پس) جس پیر و مرشد سے طالب مرید کو روز اوّل دنیاوی علم کے خزانوں کا تصرف اور سیری کی تعلیم حاصل نہ ہو، طالب مرید کو معرفت خداوندی اور فقر اختیاری کیسے نصیب ہو سکتا ہے؟ حضور اکرم صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کا ارشاد گرامی ہے:۔

"بھوک کا عذاب قبر کے عذاب سے بھی سخت ہوتا ہے۔"

حدیث

"بے شک اللہ تعالیٰ غنی فقراء سے محبت رکھتا ہے۔"

جو شخص فقیر کا گلہ کرتا ہے۔ وہ (گویا) اللہ تعالیٰ کا گلہ کرتا ہے۔ اس طرح کا فقیر جو زبان کے ذریعے فقر کی شکایت کرتا ہے، تو اس کا فقر اضطراری [1] ہے۔ اور وہ بھوکا، شرمسار اور ذلیل ہوتا ہے۔

حدیث

ہم منہ کے بل گرنے والے فقر سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگتے ہیں۔

تو جانتا ہے کہ شیطان عالم ہے۔ اور اپنی علمی قوت سے تمام عالم کو اپنے قبضے میں لائے ہوئے ہے۔ ہزاروں میں سے کوئی ایک آدھ ہوگا، جو علم میں شیطان سے بازی لے جائے۔ پس معلوم ہوا کہ شیطان توریت، زبور، انجیل اور فرقان حمید چاروں کتابوں کی تعلیمات اور علم ہدایت سے بے نصیب اور محروم ہے۔ اور شیطان سوائے باعمل علماء،

۱۔ فقر کی دو قسمیں ہیں: ایک فقر اضطراری یعنی نگوں سار فقر جس سے حدیث پاک میں پناہ مانگی گئی ہے۔ یہ وہ فقر ہے جو اپنی بد بختی اور بد اعمالیوں کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس پر مسلّط کر دیا جاتا ہے۔ ایسا فقیر دریوزہ گری کرتے ہوئے دوسروں کے سامنے ہاتھ پھیلا کر رسوا ہوتا پھرتا ہے۔ یہ مجبوری کا فقر ہے۔ دوسرا فقر اختیاری ہے۔ اسے بلند حوصلہ فقراء طاقت، اختیار اور دنیاوی مال و دولت اور عزّت و جاہ و اقتدار ہوتے ہوئے اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر فقیری اور درویشی اختیار کرتے ہیں۔ ان کی کوئی مجبوری نہیں ہوتی۔ اسی فقیری پر سرور کائنات صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فخر فرمایا ہے۔

اولیاء اللہ را از حضوری خدا باز دارد و در حکم خود در آورد۔ آن کدام علم است علم طمع و حرص۔ ازین علم کہ نفس را شیطان تعلیم کند نفس از علم طمع و بلذت حرص کہ بی شک بی دین بود۔ المطلب آنکہ طمع دنیا و زینت دنیا و لذت دنیا متاع شیطان است۔ ھر کہ متاع آنرا دست زند، بر دست شیطان قول دھد۔ پس بنا بر آن اول تصرف دنیا در عمل آوردہ کہ احتیاج باز ندارد شیطان بروی غالب نبود۔ طالب کہ طلب دنیا نکند، اینست طالب مولیٰ غالب بر نفس شیطان۔ فقیر غنی اند غالب در تصرف عامل است۔ کامل فقیر فیض بخش عالم است آن دستگیر۔

قَوْلُہٗ تَعَالٰی:۔

قُلْ مَتَاعُ الدُّنْيَا قَلِيْلٌ[1] ط

و قلیل پارچہ خون آلودہ حیض زن را گویند۔ قول عرب یا اَخِیْ لَا تَجْلِسْ عَلَيْهَا لِاَنَّ تَحْتَهَا قَلِيْلٌ ط

پس دنیا اہل حیض را قبول نکند فقیر عارف۔ اہل فیض مجلس اہل فیض و اہل حیض راست نیاید۔ علم ظاہر سد است با حیا برد کہ از حیائی حیا کند و علم معرفت لاحد است کہ با خدا برد و از اسم اللہ خدا حاصل شود و طمع نفس امارہ و طمع دنیا ہیچکارہ۔ مقرب شیطانیست و طمع قلب

۱۔ سورۃ النساء، ۴: ۷۷

کامل درویش فقراء اور مکمل غوث و قطب کے فرزندانِ آدم میں سے ہر ایک پر قوی اور غالب ہوتا ہے۔ وہ اولیاء اللہ کو خدا کی حضوری سے روکتا ہے اور اپنے زیرِ حکم لانے کی کوشش کرتا ہے۔ وہ کون سا علم ہے، جس کے سبب شیطان انسان کو گمراہ کرتا ہے، وہ طمع اور حرص کا علم ہے۔ اس علم کے ذریعے شیطان انسان کے نفس کو تعلیم (و ترغیب) دیتا ہے اور نفس اس سے طمع اور لذتِ حرص میں مبتلا ہو کر بلاشبہ بے دین ہو جاتا ہے۔ مطلب یہ کہ دنیاوی لالچ اور زیب و زینت شیطانی مال و متاع ہے۔ جو شخص شیطان کی اس متاع کو ہاتھ لگاتا ہے، وہ شیطان سے گویا قول و اقرار کرتا ہے۔ (اور اس کے قابو میں آ جاتا ہے) پس اس بنا پر پہلے تصرفِ دنیا کو عمل میں لانا چاہیے۔ تاکہ دنیا کی احتیاج ہی باقی نہ رہے اور شیطان اس پر غالب نہ آ سکے۔

طالبِ مولیٰ وہ ہے، جو دنیا کو طلب نہ کرے (پس) یہ ہے طالبِ مولیٰ، جو نفس و شیطان پر غالب ہے۔ فقیر غنی ہوتا ہے۔

اور تصرف کے عمل میں غالب ہوتا ہے۔ کامل فقیر فیض بخش عالم ہوتا ہے اور وہ (خاص و عام کی) دستگیری کرتا ہے۔

ارشادِ خداوندی ہے:

"(اے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم!) لوگوں سے فرما دیں کہ دنیا کی متاع چند روزہ ہے۔"

اور قلیل اس کپڑے کو کہتے ہیں، جو عورت کے خون حیض سے لتھڑا ہوا ہو۔ چنانچہ عربوں میں کہا جاتا ہے کہ اے "بھائی! اس پر نہ بیٹھ، کیونکہ اس کے نیچے حیض کے خون سے آلودہ کپڑا پڑا ہے"۔

پس عارف فقیر دنیاوی مال و متاع رکھنے والوں یعنی اہل حیض کو قبول نہیں کرتا۔ اہل فیض اور اہل حیض کو ایک دوسرے کی مجلس راس نہیں آتی۔ علم ظاہر رکاوٹ ہے، جس سے شرم و حیا جاتی رہتی ہے۔ اور انسان حیا سے بے حیا ہو جاتا ہے۔ اور علم معرفت کی کوئی حد نہیں، جو خدا تک پہنچاتا ہے۔ اور اسم اللہ سے خدا حاصل ہوتا ہے۔ نفس امارہ اور دنیا کا طمع کسی کام کا نہیں۔ بلکہ اس کے سبب انسان شیطان کا مقرب بنتا

سلیم وطمع روح بحق تسلیم رہبر رحمانست تا آنکہ شوق شفق اشتیاق نشود، ہرگز ملاقات حضوری نہ بود۔

بایددانست کہ درذکر فکر ہمہ حیرت است۔ درعلم مطالعہ ہمہ غیرت است ودر تصوّر ہمہ عبرت است ودر تصرّف ہمہ جمیّعت واستقامت است ودر عشق ہمہ ملامت است و در محبت ہمہ سوز است ودر فقر ہمہ آموز است۔ اگر مرتبہ بعلم بودی، ابلیس گوی از میدان ربودی۔ اگر بہ تقویٰ بودی، بلعم باعور ربودی۔ اگر بجہل بودی، ابو جہل رابودی۔ پس معرفت اللہ تعالیٰ در کدام چیز است؟ واز کدام علم دانش تمیز است۔ دانی کہ سگ اصحاب کہف رامحبت از کجا آورد وشیطان راعلم کجا برد۔ این علم خلاف روح بود با آنا نفس۔ ابتدا نفس ہمین کہ از خدا باز دارد۔ وبی یقین۔ یقین باعلم توشۂ راہ است وعلم بی معرفت گمراہ کنندہ است۔ معرفت کرا گویند؟ معرفت علم نور است کہ باز دارندہ از آنا کبر مغرور است۔ علم ہر دو جہان تحریر است برزبان فقیر است۔ ردّ قبول آنچہ کند بیان۔

ہے۔ قلب سلیم کی خواہش اور حق کو تسلیم کرنے والی روح کی تمنا اللہ تعالیٰ کی طرف راہنمائی کرتی ہے۔ جب تک شوق اور اشتیاق کا جذبہ باہم شفق نہیں ہوتا۔ اللہ تعالیٰ کی حضوری اور ملاقات ہرگز نصیب نہیں ہوتی۔

جاننا چاہیے کہ ذکر فکر میں سراسر حیرت ہے۔ علم و مطالعہ میں تمام غیرت ہے۔ تصوّر میں سب عبرت ہے اور تصرّف سرا سر جمیّعت اور استقامت ہے۔ اور عشق میں تمام ملامت ہے۔ اور محبت میں سوز ہی سوز ہے اور فقر میں سب ہدایت و نصیحت ہے۔ اگر مرتبہ صرف علم پر منحصر ہوتا، تو شیطان تمام پر سبقت لے جاتا۔ اگر صرف تقویٰ کی بات ہوتی، تو بلعم باعور[1] تمام پر بازی لے جاتا۔ اگر جہالت کا معاملہ ہوتا، تو ابوجہل سب پر فوقیت لے جاتا۔ پس اللہ تعالیٰ کی معرفت کس چیز میں ہے؟ اور وہ کون سا علم و دانش اور تمیز ہے۔ اور تو جانتا ہے کہ اصحاب کہف کے کتے کو محبت کہاں لے آئی۔ اور شیطان کو اس کا علم کہاں لے گیا۔ (شیطان کا) یہ علم روح کے خلاف تھا۔ جس میں نفس کا تکبّر اور گھمنڈ شامل تھا۔ شروع میں یہی نفس خدا سے باز رکھتا ہے۔ اور انسان بے یقین ہو جاتا ہے۔ بالیقین علم توشۂ راہ ہے۔ اور علم بے معرفت گمراہ کنندہ ہے۔ معرفت کس کو کہتے ہیں؟ معرفت علم نور ہے، جو تکبّر اور گھمنڈ سے باز رکھتا ہے۔ اس میں دونوں جہاں کے علوم تحریر ہیں۔ اور فقیر کی زبان پر جاری ہیں، جس کے بیان کو فقیر ہی ردّ اور قبول کرتا ہے۔

ا۔ بلعم باعور بنی اسرائیل میں ایک بہت بڑا عالم گزرا ہے۔ وہ چار سو سال تک ریاضت و مجاہدہ میں مشغول رہا۔ وہ اسم اعظم جانتا تھا۔ اس کی مجلس میں بارہ ہزار علماء سبق پڑھتے تھے۔ وہ مستجاب الدعوات تھا۔ حضرت موسیٰؑ اس کی بد دعا سے وادی تیہ میں مع اپنی قوم کے کئی سال پریشان رہے۔ جب خدا کا فرمان پہنچا کہ ہم نے اس کو علم کی دولت عطا فرمائی، تو وہ شکر بجا نہیں لایا۔ اگر تمام عمر میں ایک دفعہ بھی شکر کرتا، تو کبھی وہ نعمتیں اس سے نہ چھنی جاتیں اور نعمت کا چھن جانا نعمت ملنے کے بعد بڑا سخت عذاب ہے۔ آخر اس کی موت کفر پر ہوئی۔ اور یہ کہ ایک پیغمبر کی بد دعا سے وہ ہلاک ہوا۔

حدیث

لِسَانُ الْفُقَرَآءِ سَيْفُ الرَّحْمٰنِ [1]

باید دانست اگر کسی تمام عمر بعبادت خم کردہ و مثل کوزہ پشت شود از بسیاری ریاضت، خلوت، تنہا کشیدن چلہ بی شمار وجود مثل موی باریک شود و شب و روز با آہ از گناہ میسوزد، ہیزم خشک را این مراتب ھریک باز دارد واز معرفت قرب خدا کہ اعمال جوارح ظاھر است کہ بعمل ظاھر دل طاھر نگردد و مرتبۂ عاشقی و معشوقی، محبوبی و مرغوبی و محبوب القلوبی تصور اسم اللہ ذات، مشق وجودیہ مرقوم کہ ہفت اندام گردد نور و صاحب مشق یکبارگی برسد حضور۔

پس معلوم شد کہ انسان را چند بیماری مرض است۔ پس مریض دنیا را طبیب شیطان است، دارو دھد نفاق و میکند پریشان و مرض عقبیٰ را طبیب تقویٰ است و تقویٰ روایت دھد بر کشتن نفس فتویٰ و مریض عشق را دارو لادوا است، مگر لقاء و دیدار و بقا ھر کہ خوھد بی سر شود و یا ھر آنکس عالم فاضل را مرشد تلقین دھد کہ در مجلس محمدی صلّی اللہ علیہ و آلہٖ وسلّم حضور کند و محمد رسول اللہ صلّی اللہ علیہ و آلہٖ وسلّم بر زبان مبارک میفرماید کہ ای عالم طالب اللہ! ہمین مرشد ترا عارف ولی اللہ۔ بعد ازان با علم عالم فاضل را میشود یقین و عارفان واصل طالب میباشد چنین آثار۔ والّا ہزاران ہزار بہ نظر نظار دیوانہ کردن چہ

---

[1] الحدیث

حدیث

"فقرائے کاملین کی زبان (گویا) خدا تعالیٰ کی تلوار ہوتی ہے۔"

(گفتہ او گفتہ اللہ بود گرچہ از حلقوم عبداللہ بود)

(مولانا رومیؒ)

جاننا چاہیے۔ اگر کوئی شخص تمام عمر عبادت میں اپنی کمر خم کر دے اور بے شمار ریاضت، خلوت، تنہائی اور چلّہ کشی کے سبب خمیدہ پشت ہو جائے اور اس کا وجود سوکھ کر بال کی طرح باریک ہو جائے اور دن رات آہ و زاری کرتا رہے، جس سے گناہ خشک لکڑی کی طرح جلتے رہیں، تو یہ مراتب بھی اللہ تعالیٰ کے قرب اور معرفت سے باز رکھتے ہیں۔ کیونکہ یہ سب اعمال ظاہری اعضاء کے ہیں اور ظاہری عمل سے دل پاک نہیں ہوتا اور مرتبۂ عاشقی و معشوقی، محبوبی و مرغوبی اور محبوب القلوبی میں تصور اسم اللہ ذات اور مشق وجودیہ مرقوم سے جب وجود کے ساتوں اعضاء نور ہو جاتے ہیں، تو صاحب تصور فی الفور حضور ذات میں پہنچ جاتا ہے۔

پس معلوم ہوا کہ انسان کو چند ایک امراض ہیں۔ دنیاوی مریض کا طبیب شیطان ہے۔ وہ نفاق کی دوا دے کر پریشان کرتا ہے۔ اسی طرح اخروی مرض کا طبیب تقویٰ ہے۔ اور تقویٰ نفس کو قتل کرنے کا روایتی فتویٰ دیتا ہے۔ اور مریض عشق لا دوا اور لاعلاج ہے۔ مگر صرف اللہ تعالیٰ کا دیدار لقاء اور بقاء سے ہی اچھا ہو سکتا ہے۔ جو یہ بات چاہتا ہے، اسے چاہیے کہ وہ زندگی سے لاپرواہ ہو جائے۔ اور جس عالم فاضل کو مرشد تلقین کرے، اسے مناسب ہے کہ پہلے اسے مجلس محمدی صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم میں پہنچائے اور خود آنحضرت صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم اپنی زبان مبارک سے فرمائیں کہ اے عالم طالب اللہ! یہی تیرا مرشد عارف باللہ ہے۔ اس کے بعد اس عالم فاضل کو یقین ہو جاتا ہے۔ عارف واصل طالب اللہ کی یہی علامت ہے، ورنہ ہزاروں کو نظر سے دیوانہ بنا دینا کوئی مشکل کام نہیں اور جاہلوں کو جنونیت سے پاگل کر دینا کوئی دشوار نہیں ہے۔ مرشد صاحب توفیق اور طالب عالم فاضل صاحب تحقیق ہوتا ہے۔ جاہل ہرگز عارف باللہ

مشکل کار و دیوانہ کردن جاہلان بجنونیت ہیچ نیست دشوار۔ مرشد صاحب توفیق است۔ و طالب عالم فاضل تحقیق است۔ جاہل ہرگز عارف باللہ نشود و بمعرفت اللہ نرسد کہ از قوم اہل زندیق است۔ از فقیری فقر معرفت ھدایت اللہ دو گواہ دارد۔ یکی خاصہ از علم راہ کہ مفتر او نام، در علم تفسیر عالم فاضل تمام۔ دوم گواہ علم باطنی بخشندۂ قرب اللہ۔ مرشدیکہ از فقر محمدی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم این دو نشان ندارد، از معرفت اللہ راہ ندارد۔ جاہل آنچہ ترا مشاہدہ نماید، ھمہ استدراج است بجز از معراج۔

بیت

علم را آموز علمش حق نما　　جاہلان را پیش ایزد نیست جا

مرشد جاہل کہ آن عالم باشد بہتر است، چنانچہ حضرت آدم علیہ السلام و مرشد عالم کہ جاہل باشد آن کہتر است، چنانچہ شیطان لعین۔

حدیث

اِتَّقُوْا مِنْ عَالِمِ الْجَاهِلِ قِيْلَ مَا عَالِمُ الْجَاهِلِ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ط

قَالَ عَالِمُ اللِّسَانِ وَجَاهِلُ الْقَلْبِ[1] ط

علم تصدیق القلب، ارشاد از فقیر طلب۔

قَوْلُهٗ تَعَالٰی:۔

رَبِّ اِنِّیْ لِمَآ اَنْزَلْتَ اِلَیَّ مِنْ خَیْرٍ فَقِیْرٌ[2] ط

۱۔ الحدیث
۲۔ سورہ القصص، ۲۸ : ۲۴

نہیں ہو سکتا۔ اور معرفت خداوندی تک نہیں پہنچ سکتا۔ کیونکہ وہ بے دین ہوتا ہے۔

فقیری، فقر، معرفت خداوندی اور ہدایت الٰہی کے لیے دو علامات ہوتی ہیں۔ ایک یہ کہ وہ خاص علم کی راہ سے آشنا ہو، جو مفتر کہلائے اور علم تفسیر میں کامل عالم فاضل ہو۔

دوم باطنی علم اور اللہ کا قرب بخشنے والا ہو۔ جو مرشد فقر محمدی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم میں سے یہ دو علامات نہ رکھتا ہو، وہ معرفت خداوندی کے راستے سے ناواقف ہے۔ جاہل جو کچھ تجھ کو مشاہدہ دکھاتا ہے، سب استدراج ہے۔ اس میں معراج کی کوئی بات نہیں۔

بیت

علم حاصل کر، تاکہ علم تجھے حق دکھائے۔ جاہلوں کو اللہ تعالیٰ کے نزدیک کوئی مقام حاصل نہیں۔

مرشد جاہل جو عالم ہو، وہ بہتر ہے جیسا کہ آدم علیہ السلام۔ اور مرشد عالم جو جاہل ہو، وہ حقیر اور برا ہے، جیسا کہ شیطان لعین۔

حدیث

جاہل عالم سے بچو۔ صحابہ کرامؓ نے پوچھا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم! جاہل عالم کون ہوتا ہے؟ فرمایا: جو زبان کا عالم ہو، مگر دل کا جاہل ہو۔

دل کی تصدیق اور ارشاد کا علم فقیر سے حاصل کرو۔

ارشاد خداوندی ہے:۔

"اے رب! تو جو اچھی چیز میری طرف اتارے، میں اس کا محتاج ہوں۔"

تصدیق اقرار کے ساتھ ہو اور اقرار تصدیق کے ساتھ ہو۔ جو شخص یہ دو علوم رکھتا ہے، وہی یقیناً عالم، عارف اور فقیر ہے۔ توفیق کے ساتھ حق کا رفیق ہے۔ اور علم

تصدیق باقرار واقرار باتصدیق۔ ھر کہ این علمین دارد، عالم، عارف، فقیر تحقیق باتوفیق بحق رفیق کشایندہ علم و تحقیق، وجوداو معرفت دریای عمیق، فنافی اللہ غریق آنرا گویند کہ نظارہ بین است وبنماید و غم بردارد و فرحت بکشاید۔ جَزَاکَ اللّٰہُ فِی الدَّارَیۡنِ خَیۡرًا ط

علماء علم عین نما، وارث الانبیاء، از ھر طریق علم مسائل میفرماید و فقیر فنافی اللہ عارف خدا، مشاھدۂ قرب، حضوری معرفت اللہ می نماید۔ پس درمیان فرمودن و نمودن فرق است۔ ھر کرا اسم اللہ در وجود تاثیر کند و عمل بخشد تحقیق ومیشود رفیق۔ آن را ظاھر و باطن صاحب گنج با تصرف ھمہ توفیق۔ ھر کرا خواھد از سرتاقدم ھفت اندام جسد جثہ قلب قالب طالب اللہ را میشود خاصہ پاک نور و یکبارگی مشرف شود بمعرفت اللہ برسد ودوام بہ نظر اللہ منظور و مدخل مجلس محمدی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم حضور و برآید از کبر ھوا مغرور و در ھژدہ ھزار عالم می شود مشھور و باخدا الہام ذکر مذکور۔ انیست باطن معمور وجود مغفور و بذوق شوق مست الست بہ استغفار مسرور۔ علم تعلیم وارشاد تلقین اسم اللہ ذات بہ تفکر و تصور مشق وجودیہ مرقوم کند۔ ماضی و حال، مستقبل احوال معلوم شود مشق۔ محبت و معرفت و مراقبہ توفیق۔ مجلس، ملاقات فی اللہ ذات مشاھدہ حضوری۔ تحقیقات مقامات طی درجات و خدای تعالیٰ راو در لامکان از قوت اسم اللہ ذات رسیدن و بہ تصور توفیق ولقاء رویت خدای تعالیٰ را دیدن و از تصور اسم اللہ ذات تحقیق شناختن و دریافتن و طریق شریعت رفیق کردن حصول الوصول۔ این حقیقت را چہ داند ظاھر عالم و

و تحقیق کو کھولنے والا ہے۔ اس کا وجود معرفت خداوندی کا گہرا سمندر ہے۔ فنافی اللہ میں مستغرق اس کو کہتے ہیں، جو نظارہ بین ہو یعنی مشاہدہ کرنے والا اور مشاہدہ کرانے والا ہو۔ وہ غم دور کرنے والا اور فرحت و مسرّت بخشنے والا ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اسے دونوں جہانوں میں جزائے خیر عطا کرے۔

علم کے علماء عین نما اور وارث الانبیاء ہیں۔ وہ علم کے ہر طرح کے مسائل بتاتے ہیں۔ اور فقیر فنافی اللہ اور عارف باللہ ہوتا ہے۔ وہ معرفت خداوندی، حضوری اور قرب کا مشاہدہ کراتا ہے۔ پس دکھانے اور بتانے میں (بڑا) فرق ہے۔ جس شخص کے وجود میں اسم اللہ تاثیر کرتا ہے اور عمل کی توفیق بخشتا ہے، وہ اللہ تعالیٰ کا رفیق بن جاتا ہے۔ اسے ظاہر و باطن کے خزانوں کے تصرف کی پوری توفیق مل جاتی ہے۔ اور جسے چاہتا ہے، سر سے قدم تک ہفت اندام اور تمام جسم قلب قالب طالب اللہ کو خاص، پاک اور نور بنا دیتا ہے۔ اور وہ فی الفور معرفت خداوندی سے مشرف کر دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی نگاہ میں ہمیشہ کے لیے منظور اور مجلس محمدی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم میں داخل اور حاضر کر دیتا ہے۔ وہ کبر، نفسانی خواہشات اور غرور سے باہر نکل آتا ہے۔ وہ اٹھارہ ہزار عالم میں مشہور ہو جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اسے الہام ہوتا ہے۔ اور مذکور کے ذکر میں محو ہو جاتا ہے۔ اس کا باطن معمور ہو جاتا ہے اور وجود مغفور۔ وہ ذوق و شوق میں مست الست اور استغفار میں مسرور ہو جاتا ہے۔ تعلیم و تعلّم اور تفکر کے ساتھ اسم اللہ ذات اور تصور مشق وجودیہ مرقوم کرنے کی تلقین و ارشاد کرتا ہے۔ جس سے ماضی و حال اور مستقبل کے تمام احوال معلوم ہو جاتے ہیں۔ اسے مشق محبت و معرفت اور مراقبہ کی توفیق نصیب ہوتی ہے۔ اور مجلس و ملاقات محمدی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اور اللہ تعالیٰ کی ذات کا مشاہدہ اور حضوری عطا ہوتی ہے۔ یقیناً مقامات و درجات طے ہوتے ہیں۔ اور خدا تعالیٰ تک قوت اسم اللہ ذات سے لامکان تک رسائی حاصل ہوتی ہے۔ اور تصور کی توفیق سے اللہ تعالیٰ کی رویت اور لقا و دیدار ہوتا ہے۔ اور تصور اسم اللہ ذات سے شناخت اور دریافت اور طریق شریعت سے یقیناً حصول الوصول کی رفاقت ہوتی ہے۔ اس بات کی حقیقت وہ شخص نہیں سمجھ سکتا، جو ظاہری عالم اور باطن کا جاہل

باطن مجہول زندہ زبان و مردہ قلب۔ طالب مردار از علم بی عمل اہل سلب۔

ابیات

جثہ در جثہ شود انوار تر خوش ببین دیدار صاحب نظر

ھر کہ اینجای نہ بیندبی نصیب کی بہ بیند کور چشم اہل از رقیب

ھر کہ بیند آن شناسد زان بدان او خدا را دیدہ اندر لامکان

دیدہ ام در یافتم بینم دوام معرفت توحید فقرش شد تمام

گر بگویم دیدہ ام گردن زنند دیدہ رانا دیدہ گو کافر شوند

درمیان حیرتم لب بستہ بہ ھر کہ از دیدار ترسد با من بدہ

تا آنکہ جانور را باکارد تکبیر اللہ اکبر نکشند، نشود حلال۔ ھر کہ ہمچنان بہ تکبیر اللہ اکبر نفس را نکشد ھرگز نرسد بمعرفت وصال و ھر کہ از موت ترسد، عاشق نبود۔ ہنوز خام است۔ دعویٰ کند طالب دیدار و کشتہ نگردد آن اہل مردار۔ مجاھدہ با مشاہدہ و ریاضت با راز عبادت دوام نماز از سر با اسرار حجاب پردہ پروردگار و فنا و بقا و ایمان با حیا و مشرف معرفت باللقا و تصرف گنج بیرنج و علم علوم حیّ قیّوم، الہام معروض، مطالعہ علم لوح محفوظ و حکمت نظیر مرتبہ و روشن ضمیر و بادشاہ شدن بی لشکر بر تمام عالم حاکم امیر عالمگیر۔ ھر مطالب کہ خواہد طالب از مشق وجودیہ مرقوم۔ قطب الاقطاب، غوث الوحدت ولی الفرد، و نور الجامع، ھدایت الفقر، فیض البرکات، فضل الاسم اعظم، مردہ را حیات کند با روحانیت

ہو۔ جس کی زبان زندہ ہو اور دل مردہ ہو۔ طالب مردار جو علم سے بے عمل ہے، وہ اہل سلب سے ہے۔

ابیات

جثہ کے اندر ایک اور جثہ روشن تر ہو جاتا ہے۔ اے صاحب نظر! اچھی طرح دیدار کر لے۔

جو شخص یہاں اس دنیا میں کچھ نہیں دیکھتا، وہ بے نصیب ہے۔ باطن کا اندھا دشمن بھلا اللہ تعالیٰ کا دیدار کیسے کر سکتا ہے؟

جو کوئی اس کو دیکھ کر پہچانتا ہے، یہ اس کی توفیق سے ہے۔ اور وہی لامکان کے اندر خدا کا دیدار کر سکتا ہے۔

میں نے اس کا دیدار کیا ہے۔ اسے پایا ہے۔ اور ہمیشہ ہمہ وقت اسے دیکھتا ہوں۔ معرفت خداوندی، توحید اور فقر مجھ پر مکمل ہو گیا ہے۔

اگر میں کہوں کہ میں نے اسے دیکھا ہے، تو میری گردن مار دیں گے۔ اور دیدہ کو نادیدہ کہنا کفر ہے۔

میں عالم حیرت میں ہوں۔ ہونٹ بند رکھنا (یعنی خاموش رہنا) بہتر ہے۔ جو دیدار سے ڈرتا ہے، اسے میرے حوالے کر دے۔

جب تک کسی جانور کو چھری اور اللہ اکبر کی تکبیر سے ذبح نہ کریں، وہ حلال نہیں ہوتا۔ اسی طرح جب تک نفس کو اللہ اکبر کی تکبیر سے ذبح نہ کریں۔ ہرگز کوئی وصال اور معرفت خداوندی تک نہیں پہنچ سکتا۔ اور جو موت سے ڈرتا ہے، وہ عاشق نہیں ہوتا۔ ابھی تک وہ خام ہے۔ جو طالب دیدار کا دعویٰ کرے اور جان کی قربانی نہ دے، وہ اہل مردار میں سے ہے۔ مجاہدہ مشاہدہ کے ساتھ ہونا چاہیے۔ ہمیشہ کی عبادت و نماز سے اسرار الٰہی بے حجاب و پردہ ظاہر ہوتے ہیں۔ اور فنا و بقا حاصل ہوتی ہے۔ ایمان باحیا، معرفت باللقاء، تصرف گنج بے رنج، علم علوم حیّ القیوم، الہام، دعاء، لوح محفوظ کے علم کا مطالعہ، حکمت بے نظیر کا مرتبہ، روشن ضمیری اور بغیر لشکر کے تمام عالم پر حکومت

مجمل علم بکشاید اسم اللہ ذات از نقش وجودیہ۔ نقش اینست نصیب عارفان را طالب حبیب حسّل محمدی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم بالیقین است۔

این چنین مراتب یُحْیِ وَیُمِیْتُ ازان روز الست کہ نصیب عارفان بر اسم اللہ ذات و تفکرات مشق عامل و آن کامل خواند چنان پاک کند وجود را چنانچہ پاک کند آب صابون پارچہ نجس پلید را از نجاست نجس اگر فردا ازین درخت روید ہیزم برگ درخت از اسم اللہ تحریر و قدرت می خواند صاحب نظری شناسد روشن ضمیر و آداب نگاہدارد و صاحب تفسیر روشن ضمیر کہ باتاثیر است۔

تصوّر مشق مرقوم دائرہ این است:

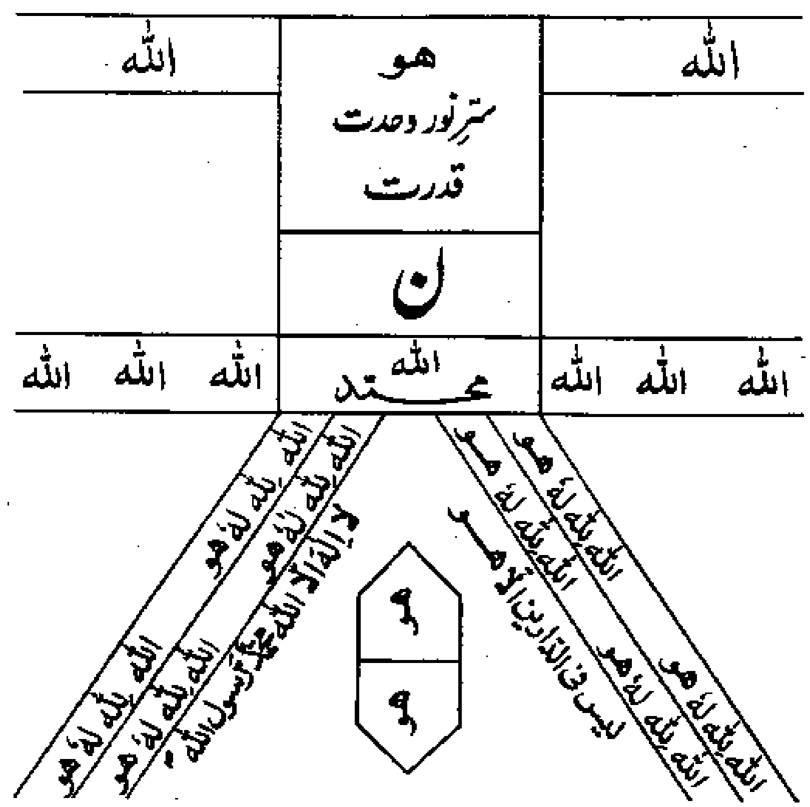

اور عالم گیر بادشاہی حاصل ہوتی ہے۔ یہ تمام مطالب اگر طالب چاہے تو مشق وجودیہ مرقوم سے حاصل کر سکتا ہے۔ قطب الاقطاب، غوث الوحدت، ولی الفرد، نور الجامع، ہدایت الفقر، فیض البرکات اور فضل الاسم اعظم کے درجات پا لیتا ہے۔ اسم اللہ ذات اور نقش وجودیہ سے مردوں کو زندہ کرتا ہے اور جملہ علوم کو روحانیت کے ساتھ کھول لیتا ہے۔ نقش یہ ہے جو عارفان حق اور محبان محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو بالیقین حاصل ہے۔

اس قسم کے مراتب یُحْیِ وَ یُمِیْتُ الست کے دن سے یہ مراتب عارفوں کو نصیب ہیں۔ عامل کامل جب اسم اللہ ذات و تفکرات کے ذریعے اس کی مشق کرتا ہے، تو اس کا وجود اس طرح پاک ہو جاتا ہے، جس طرح صابون کا پانی نجس اور پلید کپڑے کو نجاست سے پاک کر دیتا ہے۔ اگر کل کو اس سے درخت اگے، تو درخت کی لکڑی پر اسم اللہ تحریر ہوتا ہے، جو اس کی قدرت بیان کرتا ہے، صاحب نظر، روشن ضمیر اور صاحب تفسیر اس کو پہچانتا ہے۔ اور اس کا ادب کرتا ہے کہ اس میں تاثیر ہے۔

تصور مشق مرقوم کا دائرہ یہ ہے:

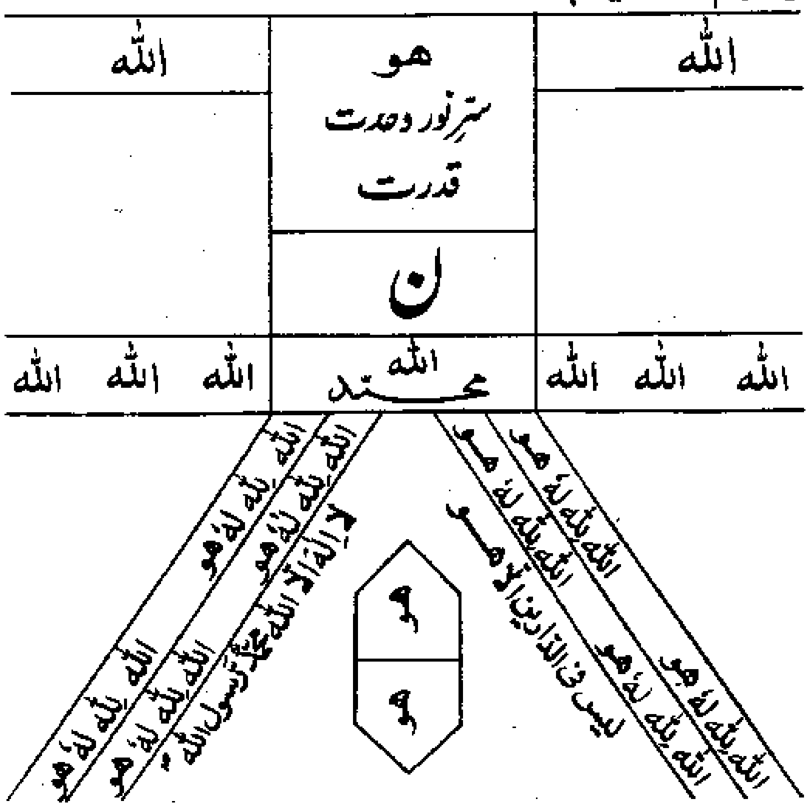

و آنچہ حق از اسم اللہ ذات تجلّی انوار مشرف دیدار پروردگار در لامکان بی شکل بی مثال لم یزل لایزال غیر مخلوق می بینی ترا بروی اعتبار نیست و ھرچہ از مخلوق بموافق صورت حال خام میگوئی وصال، آن دیدار نیست دیدار بین را از حق یقین چند نشان است۔ ھر آنکس شرف الانسانست، طالب عارف باللہ باعیان است از علم دیدار سبق از مرشد میخواند و فرمودہ مرشد یقین کند و میداند کند و میداند آن طالب صادق را باتوجہ باطنی می رساند بمشرف دیدار۔ اوّل دوام بیمار۔ دویم قلب او زندہ بیدار فرحت الرّوح بہ تشریف ہشیار۔ سیوم از بدعت بیزار و از شرک کفار ہزار بار استغفار۔ اینست اہل دیدار با احوال آثار۔

اور تو جب اسم اللہ ذات کے ذریعے پروردگار کے تجلیات سے مشرف ہوتا ہے اور لامکان میں بے مثل، بے مثال، لم یزل و لایزال غیر مخلوق کو دیکھتا ہے، تو اس پر تجھے اعتبار نہیں آتا اور جو کچھ مخلوق میں سے صورت حال کے مطابق خام طریقے سے دیکھتا ہے۔ اسے وصال سمجھتا ہے۔ یہ دیدار نہیں ہے۔ دیدار کرنے والے کے لیے حق الیقین کے لیے چند علامات نہیں۔ ہر وہ شخص اشرف الانسان ہے اور عیاں طور پر طالب عارف باللہ ہے، جو علم دیدار کا سبق مرشد سے پڑھتا ہے اور مرشد کے فرمان پر یقین رکھتا ہے اور اسے مانتا ہے۔ اسی طالب صادق کو مرشد باطنی توجہ سے دیدار مشرف کراتا ہے۔ پہلے وہ ظاہر طور پر ہمیشہ بیمار رہتا ہے۔ پھر اس کا دل زندہ اور بیدار ہو کر روحانی فرحت حاصل کرتا ہے۔ تیسرے وہ بدعت سے بیزار ہوتا ہے اور شرک اور کفر سے ہزار بار استغفار پڑھتا ہے۔ یہی اہل دیدار ہیں، جن کے یہ احوال و آثار ہوں۔

نغمہ و سرود

کلمہ طیب و تلاوت قرآن مجید و اذان دور نماز آواز است و سرود نیز آواز است۔ پس سرود آواز چند قسم است کہ ھریک آواز با اسم است۔ سرود آواز است۔ اذانست از راز پردہ بردار وسیلہ معرفت دیدار۔ این آواز راز رحمانی با قرب ربّانی نصیب عاشقان روحانی اہل تصوف فقراء است کہ رہبر با خدا است و آواز شیطانی و نفسانی این چنین سرود دیگر است و آواز سرود معصیت شیطانی کہ در دل زائد شہوت حرام۔ و طمع خام سر ھوا است کہ بازدارندہ از معرفت خدا است۔

بیت

سرود سر دردیست بسر نفس و ھوا　　این ھوا را اے برادر کی خدا دارد روا

این چنین سرود رسم رسوم کفار اہل نار کہ پیش بتان کافران سرود میکنند و یا آنکہ اہل دنیا با سرود از شہوت غلبات در طلب زنا بخرج البنا خوش وقت میشوند۔ این سرود خیالی کہ مطلق دجالی و آواز سرود روحانی کہ از ان صورت الست خوش آواز در دل عارفان و عاشقان و طالبان و محبّان و واصلان، غوث قطب جان فدا مؤمن مسلمان دل صفا میزاید،

نغمہ و سرود اور اس کی اقسام

کلمہ طیبہ پڑھنا، تلاوت قرآن کرنا اور نماز کے لیے اذان دینا ایک طرح کی آواز ہے۔ اور سرود بھی ایک قسم کی آواز ہی ہے۔ اور سرود کی آواز کی چند اقسام ہیں۔ اور ہر ایک آواز اسم کے ساتھ ہوتی ہے۔ اذان کی آواز بھی سرود نغمہ ہی ہے، جو راز سے پردہ اٹھاتی ہے۔ اور دیدار اور معرفت کا وسیلہ ہے۔ یہ رحمانی راز کی آواز قرب رحمانی کے ساتھ عاشقوں اور روحانی اہل تصوف فقراء کو نصیب ہوتی ہے۔ جو خدا کی طرف رہنمائی کرنے والے ہیں۔ اور شیطانی و نفسانی آواز کا نغمہ اور سرود اور قسم کا ہے۔ اور شیطانی معصیت کی آواز و سرود، جس سے دل میں شہوت پیدا ہو، حرام ہے۔ اور ہوا و ہوس طمع خام ہے، جو معرفت خداوندی سے روکتی ہے۔

بیت

(دنیاوی) سرود سر دردی ہے۔ اور یہ محض نفس کی ہوا و ہوس ہے۔ اے بھائی!
اس ہوا و ہوس کو خدا بھلا کب روا رکھتا ہے؟

اس قسم کا نغمہ و سرود کفار اہل دوزخ کی رسم ہے۔ جو وہ بتوں کے سامنے کرتے ہیں۔ یا یہ کہ اہل دنیا نغمہ و سرود کے ذریعے غلبۂ شہوت سے زنا کی طلب میں خوش و خرم ہوتے ہیں۔ اور (یاد رہے کہ) زنا سے ایمان کی بنیاد اکھڑ جاتی ہے۔ اس قسم کا نغمہ و سرود محض خیالی اور دجالی ہے۔ لیکن آواز و سرود روحانی، جو الست کی خوبصورت آواز ہے اور وہ عارفوں، عاشقوں، طالبوں، محبّوں، واصلوں، غوثوں، قطبوں، جان نثار مؤمن مسلمانوں کے صاف دلوں سے اٹھتی ہے، اس سے فیضِ رحمت، نور اور فضل حضور حاصل ہوتا ہے۔ اس قسم کا روحانی نغمہ و سرود قرب رحمانی بخشتا ہے۔ اور عارف عیانی اس سے ہر مقام کا نظارہ کرتے ہیں۔ سرود دجالی، سرود وصالی، سرود شیطانی اور سرود

فیض رحمت، نور و فضل حضور۔ این چنین سرود جانی بخشد قرب ربّانی و ھر مقام را تماشا بین عارف عیانی۔ عمل سرود دجالی و سرود وصالی و سرود شیطانی و سرود وسیلۂ رحمانی از کدام علم معلوم میشود؟ از تاثیر وجود محمود رای برد محمود و مردود رای برد مردود۔ السرود حالت العارفین و طعام محبّین و وسیلۃ العاشقین، شوق الواصلین و استماع سرود بر بعضی فرض و بر بعضی بدعت و بر بعضی سنّت۔ فرض الواصلین سنّت الطالبین و بدعت الغافلین۔ تو خود را از کدام پنداری؟

سرود سہ مراتب است۔ سرود خوش آواز آنست ھر کہ میداند مدح محمد رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم میخواند۔ دویم شعر اصحاب۔ سیوم آیات اسم اعظم قاتل الوجود قتل کند نفس یہود۔ پس لایق استماع سرود آنکس باشد کہ باھنگ کشیدن آواز از جان بی جان شود۔ گوئی کہ مردہ خود را بحضور بردہ بر آید از جثہ نفسانی و در آید در جثہ روحانی و باز سرود شنیدن زندہ شود ھر آنکس می بود۔ وجود کہ یکبارگی آواز برسد فنافی اللہ راز۔ اینست

وسیلۂ رحمانی کا عمل کس علم سے شناخت ہوتا ہے؟ یہ اپنی اپنی وجودی تاثیر سے پہچانے جاتے ہیں۔ جو نیک سرود ہے، وہ انسان کو نیکی کی طرف لے جاتا ہے، اور جو مردود ہے، وہ انسان کو مردودیّت تک پہنچاتا ہے۔ اچھی سرود عارفوں پر حالت (وجد) طاری کر دیتی ہے۔ وہ محبوں کی روحانی غذا ہے۔ اور عاشقوں کے لیے دیدار کا وسیلہ اور واصلین کے لیے شوق کا باعث ہے۔ نغمہ و سرود کا سننا بعضوں پر فرض[۱] ہے۔ بعضوں کے لیے سنّت اور بعضوں کے لیے بدعت ہے۔ فرض ان پر جو واصلین ہیں۔ سنّت ان کے لیے جو طالبین ہیں۔ اور بدعت ان کے لیے جو غافلین سے ہیں۔ تو اپنے آپ کو کن میں سے خیال کرتا ہے؟

سرود کے تین درجات ہیں۔ خوش آواز سرود و نغمہ وہ ہے، جس میں مدح (نعت) محمد رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم پڑھی جائے۔ دوم وہ جس میں صحابہ کرامؓ کے اشعار پڑھے جائیں۔ اور سوم وہ جس میں آیات قرآنی اور اسماء الحسنٰی پڑھے جائیں۔ جس سے وجود کا قاتل کافر یہود نفس قتل ہو جائے۔ پس سننے کے لائق اس شخص کا سرود اور نغمہ ہوتا ہے کہ آواز نکالتے اور نغمہ گاتے وقت سننے والا جان سے بے جان ہو جائے۔ گویا وہ مُردہ ہے، جو اپنے آپ کو حضور تک پہنچا کر نفسانی جثہ سے باہر نکل آتا ہے۔ اور روحانی جثہ میں داخل ہو جاتا ہے۔ اور پھر سرود و نغمہ سننے سے دوبارہ زندہ ہو

۱۔ حضرت سلطان باہوؒ کی سرود سے مراد سماع ہے اور سماع میں ساز و آواز دونوں شامل ہوتے ہیں۔ اور یہ ایک بہت طویل اور پیچیدہ بحث ہے کہ سماع حرام ہے یا مباح اور جائز ہے۔ بقول حجتہ الاسلام امام غزالیؒ سماع کی چار اقسام ہیں: حرام اور مباح اور مکروہ اور مستحب۔ سماع حرام ان لوگوں کے حق میں ہے، جو جوان ہوں اور جن پر دنیا کی شہوت غالب ہو کہ سماع ان میں کسی قسم کی تحریک نہ کرے گا بجز اس کے کہ جو بری صفتیں ان کے دل پر غالب ہیں، وہ حرکت میں آ جائیں گی اور مکروہ ان لوگوں کے حق میں ہے، جو سماع کو مخلوق کی صورت پر تو نہیں ڈھالتے، مگر اکثر اوقات اس کو لہو و لعب کے طور پر اس کو عادت ٹھہرا لیا ہے۔ اور مباح ان لوگوں کے حق میں ہے کہ جن کو سماع سے سوائے خوش آوازی سے مزہ پانے کے کوئی بہرہ نہیں۔ اور مستحب ان لوگوں کو ہے، جن پر خدای تعالیٰ کی محبت غالب ہے۔ اور سماع ان میں بجز صفات محمودہ کے اور کسی چیز کی تحریک نہیں کرتا۔ (احیاء العلوم اردو جلد دوم، لاہور، سن اشاعت مذکور نہیں، ص ۵۰۵)

مراتب قلب سلیم از جان بی جان شود تجلی تسلیم۔

قَوْلُهٗ تَعَالٰی:۔

قَالُوْٓا اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّآ اِلَیْهِ رٰجِعُوْنَ[1] ط رَضِیْنَا بِقَضَآءِ اللّٰهِ تَعَالٰی ط

فاتحہ بر و باد مبارک بآن باطن صفا آباد۔

ابیات

سرود باسرود رساند عاشقان ــــ عاشقانی کم بود اندر جہان

سرود تیغ قاتل است سرپیش نہ ــــ گر تو عاشق واصلی سر را بدہ

چون توبی سر میشوی بشنوی آواز ــــ خوش آوازی بی سران را بردراز

باہوؒ باسرودی سامع شد باخدا ــــ این مراتب یافتم از مصطفیٰؐ

سرود وجد است کہ فیض فضل وحدت کلمہ خوانی بخوش آواز کلمہ دانی واز کنہ کلمہ یافتم بسر عیانی۔ اینست لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ۔ ای احمق نادان! فقیر عالم انداز ھر علم نطق منطق معانی ہم زبانی نفسانی ھم زبان روحانی، بلکہ فقراء حافظ اند باخدای تعالیٰ زود میخوانی:

فَاذْكُرُوْنِيْٓ اَذْكُرْكُمْ[2] ط

آخر انتہای فقیر کامل چہ باشد۔ کامل را تمام عالم مطالعہ و خلق اللہ را تمام طالع در قید قبض تصرف کامل است کہ از مطالعہ طالب را بنماید طالع و از طالع بکشاید علم

۱۔ سورہ البقرہ، ۲: ۱۵۶

۲۔ سورہ البقرہ، ۲: ۱۵۲

جاتا ہے۔ ایسا شخص آواز سن کر یکبارگی فنافی اللہ کا راز پالیتا ہے۔ یہ مراتب قلب سلیم کے ہیں، جو جان سے بے جان ہو جائے اور تجلی تسلیم ہو جائے۔

ارشاد خداوندی ہے:۔

"انہوں نے کہا کہ بے شک ہم اللہ تعالیٰ کے واسطے ہیں
اور ہم اسی کی طرف لوٹنے والے ہیں۔"

ہم اس کی قضا پر راضی ہیں۔

ایسے لوگوں پر فاتحہ ہو اور ایسے باطن صفا اور باطن آباد لوگ مبارک باد کے مستحق ہیں۔

ابیات

سرود سے عاشقوں کو سرود حاصل ہوتا ہے۔ مگر ایسے عاشق دنیا میں بہت کم ہیں۔ راگ قتل کرنے والی تلوار ہے۔ سر کو اس کے سامنے رکھ دے۔ اگر تو عاشق ہے اور وصل چاہتا ہے، تو سر کو قربان کر دے۔ جب تیرا سر تن سے جُدا ہو جائے گا، تو اس (سرود کی) آواز کو سنے گا۔ اور جو جان دے دیتے ہیں، تو خوش آوازی ان پر راز کھول دیتی ہے۔

باہوؒ سرود کی آواز سن کر خدا تک پہنچا ہے۔ اور یہ مراتب میں نے بارگاہ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پائے ہیں۔ سرود ایک وجد ہے۔ جو میں نے خوش آوازی کے ساتھ کلمہ خوانی اور وحدت کا فیض اور فضل حاصل کیا اور کلمے کو سمجھ کر کلمے کی حقیقت کو کھلم کھلا پالیا۔ یہ ہے لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ۔

اے احمق نادان! سن! فقراء ہر کلام، نطق و منطق اور معانی کے عالم ہوتے ہیں۔ اور وہ نفسانی اور روحانی ہر دو کی زبان کو سمجھتے ہیں۔ بلکہ فقراء اللہ تعالیٰ سے علوم جلد حاصل کرنے میں ماہر اور حافظ ہوتے ہیں۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے!

"تم مجھے یاد کرو، پس میں تمہیں یاد کیا کروں گا۔"

فقیر کامل کی انتہاء یہ ہے کہ اسے تمام علوم کا مطالعہ اور مشاہدہ ہوتا ہے۔ اور تمام مخلوق کا مقدر اس کے تصرف اور قبضہ و قید میں ہوتا ہے۔ وہ (لوح محفوظ) کے مطالعہ

مطالعہ- این علمین تصرفین گنج بلامحنت ورنج عطابخش مرشد کامل است۔

بیت

با مطالعہ طالع بکشاید ترا　　مرشد کامل بود عارف خدا

افسانہ بگذار- روی بمعرفت آر- بشنوای طالب! اگر مرتبۂ طالبی داشتہ باشی بار بردار لایق دیدار پروردگار۔

طالب سہ قسم یا سہ اسم است- طالب خدا پسند- طالب مصطفیٰ پسند- نفس را کند درقید بند- طالب خلق پسند، اگرچہ عالم فاضل باشد دانش مند- بدانکہ بعضی مرشد مفسد، راہزن، طالبان مایۂ فساد کہ بانظر خاک را کند سیم زر و بعضی مرشد محمود کہ بانظر زر راخاک پاک گرداند و طالبان را بہ حضور رساند- طالب کہ مرشد کامل و ناقص را از طریق توفیق نداند، ہرآنکس طالب ناقص است و احمق است- محروم ماند آخر- طالب کرا گویند؟ طالب شدن بسیار مشکل کار- از طالب بی ادب بی حیا بہتر است یک روز راسگ آشنا۔

عجب دارم ازان قوم طالبان کہ برزبان کلام حضرت موسیٰ علیہ السّلام و بدل نفاق فرعون و برزبان کلام حضرت ابرہیم علیہ السّلام و دردل حسد ہمچون نمرود و برزبان کلام حضرت محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم و دردل غیرت ابوجہل۔

سے طالب کو اس کا نصیبہ دکھا دیتا ہے۔ اور نصیبہ سے مطالعہ کا علم کھول دیتا ہے۔ یہ علوم اور تصرفات مرشد کامل بغیر محنت و مشقت عطا کرتا ہے۔

بیت

مرشد (کامل) مطالعہ کے ساتھ تیرا مقدر کھولتا ہے
اور مرشد کامل اللہ تعالیٰ کا عارف ہوتا ہے۔

اے طالب (صادق) (غور سے) سن! افسانہ چھوڑ دے۔ معرفت خداوندی کی طرف رخ کر۔ اگر تو طالبی کا مرتبہ رکھتا ہے، تو قوت برداشت کے ذریعے (ضرور) دیدار پروردگار کے قابل ہو جائے گا۔

طالب تین قسم کے ہیں:۔ طالب خدا پسند۔ طالب مصطفیٰ پسند۔ جو نفس کو قید اور قابو میں رکھتا ہے۔ اور بعض طالب خلق پسند ہوتے ہیں، چاہے وہ عالم فاضل اور دانشمند ہی کیوں نہ ہوں۔

(اے طالب حقیقی!) (اچھی طرح) جان لے کہ بعض مرشد مفسد اور راہزن ہوتے ہیں۔ اور بعض طالب مایۂ فساد ہوتے ہیں، جو نظر سے مٹی کو سونا چاندی بنانے کا دعویٰ کرتے ہیں۔ اور بعض مرشد نیک اور قابل تعریف ہوتے ہیں، جو نظر سے سونے کو خاک پاک بنا دیتے ہیں اور طالبوں کو حضور میں پہنچا دیتے ہیں۔ جو طالب مرشد کامل اور مرشد ناقص کے درمیان اپنی توفیق سے تمیز نہ کر سکے، وہ طالب بھی ناقص اور احمق ہوتا ہے۔ اور آخر کار (ہر قسم کے فیض سے) محروم رہتا ہے۔ طالب کس کو کہتے ہیں؟ طالب ہونا بڑا مشکل کام ہے۔ بے ادب اور بے حیا طالب سے ایک دن کا آشنا کتا بہتر ہے۔

مجھے ایسے طالبوں کے گروہ پر حیرانی ہوتی ہے کہ جن کی زبان پر تو حضرت موسیٰ علیہ السّلام کا ذکر ہوتا ہے، مگر دل میں فرعون کا سا نفاق ہوتا ہے۔ اور جن کی زبان پر تو حضرت ابراہیم علیہ السّلام کا کلام ہوتا ہے، مگر دل میں نمرود جیسا حسد ہوتا ہے اور جن کی زبان پر تو حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بات ہوتی ہے، مگر دل میں ابو جہل کی غیریت ہوتی ہے۔

قَوْلُهٗ تَعَالیٰ:-

فِیْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ فَزَادَهُمُ اللّٰهُ مَرَضًا[1] ط

پس تداوی این مرض را طبیب القلوب عارف مرشد مرغوب چه کند علاج؟ اوّل تمام تصرّف گنج دنیا عطا کند که دل طالب از کفر مشرک سرد بود وبی نیاز ولایحتاج۔ بعد ازان طالب را مرشد غوطه دهد در دریای وحدت مشاهدهٔ معراج۔ اینست خلاصی مرض را طالب استدراج۔

بیت

طالبان را بس بود این یک سخن ‏ ‏ ‏ طالب آن باشد بود در طلب کن

عجب مدار وانکار نیار که رحمت الله، فیض فضل عطاء الله وکونین، کل مخلوقات، و لامکان، عیان بیان، نص، حدیث، قرآن مجید در دل گنجد۔ ازین دل روشن ضمیر۔ صاحب روشن ضمیر برهریک قادر، غالب، امیراست۔ این مراتب مالک الملکی فقیر است۔

ابیات

دل که جنبد بالیقین قرب ازخدا ‏ ‏ ‏ فرش سازد عرش را بیند خدا

دل که با دیده شود نی بی بصر ‏ ‏ ‏ صاحب دل کی بود این گاؤ خر

دل که دم را بردبا روح و قلب ‏ ‏ ‏ شد مشرف اہل دل باراز ربّ

این مراتب قادری رادل بیان ‏ ‏ ‏ کم بود چون قادری اندر جهان

١۔ سورہ البقرہ، ٢: ١٠

ارشاد خداوندی ہے:-

"ان کے دلوں میں بیماری ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے ان کی بیماری بڑھا دی۔"

پس اس مرض کا مرغوب علاج طبیب القلوب عارف مرشد اس طرح کرتا ہے کہ پہلے تمام دنیا کے خزانوں کا تصرّف عطا کرتا ہے، تاکہ طالب کا دل شرک اور کفر سے سرد ہو جائے۔ اور وہ بے نیاز اور لا یحتاج ہو جائے۔ بعد ازاں طالب کو مرشد دریائے وحدت میں غوطہ دیکر معراج کامشاہدہ کرادیتا ہے۔ یہ ہے طالب کے مرض استدراج کاعلاج۔

بیت

(حقیقی) طالبوں کو بس یہی ایک بات کافی ہے کہ (سچا) طالب وہ ہوتا ہے، جو اس ایک بات یعنی کُن کو طلب کرتا ہے۔ اس پر تو تعجب نہ کر اور انکار نہ کر کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت، اس کا فیض اور فضل اور اس کی عطا، تمام کونین، کل مخلوقات، لامکان، اور صاف بیان، نص، حدیث اور قرآن مجید اس کے دل میں سما جائیں۔ اسی سے دل روشن ہوتا ہے۔ اور صاحب روشن ضمیر ہر چیز پر قادر، غالب اور امیر ہوتا ہے۔ یہ (تمام) مراتب مالک الملکی فقیر کے ہیں۔

ابیات

دل جب قرب خدا سے یقینی طور پر جنبش کرتا ہے۔ تو عرش کو فرش بنا کر خدا کا دیدار کرتا ہے۔

جب دل اس کا دیدار کرلیتا ہے، تو وہ بے بصر نہیں رہتا۔ (یعنی وہ صاحب بصیرت ہو جاتا ہے)، اہل دل کبھی بیل اور گدھے کی مثل نہیں ہو سکتے۔

جب دل دم انسانی کو روح اور قلب تک پہنچا دیتا ہے، تو پھر اہل دل راز ربّ سے مشرّف ہو جاتا ہے۔

یہ مراتب قادری (فقیر) کے دل کا حال بیان کرتے ہیں۔ دنیا میں ایسے صاحب دل قادری بہت کم ہوتے ہیں۔ یہ راستہ جان پر کھیل جانے سے حاصل ہوتا ہے۔ اسم اللہ

این راہ بجان است۔ تصور تصرف اسم اللہ ذات برسد بمعرفت قرب اللہ۔ بافقر تمام ھر دو جہان بتحت اقدام۔ ارواح جن انس جنونیت حلقہ بگوش مثل غلام۔

حدیث

حُبُّ الْفُقَرَآءِ مِفْتَاحُ الْجَنَّةِ[1] ط

بیت

از دل بیرون کشم غم دنیا و آخرت — یا خانہ جای رخت بود یا خیال دوست

این مراتب "ھمہ ازو" ست در مغز و پوست۔ بدانکہ اسم اللہ ذات پاک مثل فرشتہ پاک و دنیا نجس نجاست مثل سگ پلید۔ سگ در خانہ کہ در آید فرشتہ ازان خانہ بر آید۔

حدیث

لَا يَدْخُلُ الْمَلٰٓئِكَةُ فِيْ بَيْتِ الْكَلْبِ[2] ط

چنانچہ لَا صَلٰوةَ اِلَّا بِحُضُوْرِ الْقَلْبِ[3] ط

مجلس فقیر اہل القلب و اہل الکلب راست نیاید۔ ھر کہ خواہد نفی خواطر و صفات القلب و تزکیۂ نفس و تجلیۂ روح روشن ہمچون لوح در وجود طلوع زند و روشن ضمیر شود۔ دوام مشق مرقوم وجودیہ این نقش کند۔

۱۔ الحدیث

۲۔ امام بخاری و جامع الترمذی، مشکوٰۃ

۳۔ کیمیای سعادت از امام غزالیؒ

ذات کے تصور اور تصرّف سے قربِ الٰہی کی معرفت تک پہنچا جا سکتا ہے۔ مکمل فقر سے ہر دو جہان قدموں کے نیچے آ جاتے ہیں۔ اور ارواح اور جن و بشر (سب کے سب) حلقہ بگوش غلام کی طرح بن جاتے ہیں۔

حدیث

"فقراء کی محبت جنت کی کنجی ہے۔"

بیت

میں نے اپنے دل سے غم دنیا و آخرت نکال ڈالا ہے۔ کیونکہ گھر یا تو اسباب رکھنے کے لیے ہوتا ہے۔ یا خیال دوست کے لیے ہوتا ہے۔

یہ مراتب "ہمہ از اوست[1]" کے ہیں، جیسے مغز چھلکے کے اندر ہوتا ہے۔ جان لے کہ اسم اللہ ذات پاک فرشتے کی مانند ہے۔ اور دنیا ناپاک اور پلید کتے کی طرح ہے۔ جس گھر میں کتا داخل ہو جائے، وہاں سے فرشتہ چلا جاتا ہے۔ (یعنی جس دل میں دنیاوی محبت ہو، وہاں محبت الٰہی کا گزر نہیں)۔

حدیث

"جس گھر میں کتا ہو، اس میں فرشتے داخل نہیں ہوتے۔"

چنانچہ دل کی حضوری کے بغیر نماز نہیں ہوتی۔

اہل القلب فقراء کی مجلس اہل الکلب کو پسند نہیں آتی۔ جو شخص چاہے کہ خواہشات نفس کی نفی کرے، صفائی قلب، نفس کا تزکیہ اور روح کا تجلیہ کرے اور اس کے وجود میں لوح منور ہو۔ اور وہ روشن ضمیر بنے، وہ ہمیشہ اس نقش مرقوم وجودیہ کی مشق کرے۔

۱۔ صوفیاء کے دو مسالک ہیں۔ ایک "ہمہ اوست" یا وحدت الوجود کا مسلک ہے۔ اور دوسرا ہمہ "از وست" یا وحدت الشہود کا۔ حضرت سلطان باھوؒ اور علامہ اقبالؒ دونوں ہمہ "از وست" یا وحدت الشہود کے قائل ہیں۔

لا الہ	الا اللہ	محمّد	رسول	اللہ
تصرف تفکر اللہ تصور مرقوم	تصور تفکر لله تصرف مرقوم	تصور تفکر لہ تصرف مرقوم	تصرف تفکر ھو تصور مرقوم	تفکر تصور محمد تصرف مرقوم
تصور تفکر فقر تصرف مرقوم	تصور تفکر فیض تصرف مرقوم	تصور تفکر رحمت تصرف مرقوم	تصور تفکر جمیعت تصرف مرقوم	تصور تفکر مشاہدہ تصرف مرقوم
تصور تفکر نور تصرف مرقوم	تصور تفکر حضور تصرف مرقوم	تصور تفکر قرب تصرف مرقوم	تصور تفکر تجلی تصرف مرقوم	تصور تفکر خیر تصرف مرقوم
تصور تفکر وصال تصرف مرقوم	تصور تفکر جمال تصرف مرقوم	تصور تفکر جلال تصرف مرقوم	تصور تفکر اللہ تصرف مرقوم	تصور تفکر لله تصرف مرقوم
تصور تفکر لہ تصرف مرقوم	تصور تفکر ھو تصرف مرقوم	تصور تفکر محمد تصرف مرقوم	تصور تفکر فقر تصرف مرقوم	تصور تفکر اللہ تصرف مرقوم

لا الہ	الا اللہ	محمّد	رسول	اللہ
تصرف تفکر اللہ تصور مرقوم	تصور تفکر لله تصرف مرقوم	تصور تفکر لہ تصرف مرقوم	تصرف تفکر ھو تصور مرقوم	تفکر تصور محمد تصرف مرقوم
تصور تفکر فقر تصرف مرقوم	تصور تفکر فیض تصرف مرقوم	تصور تفکر رحمت تصرف مرقوم	تصور تفکر جمیعت تصرف مرقوم	تصور تفکر مشاہدہ تصرف مرقوم
تصور تفکر نور تصرف مرقوم	تصور تفکر حضور تصرف مرقوم	تصور تفکر قرب تصرف مرقوم	تصور تفکر تجلی تصرف مرقوم	تصور تفکر خیر تصرف مرقوم
تصور تفکر وصال تصرف مرقوم	تصور تفکر جمال تصرف مرقوم	تصور تفکر جلال تصرف مرقوم	تصور تفکر اللہ تصرف مرقوم	تصور تفکر لله تصرف مرقوم
تصور تفکر لہ تصرف مرقوم	تصور تفکر ھو تصرف مرقوم	تصور تفکر محمد تصرف مرقوم	تصور تفکر فقر تصرف مرقوم	تصور تفکر اللہ تصرف مرقوم

ھرکہ از کُنْ فَیَکُوْنَ اسم اللہ بالتصدیق القلب و باصحیح اقرار زبان بااعتقاد و اخلاص یااَللّٰہُ یالِلّٰہُ یالَہٗ یاھو بخواند، اسم اللہ ذات در وجود او غیر نماند۔ بعد ازان باتوجہ، توفیق در مشق وجودیہ مرقوم در آید تحقیق۔ اینست نقش تجلی رفیق۔ اللہ بس ماسوی اللہ ہوس۔

ماسوی اللہ ہوس	اللہ بس	ھو	محمد رسول اللہ	لا الٰہ الا اللہ
توجہ کلید لله معرفت تصور	توجہ کلید الله معرفت تصور	الله معرفت تصور	توجہ کلید لله معرفت تصور	توجہ کلید الله معرفت تصور
توجہ کلید ھو معرفت تصور	توجہ کلید له معرفت تصور	معرفت	توجہ کلید ھو معرفت تصور	توجہ کلید له معرفت تصور
توجہ کلید فقر معرفت تصور	توجہ کلید محمد معرفت تصور	جمعیت	توجہ کلید فقر معرفت تصور	توجہ کلید محمد معرفت تصور
توجہ کلید معرفت معرفت تصور	توجہ کلید اشتیاق معرفت تصور	کل	توجہ کلید تجلی معرفت تصور	توجہ کلید نور معرفت تصور
توجہ کلید عشق معرفت تصور	توجہ کلید محبت معرفت تصور	توجہ کلید تصرف	توجہ کلید ذوق معرفت کلید	توجہ کلید شوق معرفت کلید

جو شخص کُنْ فَیَکُوْنَ سے اسم اللہ ذات صدق دل، صحیح زبانی اقرار اور اعتقاد و اخلاص سے یَا اَللّٰہُ یَا لِلّٰہُ، یَا لَہٗ، یَاھُوْ پڑھے گا، تو اس کے وجود میں اسم اللہ ذات کے سوا باقی کچھ نہیں رہے گا۔ اس کے بعد بے شک توجہ اور توفیق کے ساتھ مشق وجودیہ مرقوم ہو جاتا ہے۔

نقش تجلی رفیق یہ ہے۔ اللہ بس ماسوائے اللہ ہوس۔

ماسوی اللہ ہوس	اللہ بس	ھو	محمد رسول اللہ	لا الٰہ الا اللہ
توجہ کلید لله معرفت تصور	توجہ کلید الله معرفت تصور	الله معرفت تصور	توجہ کلید لله معرفت تصور	توجہ کلید الله معرفت تصور
توجہ کلید ھو معرفت تصور	توجہ کلید له معرفت تصور	معرفت	توجہ کلید ھو معرفت تصور	توجہ کلید له معرفت تصور
توجہ کلید فقر معرفت تصور	توجہ کلید محمد معرفت تصور	جمعیت	توجہ کلید فقر معرفت تصور	توجہ کلید محمد معرفت تصور
توجہ کلید معرفت معرفت تصور	توجہ کلید اشتیاق معرفت تصور	کل	توجہ کلید تجلی معرفت تصور	توجہ کلید نور معرفت تصور
توجہ کلید عشق معرفت تصور	توجہ کلید محبت معرفت تصور	توجہ کلید تصرف	توجہ کلید ذوق معرفت کلید	توجہ کلید شوق معرفت کلید

ھر کہ خواہد روز اول بمرتبۂ قطب رسد و یا بمرتبۂ غوث رسد و ھر طبقات از ماہ تا ماہی بنظر قدرت الٰہی واضح گردد، این نقش است حاضرات اسم اللہ ذات و اسم محمدؐ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم سرور کائنات و از حاضرات کنہ کلمۂ طیبات۔ نقش این است:۔

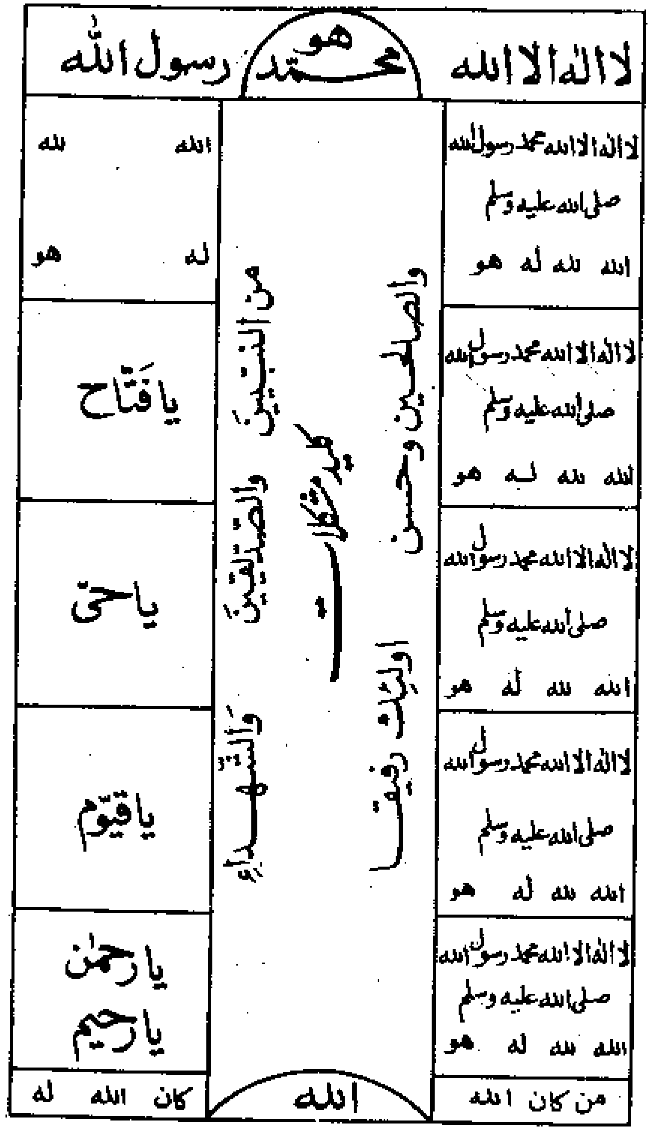

جو شخص چاہتا ہے کہ وہ پہلے ہی دن قطب یا غوث کے مرتبے تک پہنچے اور ماہ سے ماہی تک تمام طبقات (دنیا) قدرت کی نظر سے اس پر واضح ہو جائیں، تو اس کے لیے حاضرات اسم اللہ ذات اور اسم محمدؐ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اور حاضرات کُنہ کلمۂ طیبات کا نقش[1] یہ ہے:۔

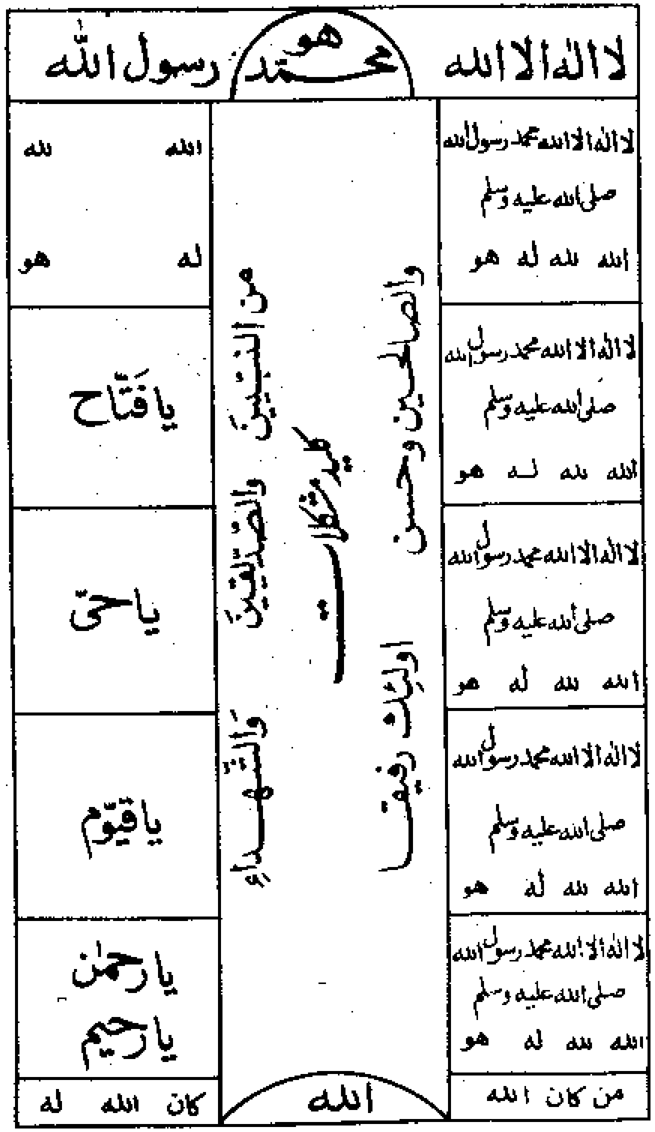

۱۔ یہ پورے وجود کا نقش ہے۔ اوپر گول حصہ سر کا ہے۔ وہاں اسم ھو اور اسم محمد صلی اللہ

(بقیہ اگلے صفحہ پر)

حدیث

مَنْ طَلَبَ الدُّنْیَا فَھُوَ طَالِبُ الدُّنْیَا وَمَنْ طَلَبَ الْعُقْبٰی فَھُوَ طَالِبُ الْعُقْبٰی وَمَنْ طَلَبَ الْمَوْلٰی فَھُوَ طَالِبُ الْمَوْلٰی وَمَنْ طَلَبَ الْمَوْلٰی فَلَهُ الْکُلُّ [۱] ط

اگر اسم اللہ ذات در دل آید، دل میشود تصفیۂ قلب صفا در دل غرق گردد۔ می بیند در دل رویت لقاء خدای تعالٰی۔ عجب دارم کہ این مقام نیز مُوْتُوْا قَبْلَ اَنْ تَمُوْتُوْا [۲] است۔

بیت

دل یکی نظر گاہ ربّانی　　خانۂ دیورا چہ دل خوانی

حدیث

رَاَیْتُ فِیْ قَلْبِیْ رَبِّیْ [۳] ط

بیت

دل کعبۂ اعظم است بکن خالی از بتان　　بیت المقدس است مکن جای بتگران

۱۔ الحدیث
۲۔ عین العلم و شرح برزخ
۳۔ صحیح بخاری، صحیح مسلم: رَاَیْ قَلْبِیْ رَبِّیْ

حدیث

"جس نے دنیا طلب کی، پس وہ دنیا کا طالب ہے اور جس نے آخرت طلب کی، سو وہ آخرت کا طالب ہے، لیکن جو مولیٰ کا طالب ہے، پس اس کے لیے سب کچھ ہے۔"

اگر اسم اللہ ذات دل میں مقام کر جائے۔ تو تصفیۂ قلب حاصل ہو جاتا ہے۔ اور دل میں مستغرق ہو جاتا ہے۔ جس سے دل میں لقائے الٰہی کی رویت حاصل ہو جاتی ہے۔

میں حیران ہوں کہ یہ مقام بھی "مرنے سے پہلے مرجاؤ" کا ادنیٰ سا کرشمہ ہے۔

بیت

دل ایک نظر گاہ ربّانی ہے۔ (اور) جس دل میں شیطان نے گھر بنا لیا ہو، اسے دل نہیں کہنا چاہیے۔ (بلکہ وہ فقط مشت خاک ہے)۔

حدیث

"میں نے اپنے دل میں اپنے پروردگار کو دیکھا۔"

بیت

دل کعبۂ اعظم ہے، اسے بتوں سے خالی کر دے (یعنی) اسے نفسانی خواہشات کی آماجگاہ نہ بنا) اور دل پاکیزہ گھر ہے۔ اسے بت خانہ نہ بنا۔

(بقیہ) علیہ وآلہ وسلم نقش کرتا ہے۔ اور کلمہ طیبہ تحریر کرتا ہے۔ سر کے نیچے کی پٹی سینے کا حصہ ہے۔ اس نقش سے مشکلات کے حل کی کنجی اور کلید عطا ہوتی ہے۔ خناس خرطوم کے وسوسے، توہمات اور خطرات سے نجات ملتی ہے اور نفس اور شیطان الگ ہو جاتے ہیں۔ سچا اور حقیقی ذکر نصیب ہوتا ہے اور کامل علم لدنّی پر سے حجابات اٹھ جاتے ہیں۔ نچلا حصہ ناف کا ہے، جہاں اسم اللہ تحریر کرتا ہے۔ اس سے نفس مر جاتا ہے۔ دونوں اطراف دونوں پہلوؤں کے حصے ہیں۔ وہاں جو اسماء تحریر ہیں، وہی باری باری نقش اور تحریر کرتے ہیں۔ اگر یہ نہ ہو سکے، تو اس نقش کو کاغذ پر خوشخط لکھ کر سامنے رکھنا ہے۔ اور اس پر نظر جمانی ہے۔ اور اسے گھورنا ہے۔ کوشش کریں کہ آنکھیں نہ جھپکیں۔

حدیث

اِنَّ اللّٰہَ لَا یَنْظُرُ اِلٰی صُوَرِکُمْ وَلَا یَنْظُرُ اِلٰی اَعْمَالِکُمْ
وَلٰکِنْ یَنْظُرُ فِیْ قُلُوْبِکُمْ وَنِیَّاتِکُمْ [1] ط

ویا آنکہ اسم اللہ ذات مثل آئینہ۔ تماشای ھر دو جہان بہ بین۔ در و ھر آئینہ و ھر یک احوالات مشاہدات را بکن آزمایش معائینہ۔

بیت

دادۂ خود سپہر بستاند　　اسم اللہ جاودان ماند

دل قلب ولایت سلک لایزالی کل است و ھر دو جہان در دل جز۔

ابیات

قلب قالب روضۂ رضوان پاک　　لحد قبرش نور چون گویند خاک

خاک باھوؒ از ھو یافتہ وحدت خدا　　بر سر باھوؒ کہ ھو آید چرا

راہ فقر گواہ فقر را فاقہ می بخشد لذت ذائقہ، اگرچہ فقیر لا یحتاج صاحب تصرف خزائن اللہ، عارف ولی اللہ، عالم باللہ۔

ابیات

فقر یک نور است باقدرت خدا　　فقر یک امر است با رحمت عطا

فقر یک گنج است از کان کرم　　ھر کہ بیند روی فقرش نیست غم

فقر یک علم است باحکمت حکم　　مردہ را زندہ کند باسخن قُم

۱۔ فتاویٰ عزیزی

حدیث

"بے شک اللہ تعالیٰ تمہاری صورتوں کو نہیں دیکھتا اور نہ ہی تمہارے اعمال کی طرف توجہ کرتا ہے، بلکہ وہ تو تمہارے دلوں اور نیتوں کو دیکھتا ہے۔"

اور یا یہ کہ اسم اللہ ذات آئینہ کی طرح ہے۔ اس میں تُو دونوں جہان کا مشاہدہ کر۔ اور تمام احوال اور مشاہدات کی آزمائش اور معائنہ کر۔

بیت

آسمان اپنا دیا ہوا واپس لے لے گا　　مگر اسم اللہ ہمیشہ باقی رہے گا

دل اور قلب کی ولایت کا سلسلہ لازوال اور کُلی ہے۔ اور دونوں جہان دل کے مقابلے میں بمنزلہ جزو ہیں۔

ابیات

وجود کا قلب رضوان پاک کا روضہ ہے۔ اس کی لحد نور اور قبر نُور ہے۔ اسے مٹی کیوں کہتے ہیں؟

باھوؒ کی خاک نے اسم ھو سے وحدت خدا پائی۔ اس لیے باھوؒ کے سر پر خوف کیسے مسلط ہو سکتا ہے؟

اس راہ (فقر) میں فقر گواہ ہے کہ فقر کو فاقے سے ہی لذت اور ذائقہ نصیب ہوتا ہے۔ اگرچہ فقیر (ظاہر میں محتاج معلوم ہوتا ہے) مگر اصل میں وہ لا یحتاج ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے خزانوں پر تصرف رکھتا ہے اور عارف ولی اللہ اور عالم باللہ ہوتا ہے۔

ابیات

فقر خدا کی قدرت کا ایک نور ہے۔ فقر رحمت خداوندی اور عطائے الٰہی کا ایک امر ہے۔
فقر کانِ کرم کا ایک خزانہ ہے۔ جو کوئی فقر کا جلوہ دیکھتا ہے، اس کو کوئی غم نہیں ہے۔
فقر حکمت اور دانائی کا ایک علم ہے اور وہ مردے کو قُم (اٹھ) کہہ کر زندہ کر دیتا ہے۔

فقر یک ذوق است یا باشد فضل   واقف اسرار گردو زان ازل

وطاعت باریاء حجاب اکبر است۔ بازدارد از قرب خدا۔ اگر نقاش است، می نگارد واگر عالم فاضل است، این مطالب را در مطالعہ دارد واگر عاشق است، جان فدا روی بلقا آرد۔ واگر عاقل است، ہوشیار باش۔ آخر انتہای معرفت فقر فنا را بہ لقا بردہ ولقا را بہ بقا آوردہ۔ ہر کہ با این مراتب برسد، آنرا فی الدنیا والآخرہ در حیات و ممات لذات ذکر فکر مراقبہ ندھد و در تماشای کونین، نور حضور، حور قصور، نعمت بہشت ہرگز خوش وقت نشود کہ آنچہ می بیند عیان خود ز خود میکند بیان لاہوت لامکان۔ درین مقام نہایت و بدایت یکی گردد و درمیان رسم رسوم و گفت شنود و کوشش، کشش، جذب و توجہ، وجد، واردات، الہام، درجات نماند و قرب الحق قرار ندھد کہ از دل مشتاق نظارہ اشتیاق انتظار مرگ است کہ آن را لباس رحمت روحانی، قربانی گویند۔ ہر کہ درین مقامات برسد از احوالات و مشاھدہ، خیالات، وسوسہ و اھمات بگذرد از وصال و حاصل کند مرتبہ لازوال۔ انیست انتہای فقر فنا فی اللہ بایزد متعال۔ این مراتب کہ کنہ کنہیت است کن گویند کہ ہر دیدہ ہوشیار و نہ ہر دیدہ عیان اعتبار۔ و نہ بذکر فکر مراقبہ می شود ای جلوہ دار، مگر در خواب بی حساب گاہی بہ مجلس محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم و گاہی غرق بمقام فنا فی اللہ و گاہی بصحبت بہ سلطان الفقر عرفان باللہ۔ ہر کہ این سہ مراتب بکشود، ہر آنکس بنماید بتمامیت فقر رسد۔ دانی کہ فقیر بر علماء غالب شود، علماء از فقیر تلقین گرفتہ، طالب بود۔ پس معلوم شد کہ علماء از مطالعہ و علم کتاب جواب دھد و فقراء از حضوری آنچہ علم از نص،

فقر ایک ذوق ہے یا اللہ تعالیٰ کا فضل ہے۔ اس کے سبب وہ ازل کے اسرار و رموز سے واقف ہو جاتا ہے۔ اور ریاکاری کی عبادت حجاب اکبر ہے، جو قرب خداوندی سے باز رکھتی ہے۔ اگر کوئی نقاش ہے، تو وہ نگارش کرتا ہے۔ اور اگر کوئی عالم فاضل ہے، تو وہ ان مطالب کو زیر مطالعہ رکھتا ہے اور اگر کوئی عاشق ہے، تو وہ لقا پر جان قربان کرتا ہے۔ اور اگر عقلمند اور ہوشیار ہے، تو انتہائے معرفت اور فقر اور فنا کو بقا میں لے جاتا ہے اور لقا کو بقا تک پہنچاتا ہے۔ جو شخص ان مراتب تک رسائی حاصل کر لیتا ہے، اسے دنیا اور آخرت میں اور موت و حیات میں ذکر، فکر اور مراقبہ سے لذات حاصل نہیں ہوتیں۔ اور اسے تماشائے کونین، نُور حضور، حُور و قصور اور نعمت بہشت اسے ایک آنکھ نہیں بھاتے۔ کیونکہ جو کچھ وہ عیاں طور پر دیکھتا ہے، خود بخود لاہوت اور لامکان کی کیفیت بیان کر دیتا ہے۔ اس مقام پر پہنچ کر انجام و آغاز ایک ہو جاتے ہیں۔ اور درمیان میں رسم رسوم، گفت و شنید، کوشش و کشش، جذب و توجہ، وجد، واردات، الہام و درجات باقی نہیں رہتے۔ اور خداوند تعالیٰ کی قربت بے قرار رکھتی ہے۔ کیونکہ اس کا دل مشتاق نظارہ ہوتا ہے۔ اور اسے موت کا شوق اور انتظار رہتا ہے کہ اسے قربانی اور رحمت روحانی کا لباس کہتے ہیں۔ جو شخص ان مقامات پر پہنچتا ہے، وہ احوالات، خیالات، مشاہدہ، وسوسہ اور واہمات سے گزر کر وصال الٰہی سے لازوال مراتب حاصل کرتا ہے۔ یہ ہے فنا فی اللہ فقر کا انتہائی مقام۔ ان مراتب کو کُن کہتے ہیں، جو کُن کی حقیقت ہے۔ اس میں نہ ہر آنکھ ہوشیار ہوتی ہے اور نہ ہر ظاہری آنکھ پر اعتبار کرنا چاہیے۔ اور نہ ذکر فکر اور مراقبہ سے یہ مقام ہاتھ آتا ہے۔ مگر خواب میں بے حساب طور پر اور کبھی مجلس محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور گاہے فنا فی اللہ کے مقام میں استغراق سے اور کبھی سلطان الفقر عارف باللہ کی صحبت سے یہ مقام طے ہوتا ہے۔ جس کو یہ تینوں مراتب یکجا حاصل ہو جائیں، وہ فقر کی تمامیت کو پہنچ جاتا ہے۔

تو جانتا ہے کہ فقیر علماء پر غالب ہوتا ہے۔ علماء فقراء سے تلقین حاصل کرتے ہیں۔ اور ان کے مرید بنتے ہیں۔ پس معلوم ہوا کہ علماء اپنے مطالعے کی مدد سے اور کتاب کے علم سے جواب دیتے ہیں اور فقراء حضوری سے جواب دیتے ہیں اور جو کچھ

حدیث، خدا و رسول خدا صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم آوردہ پیغام معلوم کند کہ تمام خلق مفہوم شود۔ پس فقیر را تکلیف و تقلید چہ درکار است؟ کہ بر تن ایشان لباس نور است و قلب ایشان دوام حضور است۔

بیت

گر نبودی این مراتب اولیاء　　کس ندیدی وحدت رویت لقا

مرتبہ رستگاری راستی راہ است وکم آزاری وسیلہ رہبر الہ است ودل آزاری ھمہ گناہ است واہل حضور از ھر مراتب آگاہ است۔

بیت

ھر کہ می بیند بود دائم خموش　　نادیدہ احمق شود مطلق خروش

نفس پرست ھمہ کس، خدا پرست کم کس۔

قَالَ النَّبِیُّ صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم۔

اَللّٰھُمَّ اجْعَلْنِیْ مَظْلُوْمًا وَّلَا تَجْعَلْنِیْ ظَالِمًا[1] ط

زندہ دل ہمہ مظلومان است و مشرف بقرب اللہ و مردہ دل ھمہ ظالمان است روسیاہ ازل از بسیاری کبیرہ و صغیرہ گناہ۔

ابیات

معرفت نور است فقرش باحضور　　ھر کہ فقرش می رساند شد غفور[2]

برد نورش باحضورش اشتغال　　جز خدا دیگر نہ بیند ہیچ حال

درین مقام طی تمام فقر اعلام است طالبان را کہ صاحب نظر۔

۱۔ الحدیث　　۲۔ عقل بیدار (نسخہ دیگر): ھر کہ فقرش می رسد شد جان غفور

علم نص و حدیث، اللہ اور اس کے رسولؐ کی طرف سے آیا ہے، اس کا پیغام فقراء معلوم کر لیتے ہیں اور تمام خلق کا مفہوم جان لیتے ہیں۔

پس فقیر کو تکلیف اور تقلید کرنے کی کیا ضرورت ہے؟ کیونکہ ان کے جسم پر نُور کا لباس ہوتا ہے اور ان کا دل دائمی طور پر حضوری میں رہتا ہے۔

بیت

اگر اولیاء کو یہ مراتب حاصل نہ ہوتے　　تو کوئی آدمی خدا کی وحدت کا مشاہدہ نہ کر سکتا تھا۔

نجات کا مرتبہ راستے کی راستی ہے۔ اور کم آزاری اللہ کی طرف رہبری کا وسیلہ ہے۔ اور دل آزاری سراسر گناہ ہے۔ اور اہل حضور ہر مرتبہ سے آگاہ ہوتے ہیں۔

بیت

جو کوئی دیدار کر لیتا ہے، وہ ہمیشہ کے لیے خاموش ہو جاتا ہے۔ اور جو نہیں دیکھتا، وہ احمق محض شور مچاتا ہے۔

نفس پرست بہت لوگ ہیں، مگر خدا پرست تھوڑے لوگ ہیں۔

ارشاد نبوی صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم ہے:

"اے اللہ! مجھے مظلوم بنا، ظالم نہ بنا۔"

زندہ دل تمام مظلوم ہیں اور قرب الٰہی سے مشرف ہیں۔ اور مردہ دل تمام صغیرہ اور کبیرہ گناہوں کے سبب ازل سے ہی سب ظالم ہیں اور ان کے دل سیاہ ہیں۔

ابیات

معرفت نُور ہے۔ اور فقر حضور ہے اور فقر فقیر کو درجہ غفوری تک پہنچا دیتا ہے۔

نُور اسے حضوری کے عمل میں لے جاتا ہے۔ وہ کسی حال میں بھی خدا کے سوا کسی کو نہیں دیکھتا۔

اس مقام پر صاحب نظر طالبوں کو تمام فقر طے اور معلوم ہو جاتا ہے (یعنی ان کو

حدیث، خدا و رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم آوردہ پیغام معلوم کند کہ تمام خلق مفہوم شود۔ پس فقیر را تکلیف و تقلید چہ درکاراست؟ کہ بر تن ایشان لباس نور است و قلب ایشان دوام حضوراست۔

بیت

گر نبودی این مراتب اولیاء   کس ندیدی وحدت رویت لقا

مرتبہ رستگاری راستی راہ است وکم آزاری وسیلہ رہبراللہ است ودل آزاری ہمہ گناہ است واہل حضور از ہر مراتب آگاہ است۔

بیت

ہر کہ می بیند بود دائم خموش   نادیدہ احمق شود مطلق خروش

نفس پرست ہمہ کس، خدا پرست کم کس۔

قَالَ النَّبِیُّ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم:۔

اَللّٰھُمَّ اجْعَلْنِیْ مَظْلُوْمًا وَلَا تَجْعَلْنِیْ ظَالِمًا[1] ط

زندہ دل ہمہ مظلومان است ومشرف بقرب اللہ ومردہ دل ہمہ ظالمان است روسیاہ ازل از بسیاری کبیرہ وصغیرہ گناہ۔

ابیات

معرفت نور است فقرش با حضور   ہر کہ فقرش می رساند شد غفور[2]

برد نورش باحضورش اشتغال   جز خدا دیگر نہ بیند ہیچ حال

درین مقام طی تمام فقر اعلام است طالبان را کہ صاحب نظر۔

۱۔ الحدیث   ۲۔ عقل بیدار (نسخہ دیگر): ہر کہ فقرش می رسد شد جان غفور

علم نص و حدیث، اللہ اور اس کے رسولؐ کی طرف سے آیا ہے، اس کا پیغام فقراء معلوم کر لیتے ہیں اور تمام خلق کا مفہوم جان لیتے ہیں۔

پس فقیر کو تکلیف اور تقلید کرنے کی کیا ضرورت ہے؟ کیونکہ ان کے جسم پر نُور کا لباس ہوتا ہے اور ان کا دل دائمی طور پر حضوری میں رہتا ہے۔

بیت

اگر اولیاء کو یہ مراتب حاصل نہ ہوتے   توکوئی آدمی خدا کی وحدت کا مشاہدہ نہ کر سکتا تھا

نجات کا مرتبہ راستے کی راستی ہے۔ اور کم آزاری اللہ کی طرف رہبری کا وسیلہ ہے۔ اور دل آزاری سراسر گناہ ہے۔ اور اہل حضور ہر مرتبہ سے آگاہ ہوتے ہیں۔

بیت

جو کوئی دیدار کر لیتا ہے، وہ ہمیشہ کے لیے خاموش ہو جاتا ہے۔ اور جو نہیں دیکھتا، وہ احمق محض شور مچاتا ہے۔

نفس پرست بہت لوگ ہیں، مگر خدا پرست تھوڑے لوگ ہیں۔

ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہے:

"اے اللہ! مجھے مظلوم بنا، ظالم نہ بنا۔"

زندہ دل تمام مظلوم ہیں اور قرب الٰہی سے مشرف ہیں۔ اور مردہ دل تمام صغیرہ اور کبیرہ گناہوں کے سبب ازل سے ہی سب ظالم ہیں اور ان کے دل سیاہ ہیں۔

ابیات

معرفت نُور ہے۔ اور فقر حضور ہے اور فقر فقیر کو درجہ غفوری تک پہنچا دیتا ہے۔

نُور اسے حضوری کے عمل میں لے جاتا ہے۔ وہ کسی حال میں بھی خدا کے سوا کسی کو نہیں دیکھتا۔

اس مقام پر صاحب نظر طالبوں کو تمام فقر ملے اور معلوم ہو جاتا ہے (یعنی ان کو

ابیات

عاشقان را قوت دیدن رویت خدا عیش شوق و ذائقہ لذّت لقاء

ھر کرا اصل است بر وصلش جمل آنچہ داند می خورد بروی حلال

ھر تصرّف در تصرّف ملک او احتیاجی نیست آن را جستجو

مالک الملکی فقر عالم تمام کل و جز در حکم او مثل غلام

این مراتب فقر را شد ابتداء ھمدم و ھم صحبتی با مصطفیٰ

تمام دنیا در تصرّف قید قبض ملک اختیار آوردن گنج خزائن اللہ از برای عنایت بہتر است دیا آنکہ گاہی باتوفیق عنایت الٰہی روی دنیا نہ بیند آن بہتر۔ ہر کدام عمل اعتبار است؟ بہتر آنست کہ تصرّف عمل داند باتوفیق و اختیار نکند دنیا تحقیق کہ آخر اصل دنیا فخر فرعون، مرتبۂ زندیق۔

نفس، خلق، دنیا این سہ حجاب عام است۔ دید طاعت و دید ثواب و دید کرامت۔ این سہ حجاب خاص است۔ بر عرش نماز بخواند و لوح محفوظ باشد در مطالعہ و تمام زمین را نیم گام کند۔ و پنج وقت باسنّت جماعت در کعبۃ اللہ نماز بخواند، حجاب اکبر است و لغرق فی التوحید، نفس فنا۔ دوام مجلس محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رسید۔ قلب صفا و نظر نکند

فقر اعلیٰ حاصل ہو جاتا ہے)۔

ابیات

عاشقوں کے لیے اللہ تعالیٰ کا دیدار ہی قوت ہے۔ یہی ان کے لیے عیش، شوق ذائقہ اور لذّت و لقا ہے۔

جس کی اصل اللہ کے جمال کے وصل پر ہے۔ وہ جو کچھ جان بوجھ کر کھاتا ہے، اس پر حلال ہوتا ہے۔

ہر تصرّف اس کے اختیار اور ملکیت میں ہوتا ہے۔ اس کو (کسی چیز کی) تلاش کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔

وہ تمام عالم کا مالک الملکی فقیر ہوتا ہے۔ اور ہر شے اس کی محکوم اور بمنزلہ غلام ہوتی ہے۔

یہ مراتب فقر کی ابتداء ہیں۔ (اور) وہ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہمدم اور ہم صحبت ہوتا ہے۔

تمام دنیا کو تصرّف، قید، قبض اور اختیار میں لانے اور اللہ تعالیٰ کے خزانوں کو حاصل کرنے کی عنایت بہتر ہے یا یہ بہتر ہے کہ توفیقِ الٰہی کی عنایت سے دنیا کا منہ نہ دیکھے۔ ان میں سے تجھے کس عمل پر اعتبار ہے؟ بہتر تو یہ ہے کہ باتوفیق تصرّف کا عمل حاصل تو ہو، لیکن اسے اختیار نہ کرے، کیونکہ دنیا دراصل فرعون کے لیے باعثِ فخر ہے اور یہ زندیقوں کا مرتبہ ہے۔

نفس، خلق اور دنیا یہ تینوں عام حجاب ہیں اور طاعت کو دیکھنا، ثواب کو دیکھنا اور کرامت کو دیکھنا یہ تین بھی خاص حجاب ہیں۔ اگر کوئی عرش پر نماز پڑھے، لوحِ محفوظ کا مطالعہ کرے اور تمام زمین کو نصف قدم میں طے کرے۔ اور پانچوں وقت کعبۃ اللہ میں باجماعت نماز ادا کرے، تو یہ بھی حجاب اکبر ہے۔ بلکہ توحید میں غرق ہونا چاہیے۔ نفس کو فنا کرنا چاہیے۔ اور ہمیشہ مجلس محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں حاضر رہنا چاہیے۔ قلب مصفا رکھنا چاہیے اور طبقات ہوا کی طیر سیر پر التفات نہ کرے۔ یہ مراتب بے

بطیر سیر طبقات ھوا۔ انیست مراتب بی حجاب اللہ باخدا۔

حدیث

إِنَّ اللّٰهَ يُجَرِّبُ الْمُؤْمِنِيْنَ بِالْبَلَاءِ كَمَا يُجَرِّبُ الذَّهَبَ فِي النَّارِ[1] ط

دنیا از برای آزمایش واعتبار است۔ حجاب درمیان بندہ وپروردگار است۔ الٰہی آن سر مباد کہ سجدہ بجز تو مخلوق راکند و آن چشم مباد کہ جز تو بانظر غیر رابیند و آن گوش مباد کہ جز تو کلام غیر راشنود و آن زبان مباد کہ جز تو ثنای غیر راکند و آن قدم مباد کہ جز تو باغیر گام کشاید و آن دست مباد کہ جز تو از غیر دستگیری کند و آن کمر مباد کہ جز تو کمر طاعت بر غیر بندد و آن سینہ مباد کہ جز تو غلیظ نجس نجاست جان باشد و آن قلب مباد کہ جز تو قرب قدرت باغیر داشتہ باشد۔

بیت

علم باعین است میباشد قبول — زان بود حاصل شود وحدت وصول

روز اول مرتبہ حضور نور تمام خاتم ختم لارجعت ولاغم واین دائرہ نقش اینست:۔

۱۔ فوائد الفواد

حجاب اللہ باخدا کے ہیں۔

حدیث

"تحقیق اللہ اہل ایمان کی آزمائش مصیبت میں اس طرح کرتا ہے، جیسے سونا کی آزمائش آگ میں کی جاتی ہے۔"

دنیا آزمائش اور اعتبار کے لیے ہے۔ اور دنیا بندے اور خدا کے درمیان ایک حجاب ہے۔ اے اللہ! وہ سر باقی نہ رہے، جو تیرے بغیر مخلوق کو سجدہ کرے۔ اور وہ آنکھ نہ رہے، جو تیرے بغیر کسی اور کو دیکھے اور وہ کان نہ رہیں، جو تیرے کلام کے سوا کسی اور کا کلام سنیں اور وہ زبان نہ رہے، جو تیرے بغیر کسی اور کی حمد و ثنا کرے اور وہ قدم نہ رہیں، جو تیرے سوا کسی اور کی طرف اٹھیں۔ اور وہ ہاتھ نہ رہیں، جو تیرے سوا کسی غیر سے دستگیری چاہیں۔ اور وہ کمر ہی نہ رہے، جو تیرے سوا کسی اور کی خدمت کے لیے باندھی جائے۔ اور وہ سینہ نہ رہے، جو تیرے بغیر کسی غلاظت و نجاست سے بھرا ہو۔ اور وہ قلب نہ رہے، جو تیرے بغیر کسی غیر کی قربت کی قدرت رکھتا ہو (یعنی جو تیرے بغیر کسی اور کا قرب رکھتا ہو)۔

بیت

اس کی ذات کا علم قبول ہوتا ہے۔ — اور اسی سے وحدت کا وصل ہوتا ہے۔

پہلے ہی دن مرتبہ نُور حضور مکمل و اکمل بغیر رجعت اور بغیر غم کے حاصل کرنے کا

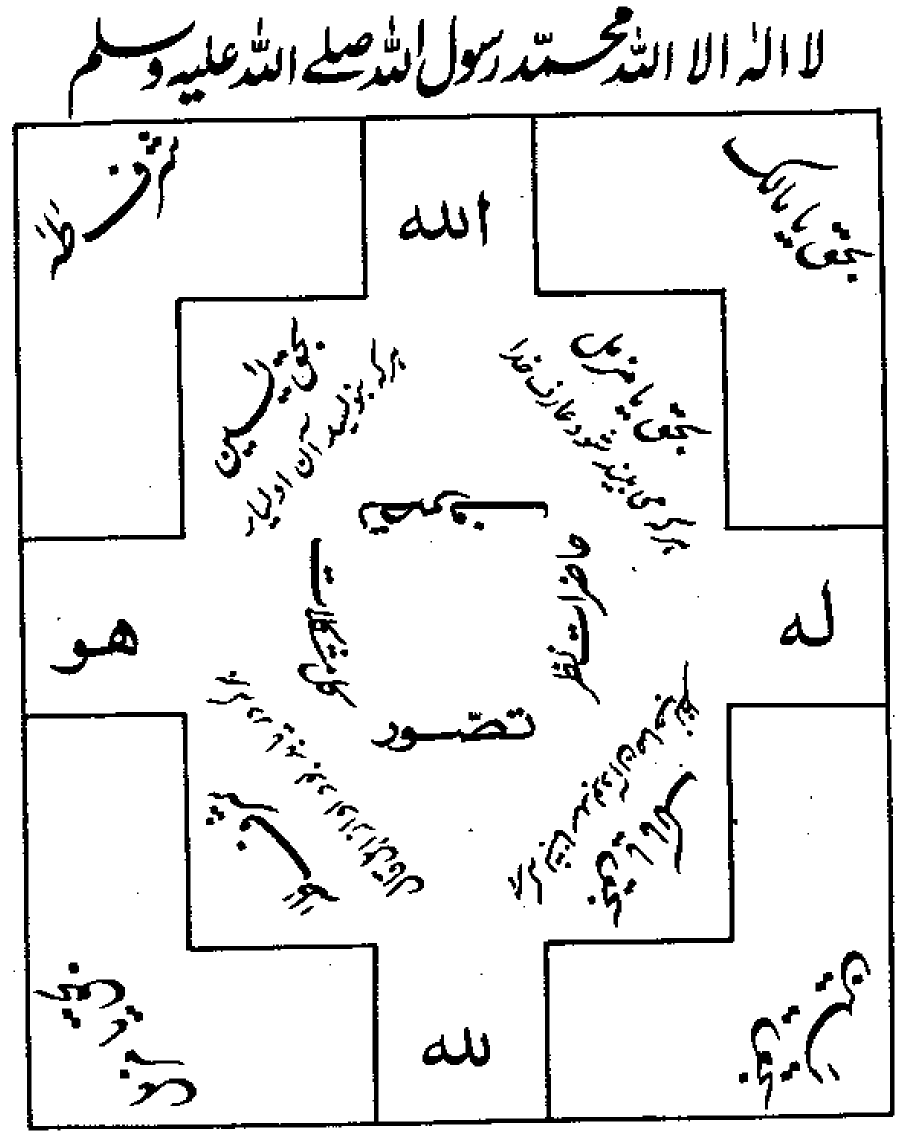

تصور اسم اللہ ذات باز دارد از تماشای خطرات، وسوسہ وہمات خیالات۔ تصور نور آنچہ می بیند از قرب اللہ معرفت حضور۔ در خواب بیداری روی باشد دیدار مشرف رویت اللہ۔

نقش اور دائرہ یہ ہے:

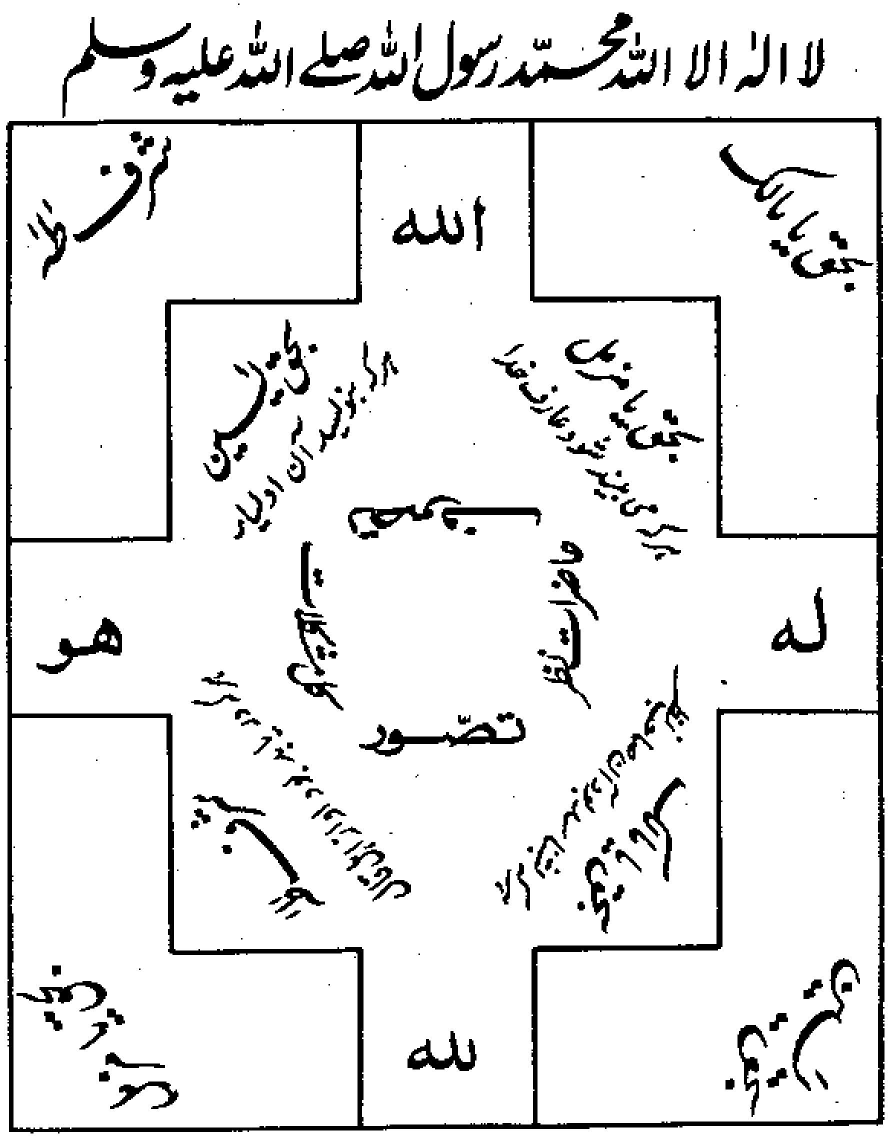

تصور اسم اللہ ذات خطرات، وساوس اور توہمات و خیالات کے تماشوں سے باز رکھتا ہے۔ تصور نُور ہے۔ صاحب تصور جو کچھ دیکھتا ہے، وہ قرب خداوندی، معرفت الٰہی اور حضور سے ہوتا ہے۔ اس کا خواب بمنزلہ بیداری ہو جاتا ہے اور رویت اللہ کے دیدار سے مشرف ہو جاتا ہے۔

حدیث

يَنَامُ عَيْنِيْ وَلَا يَنَامُ قَلْبِيْ [1] ط

تصورِ اسم اللہ ذات بخشد عیان لاہوت لامکان۔ قربِ رحمٰن۔ باز دارد از تماشای طبقات زمین و آسمان۔ تصورِ اسم اللہ ذات باز دارد از تماشای مخلوقات۔

بیت

چنان کن جسم را در اسم پنہان — کہ میگردد الف در بسم پنہان

این راہ بطریق عوام راہ است۔ طالب روز اوّل مشرّف بحضوری قرب اللہ است۔

بیت

نور وحدت میدر آید در وجود — شیطان را بدنام کردی از سجود

قَوْلُهٗ تَعَالٰی:۔

يَفْعَلُ اللّٰهُ مَا يَشَآءُ [2] وَيَحْكُمُ مَا يُرِيْدُ [3] ط

حقیقت ماضی، حال، مستقبل از نیک و بد درجات معلوم گردد از حاضرات اسم اللہ ذات۔ بعضی را در وجود نار شیطانی و بعضی را در وجود نور رحمانی۔ شیطان را نار آنا باز داشت۔ از سجدہ امر نور خدا۔ با خود ہوا ریا۔

ھر کہ با تصور توفیق درین نقش دائرہ در آید، مشروحامی نماید۔ نقش دائرہ این است:

۱۔ صحیح بخاری، صحیح مسلم، مشکوٰۃ ۲۔ سورہ ابراہیم، ۱۴: ۲۷ ۳۔ سورہ مائدہ، ۵: ۱

حدیث

"میری دونوں آنکھیں سوتی ہیں، مگر دل جاگتا رہتا ہے۔"

تصور اسم اللہ ذات سے لاہوت اور لامکان صاف صاف دکھائی دیتے ہیں۔ قربِ رحمٰن حاصل ہوتا ہے۔ یہ تصور زمین و آسمان کے طبقات کے تماشوں سے باز رکھتا ہے۔ یہ تصور اسم اللہ ذات مخلوقات کے نظاروں سے بھی روکتا ہے۔

بیت

جسم کو اسم میں اس طرح پنہاں کر لے، جس طرح بسم میں الف پنہاں ہے۔ (یعنی اسم اللہ ذات میں جسم کو اس طرح فنا کر دے، جیسے اسم اللہ میں الف چھپ گیا ہے کہ اصل میں باسم اللہ تھا)

یہ راہ عوام کے طریق پر ہے اور طالب پہلے ہی دن قرب خداوندی کی حضوری سے مشرّف ہو جاتا ہے۔

بیت

نُور وحدت انسان کے وجود میں سما جاتا ہے۔ شیطان کو تُو نے سجدہ نہ کرنے کی وجہ سے (یونہی) بدنام کر دیا ہے۔

ارشاد خداوندی ہے:۔

"باری تعالیٰ وہی کرتا ہے، جو چاہتا ہے۔ اور جس چیز کا ارادہ کرتا ہے، اسی کا حکم دیتا ہے۔"

حاضرات اسم اللہ ذات کے ذریعے ماضی و حال اور مستقبل کے نیک و بد تمام حالات کی حقیقت معلوم ہو جاتی ہے۔ بعض کے وجود میں شیطانی آگ ہوتی ہے۔ اور بعض کے وجود میں رحمانی نُور ہوتا ہے۔ شیطان کو گھمنڈ اور تکبر کی آگ نے سجدۂ امر نُور خدا سے باز رکھا۔ اور وہ خود نفسانی خواہشات اور ریا میں گرفتار ہوا۔

جو شخص تصور اسم اللہ ذات کی توفیق کے ساتھ اس نقش اور دائرہ میں آتا ہے،

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط هُوَ الْاَوَّلُ وَ الْاٰخِرُ وَ الظَّاهِرُ وَ الْبَاطِنُ[1] ط
لَیْسَ کَمِثْلِهٖ شَیْءٌ وَهُوَ السَّمِیْعُ الْبَصِیْرُ[2] ط

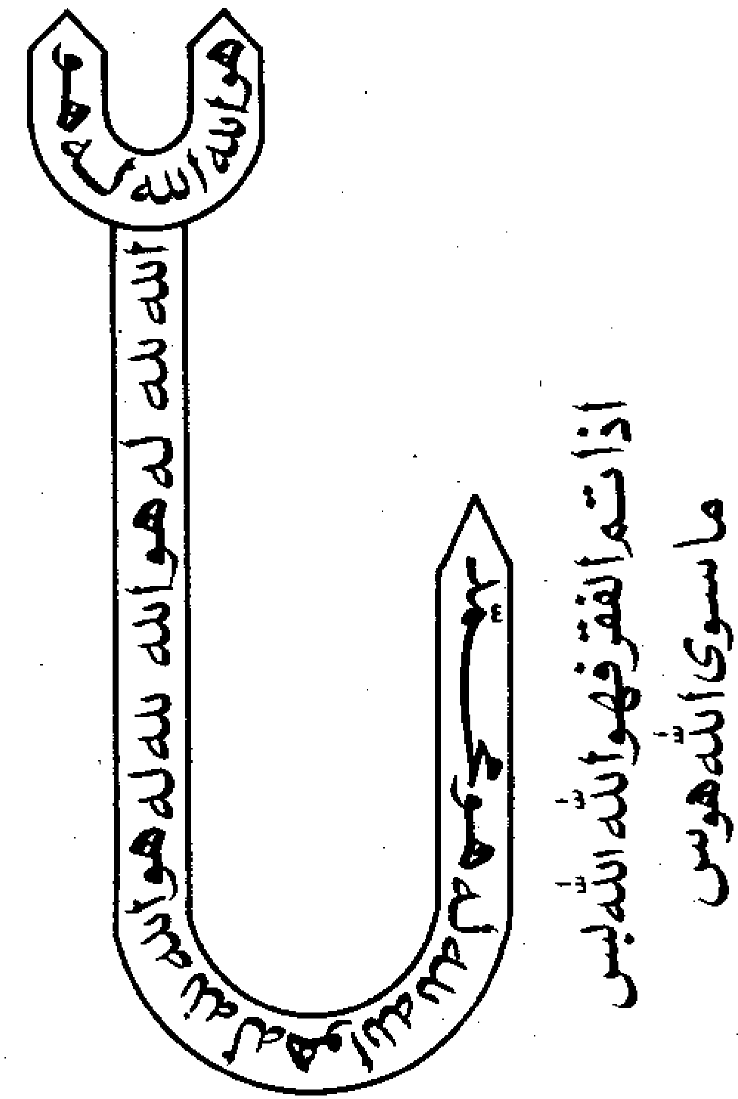

۱۔ سورہ الحدید، ۵۷: ۳
۲۔ سورہ الشوریٰ، ۴۲: ۱۱

اس پر حقیقت مفصل طور پر کھل جائے گی۔

دائرہ اور نقش یہ ہیں:

شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان، نہایت رحم والا ہے۔ وہی اول ہے، وہی آخر۔ وہی ظاہر ہے، وہی مخفی۔ اس جیسا کوئی نہیں اور وہی سننے والا اور دیکھنے والا ہے۔

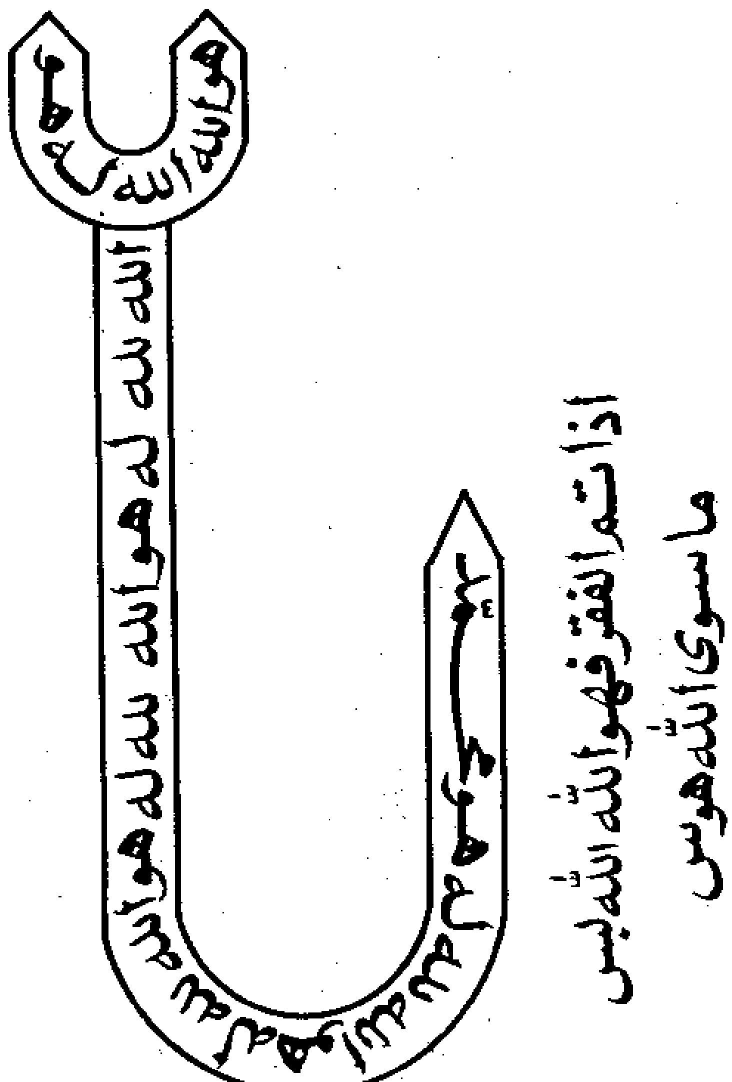

هر که بنویسد، شود صاحب نظر، هر که می بیند نقش را، برسد بفقر۔ نفس مرده، زنده دل، عارف خدا۔ این مراتب کی رسد دل مرده را۔ بروز اول میشود اہل ولی۔ ہم صحبتی با مصطفیٰ۔ ابتداء و انتہاء دریک مقام۔ معرفت قرب است۔ محرم شد تمام این مراتب۔ شد وجود سرّ نُور۔ بیند حضور۔ امر غالب ذات نُور۔

قَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ:

يَمْشِيْ عَنِ الرَّأْسِ بِلُوْنِ الْأَقْدَامِ [1] ط

ذکر حبس اوراہ دم حضور بستن می بود حضور که چنین حبس است۔ عین نباشد، چشم دید عیب است۔ از دل بکشاید، روشن ضمیر شود۔ حضور بناید۔ راه کاملان است۔ محرم ازان روز الست بِرَبِّكُمْ داند۔ دریای معرفت نور نوشیده و خود را دوام پوشیده۔ دید با دیدۂ خام و ناتمام مرده دل عوام متحیّر است۔ این راهی است که سر راپا ساختن بلکه بسر بشتافتن است۔ اینست تصور قہور و تاختن آن آنست و باتصرّف حاضر شدن به مجلس محمّدی صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم تصور توجّہ باطنی۔ هر که بداند، خود را یکدم برساند۔ اینست نظر ناظر دوام۔ اللہ بس ماسوی اللہ ہوس۔

ازین مقام برسد عجائب منیر روشن ضمیر درگاه حق ربّانی حاضر شود۔

اِذَا تَمَّ الْفَقْرُ فَهُوَ اللّٰهُ ط

اللہ بس ماسوی اللہ ہوس۔

۱۔ الحدیث

جو شخص اس نقش کو لکھتا ہے، وہ صاحب نظر ہو جاتا ہے۔ اور جو اس نقش کو دیکھتا ہے، وہ فقر کے مرتبہ تک پہنچ جاتا ہے۔ اس کا نفس مر جاتا ہے اور دل زندہ ہو جاتا ہے۔ اور وہ عارف خدا ہو جاتا ہے۔ مُردہ دل ان مراتب تک کب پہنچ سکتا ہے؟ اس سے پہلے ہی روز طالب ولی ہو جاتا ہے۔ اور حضرت محمد مصطفیٰ صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کا ہم صحبت ہو جاتا ہے۔ ابتداء اور انتہاء ایک مقام میں حاصل ہو جاتے ہیں۔ معرفت قرب خداوندی ہے۔ وہ ان تمام مراتب سے آشنا ہو جاتا ہے۔ اور اس کا وجود نُور کا راز بن جاتا ہے۔ وہ حضوری ہو جاتا ہے۔ اور نُور ذات امر غالب ہے۔

حضور اکرم صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کا ارشاد گرامی ہے:۔

"اللہ کی طرف بغیر قدم اٹھائے سر کے بل چلو۔"

اس کا ذکر حبس دم یہ ہے کہ وہ حضوری کے ساتھ دم باندھے اور حضوری حاصل کرے۔ کیونکہ یہی اصل حبس دم ہے۔ یہ آنکھ سے دیکھنا نہ ہو گا بلکہ اسے آنکھ سے دیکھنا معیوب ہے۔ دل سے مشاہدہ ہوتا ہے۔ اور وہ روشن ضمیر ہو جاتا ہے۔ اور اسے حضوری ہوتی ہے۔ یہ کاملوں کا راستہ ہے۔ یہ روز الست سے جبکہ اللہ تعالیٰ نے کہا تھا کہ میں تمہارا ربّ نہیں ہوں، محرم راز ہیں۔ یہ لوگ دریائے معرفت کا نُور نوش کرتے ہیں۔ اور اپنے آپ کو ہمیشہ پوشیدہ رکھتے ہیں۔ خام نگاہ والے اور نامکمل نگاہ رکھنے والے مُردہ دل عوام حیران و پریشاں ہیں۔ یہ وہ راہ ہے کہ اس میں سر کو پاؤں بنایا جاتا ہے، بلکہ سر کے بل اس کی طرف دوڑا جاتا ہے۔ یہ تصور قہور ہے۔ اور اس کی طرف دوڑنا ہے۔ اور تصرّف کے ساتھ مجلس محمّدی صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم میں حاضر ہونا ہے۔ تصور توجّہ باطنی ہے۔ جو اس کو جان لیتا ہے، وہ اپنے آپ کو ایک لحظہ میں (حضوری میں) پہنچا دیتا ہے۔ یہ ہے مقام نظر ناظر دوام۔

اللہ بس ماسوائے اللہ ہوس

اسی مقام سے منوّر اور روشن ضمیر ہو کر حق کی ربّانی درگاہ تک عجیب و غریب طریقہ سے پہنچ جاتا ہے۔

اللہ بس ماسوائے اللہ ہوس

هر که تمام عمر یا آنکه یکبار این نقش اسم اللہ ذات را در وجود با تفکر تصور مرقوم مشق کند تا روز قیامت اسم اللہ ذات از ہفت اندام او جدا نشود۔ چنان عمل دهد که حیات و ممات او یکی گردد۔ و هر که این نقش اسم اللہ ذات را داغ منصب بدماغ دهد، از سراو اسرار محبت و مشاهده، حضوری و مراقبه، معراج، ملاقات بکشاید۔ هدایت علمیت در سینه نه در سینه پر کینه۔ نقش تصور اسم اللہ ذات تزکیۂ نفس و تصفیۂ قلب و تجلیۂ روح و تجلیۂ اسرار این است۔ می شناسد عارفان بالیقین۔

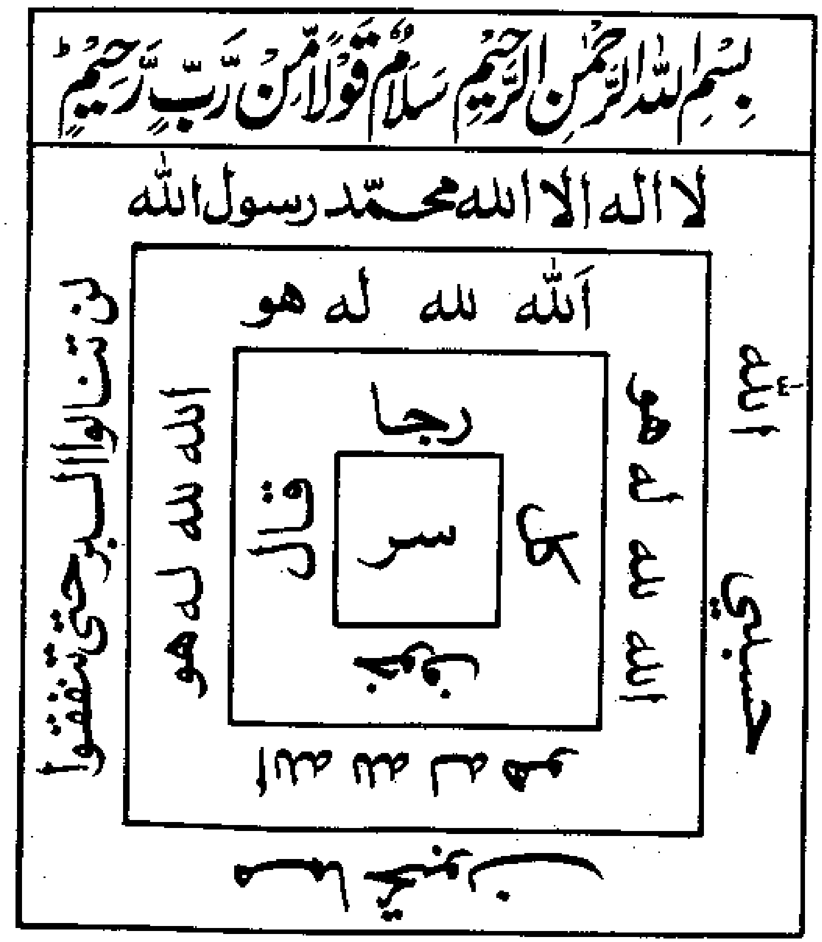

جو شخص تمام عمر یا یہ کہ صرف ایک دفعہ اسم اللہ ذات کے اس نقش کو تصور اور تفکر کے ساتھ وجود میں نقش اور مرقوم کرنے کی مشق کرے گا، روز قیامت تک اس کے ساتوں اعضاء سے اسم اللہ ذات جُدا نہ ہوگا۔ اور ایسا عمل جاری ہوگا کہ زندگی اور موت اس کے لیے یکساں ہو جائیں گے۔ جو شخص اسم اللہ ذات کے اس نقش کا داغ اپنے دماغ پر قائم کرے گا، اس کے سر سے محبت، مشاہدہ، حضوری، مراقبہ، معراج اور ملاقات کے راز منکشف ہونگے۔

ہدایت اور علمیت پاک سینہ والوں کو حاصل ہوتی ہے۔ اور ان کو ہدایت نصیب نہیں ہوتی، جن کا سینہ کینہ سے پر ہو۔ تزکیۂ نفس، تصفیۂ قلب، تجلیۂ روح اور تجلیۂ اسرار کا نقش تصور اسم اللہ ذات حسب ذیل ہے، جسے عارف لوگ یقینی طور پر جانتے ہیں۔

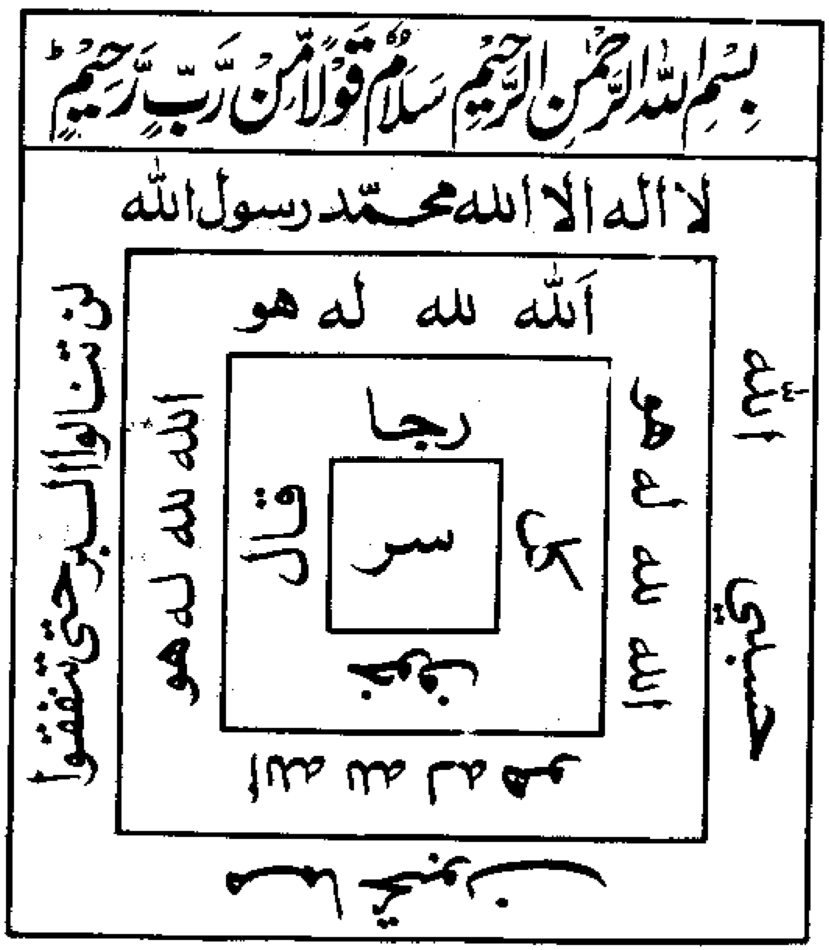

ھرکہ سبق از اسم اللہ، لِلّٰہ، لہٗ، ھُو از سراسر بخواند از سر تا قدم نور گردد، درجہ اربع عناصر نماند۔ ھرکہ در آید بفنافی اللہ باخدا، نہ خبر از خوف ماند و نہ رجا، نہ خبر از نفس و شیطان و نہ شہوت۔

بیت

ھرکہ با تفکر خوش نویسد راز راہ   در وجودش یافتہ قرب اِلٰہ

ابیات

دو چشم خویش را بر بند چون باز   درونت تا دھد گم گشتہ آواز
در سینۂ من درس وحدت معرفت   ھرکہ می خواند شود عیسیٰؑ صفت
ھرکہ بنویسد بہ سینہ سربسر   عالم و کامل شود عارف نظر
ھرکہ خواند سطر حرف از خدا   عالم باللہ شود اُو اولیاء

مرشد کامل آنست کہ باتوجہ باطنی طالب را تلقین کند و در تلقین یقین دھد۔

چنانچہ در حیات طالب مرید را ارشاد دھد۔ بعد از ممات نیز ہمچنان دست بیعت کند۔ عجب مدار و انکار نیار کہ اولیاء اللہ را از ھر مراتب توفیق است و صاحب خزانہ تحقیق است۔

جو شخص اسم اَللّٰہ، لِلّٰہ، لہٗ اور ھُو سے سبق سراسر حاصل کرتا ہے، وہ سر سے قدم تک نُور ہو جاتا ہے۔ اس کے وجود میں اربع عناصر باقی نہیں رہتے۔ جو فنافی اللہ ہو کر قرب خداوندی حاصل کر لیتا ہے، اسے خوف و رجا کی کوئی خبر نہیں رہتی۔ اور نہ ہی اسے نفس و شیطان اور شہوت کا کوئی پتہ ہوتا ہے۔

بیت

جو غور و فکر کے ساتھ اچھی طرح مرقوم کرتا ہے، وہ راز راہ پالیتا ہے۔ وہ اپنے وجود میں قرب خداوندی حاصل کر لیتا ہے۔

ابیات

اپنی دونوں آنکھوں کو باز کی طرح بند کر لے، تاکہ تیرے اندر وہ آواز آنے لگے، جو تم سے گم ہو گئی تھی۔

میرے سینہ میں وحدت اور معرفت (الٰہی) کی تعلیم و تدریس ہے۔ جو اس کو پڑھ لیگا، وہ عیسیٰؑ صفت ہو جائے گا۔ جو اسم اللہ ذات کو سینہ پر مکمل طور پر لکھے گا، وہ عالم و کامل اور صاحب نظر ہو جائے گا۔

جو اللہ (کی معرفت) کے حروف کی ایک سطر پڑھے گا، وہ علوم الٰہی کا عالم اور ولی کامل ہو جائے گا۔

مرشد کامل وہ ہے، جو باطنی توجہ سے طالب کو تلقین کرے۔ اور تلقین میں اسے یقین دلائے۔ چنانچہ مرشد جس طرح زندگی میں طالب مرید کو ہدایت دیتا ہے۔ موت کے بعد بھی مرشد اپنی قبر سے دست بیعت کرتا ہے۔ اس پر تُو تعجب نہ کر، اور اس بات کا انکار نہ کر۔ کیونکہ اولیاء اللہ کو ایسے تمام مراتب کی توفیق حاصل ہوتی ہے۔ اور وہ بلاشبہ (الٰہی) خزانوں کے مالک ہوتے ہیں۔

اَلرِّضَاءُ فَوْقُ الْقَضَاءِ ط

ھرکہ این نقش را بہ بیند و بنویسد، کامل گردد۔ نقش این است۔

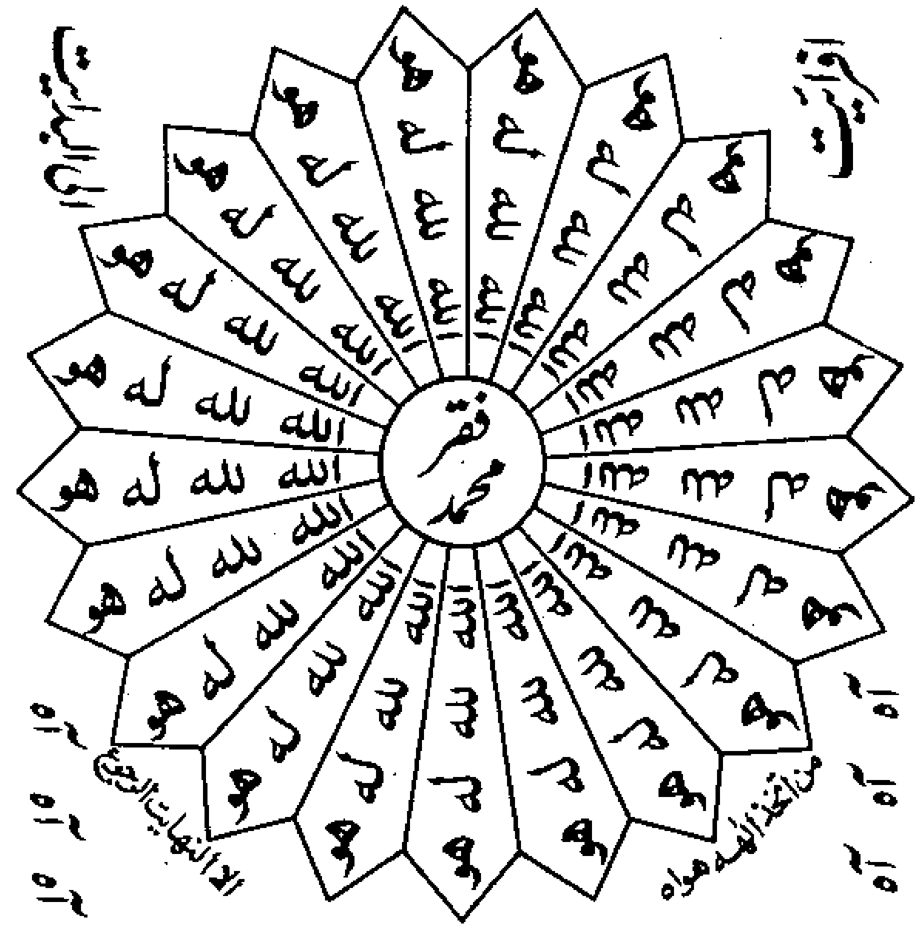

کاملیت کل کشایندہ ھر مشکل۔ ھر کہ چنین توجہ داند، عجب نباشد کہ از عرش تا تحت الثریٰ زیر و زبر گرداند۔ این راہ بخواندن نیست۔ مرتبۂ فقیر است کہ غالب شدن بر ھر ملک ولایت۔ امیر صاحب اختیار۔ ھر کرا خواہد ملک ولایت بدھد، بنوازد۔ ھر کرا نمی خواہد از ملک بدر کشد، معزول سازد۔ این خدمات بر فقیر بر اہل ذات، چنانچہ باھوؒ فنانی ھو۔

رضا قضاء پر فوقیت رکھتی ہے۔

جو شخص اس نقش کو دیکھا کرے گا اور اسے لکھے گا، وہ کامل ہو جائے گا۔ نقش یہ ہے:

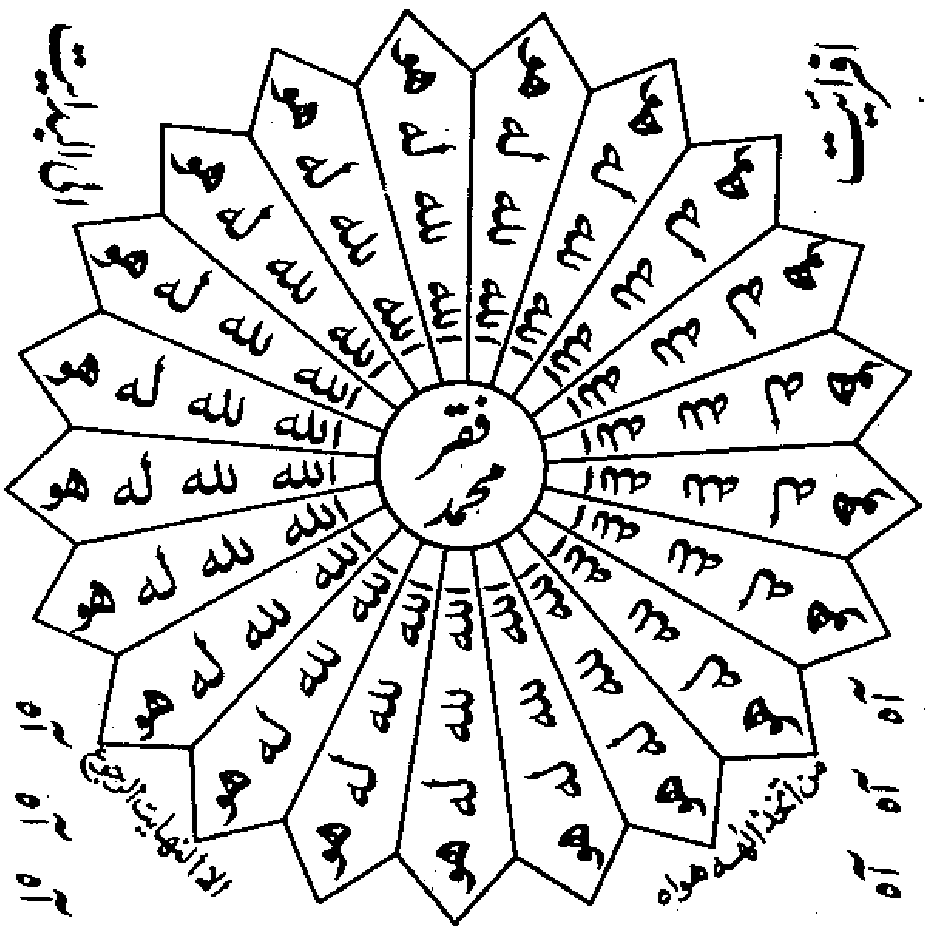

کاملیت کُل سے ہر مشکل آسان ہو جاتی ہے۔ جو کوئی ایسی توجہ جانتا ہے، تو تعجب کی کوئی بات نہیں کہ وہ عرش سے تحت الثریٰ تک تمام چیزیں تہ و بالا کر دے۔ یہ راستہ پڑھنے سے حاصل نہیں ہوتا ہے۔ یہ فقیر کا مرتبہ ہے کہ ہر ملک اور ہر ولایت پر غالب آ جائے۔ اور ایسا صاحب اختیار امیر بن جائے کہ جسے چاہے ملک ولایت بخش دے۔ نواز دے۔ اور جسے نہ چاہے اسے معزول کر کے ملک سے باہر نکال دے۔ یہ خدمات اہل ذات فقیر کے ذمّہ ہوا کرتی ہیں، جیسا کہ فقیر باھوؒ فنانی ھو ہے۔

از فقراء بترس کہ ھر گنج دولت در تصرف ایشان است۔ باین نقش کامل بکشایند و بنمایند و یقین دانند۔ بہ بین نقش این است:

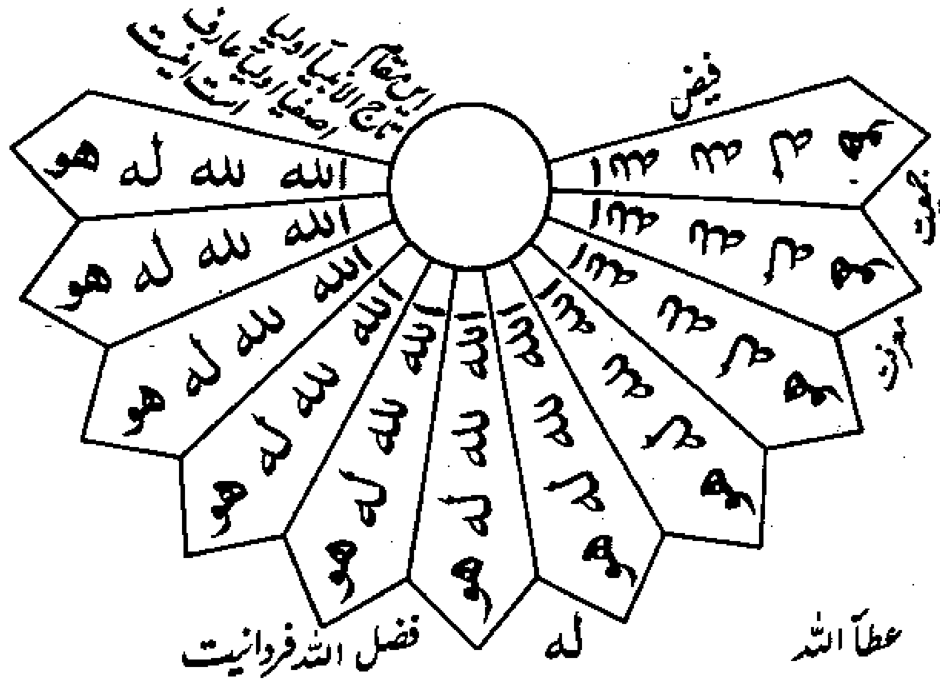

چون روح اعظم در وجود معظم آمد و گفت و عطا باللہ خیزد تا ہنوز بکنہ، ماہیت و انتہاء تا روز قیامت اسم اللہ کسی نرسیدہ باشد۔ اول مرشد طالب اللہ را سبق دھد و تلقین کند اسم اللہ۔ طالب اسم اللہ خواند۔ از توفیق اسم اللہ مرشد طالب را بتوجہ باطنی بحضور اللہ رساند۔ ھر کہ تعلیم اسم اللہ دھد، طالب را بحضور اللہ برد۔ این راہ کاملان است کہ تماشا بین ازان روز الست۔ اینست مراتب مست۔

فقراء سے ڈر، کیونکہ ہر خزانہ اور دولت انکے قبضے میں ہوتا ہے۔ وہ اس نقش کامل سے اس راہ کو کھولتے ہیں اور مشاہدہ کراتے ہیں۔ اور یقین رکھتے ہیں۔ دیکھو نقش یہ ہے:

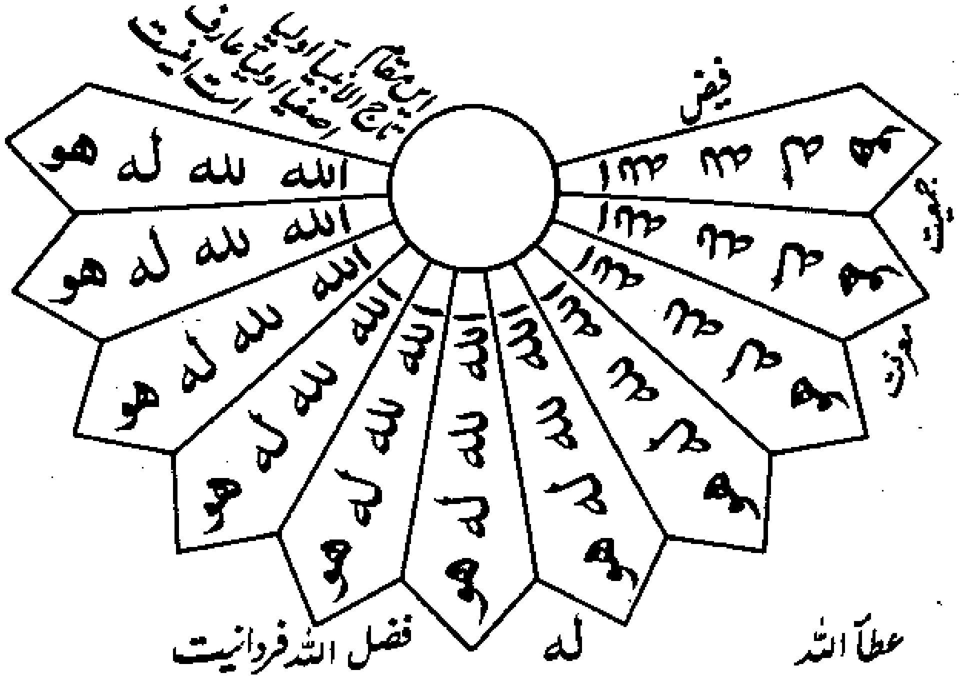

جب روح اعظم وجود معظم میں داخل ہوئی۔ اور اللہ تعالیٰ کی عطا سے گویا ہوئی۔ اس وقت سے لے کر اب تک اسم اللہ کی حقیقت، ماہیت اور انتہاء تک کوئی شخص نہیں پہنچا۔ اوّل مرشد طالب اللہ کو اسم اللہ کا سبق دیتا ہے اور اسم اللہ کی تلقین کرتا ہے۔ طالب اسم اللہ پڑھتا ہے اور اسم اللہ کی توفیق سے مرشد طالب کو باطنی توجہ سے اللہ کی حضوری میں پہنچا دیتا ہے۔ جو مرشد اسم اللہ کی تعلیم دے کر طالب اللہ کو اللہ کی حضوری میں لے جاتا ہے۔ یہی کاملوں کی راہ ہے کہ وہ روز الست کا نظارہ کرتے ہیں۔ (اور) یہ مستوں کا مرتبہ ہے۔

بیت

آنچه خوانی از اسم اللہ بخوان   اسم اللہ با تو ماند جاودان

این راہ باعیان ابتداء لاہوت لامکان۔ گاؤ عصار چه داند احمق حیوان۔ تو خود را از کدام پنداری و میشماری۔ نقش اینست:

اسم محمد صلّی اللہ علیہ و آلہ وسلّم اینست اسم اکبر صورت از اسم محمد رسول اللہ اگر چشم درین مقام تصرّف تمام تصوّر مدام حضوری علیہ الصّلوٰۃ و السّلام۔ ببین که محمد مصطفیٰ صلّی اللہ علیہ و آلہ وسلّم را ازل با نظر فیض فضل از وجود برآید جملہ جہل علم نعم البدل است اعظم صلّی اللہ علیہ و آلہ وسلّم جمیعت مشاہدہ جمال با تفکّر تصوّر و تقال۔

بیت

تُو جو کچھ پڑھنا چاہتا ہے، اللہ کے نام سے پڑھ۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ
کا نام ہمیشہ تیرے ساتھ رہے گا۔

یہ لاہوت لامکان کا راستہ ابتداء ہی میں خاص لوگوں کو حاصل رہا ہے۔ تیلی کا بیل احمق حیوان (بھلا) اسے کیا سمجھے۔ تو خود کو کس زمرے میں خیال کرتا ہے اور شمار کرتا ہے۔ نقش یہ ہے:-

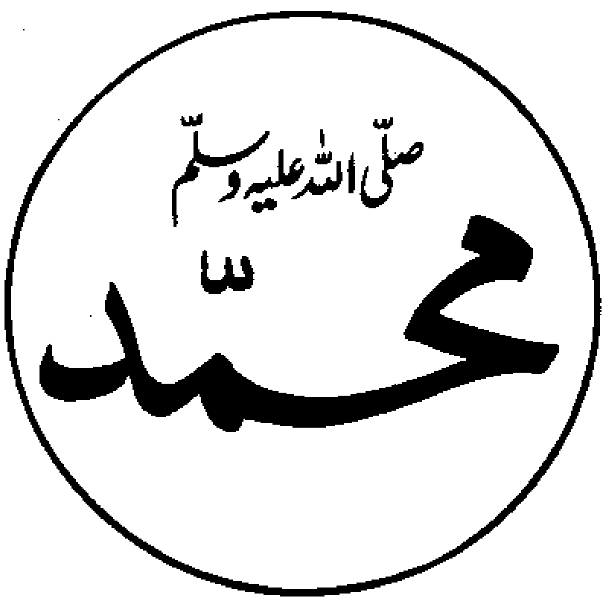

دیکھ کہ محمد مصطفیٰ صلّی اللہ علیہ و آلہ وسلّم کو اللہ کے فیض اور فضل سے ازل کا مشاہدہ ہوتا ہے اور ان کے وجود سے تمام جہالت خارج ہو جاتی ہے۔ یہ علم نعم البدل اعظم ہے۔ ان کو جمیعت اور جمال الٰہی کا مشاہدہ، تفکّر، تصوّر اور تقال سے حاصل ہوتا ہے۔ اسم محمد صلّی اللہ علیہ و آلہ وسلّم یہ ہے اسم اکبر کی صورت میں اسم محمد رسول اللہ۔ اگر آنکھ اس مقام پر لگی رہے، تو تمام تصوّر و تصرّف اور مدام حضوری علیہ الصّلوٰۃ و السّلام حاصل ہو۔

ہر کہ از تصورِ اسم محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم تلقین کند، روزِ اول مشرف محمدی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم شود کہ در صحبت محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نفس امارہ و شیطان لعین مدخل نشود۔ این راہی است حاضرات اسم اللہ ذات، تماشانمای ازل و تماشا نمای ابد و تماشانمای تصرف گنج دنیا و تماشانمای حشر قیامت حساب گاہ و تماشانمای حضوری با قرب اللہ و تماشانمای دوزخ و تماشانمای بہشت قصور و حور۔ کامل مرشد آنست اول از اسم اللہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہر یک مقام پیر مرشد تماشا و غیب بروی بکشاید۔ بعد ازان طالب را کند تلقین۔ طالب با اعتبار بالیقین اَلْوَقْتُ سَیْفٌ قَاطِعٌ است

بیت

عمر را برباد دادی دم بغم   مردہ دل واصل نشد اہل از صنم

طالب احمق آنست کہ مرشد از مطالعہ علم معرفت مقابلہ نکند و میگوید کہ مرشد من کامل است۔ دوام ہمراہ شامل است۔ ظاہر باطن واقف احوال حقایق دان۔ غیب دان میداند کہ ہمچنین سخن طالب حماقت شعار است کہ محروم از معرفت و دیدار است کہ غیب دان خدا و رسولؐ خدا کہ غیب الغیب لاریب میداند۔ بر مرشد این خدمات است بہر طریق کہ میداند طالب را بحضور اللہ تعالیٰ میرساند۔ و منصب مراتب از اللہ تعالیٰ میدہاند۔ پس معلوم شد کہ مرشد و طالب ہر دو مدعی و مدعا علیہ بغیر از حضوری۔ معاملہ طالبی و مرشدی ہرگز مشخص نشود تا آنکہ مرشد طالب اللہ را در لاہوت لامکان روزِ اول غرق نکند، از وجود او غیر غم بدر نشود و مرشد را بر طالب چہار مراتب است:۔ اول مراتب رسید، دوم مراتب دید، سیوم مراتب یافت، چہارم مراتب شناخت۔ رسید چہ باشد و دید

جو (مرشد) تصورِ اسم محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی تلقین کرتا ہے۔ وہ پہلے ہی دن حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی مجلس سے مشرف ہو جاتا ہے۔ مجلس محمدی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم میں نفس امارہ اور شیطان لعین داخل نہیں ہوسکتے۔ یہ اسم اللہ ذات کے حاضرات کی راہ ہے۔ جس کے ذریعے ازل، ابد کے نظارے ہوتے ہیں۔ گنج دنیا کے تصرف کا تماشا، حشر نشر اور قیامت حساب گاہ کا منظر، حضوری اور قرب خداوندی کا نظارہ، دوزخ اور حور و قصور بہشت کا تماشا نظر آتا ہے۔

کامل مرشد وہ ہے جو پہلے اسم اللہ اور اسم محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے مرید کو ہر مقام کا تماشا دکھا دے اور اس پر غیب ظاہر کر دے۔ پھر اسے تلقین کرے، تاکہ طالب اس پر یقین اور اعتماد کر سکے۔ وقت قاطع تلوار ہے۔

بیت

تو نے زندگی کے غم میں عمر برباد کر دی۔ مُردہ دل اور بُت پرست
کو وصال (حق) حاصل نہیں ہوتا۔

وہ طالب احمق ہے۔ جو مرشد کے علم مطالعہ معرفت کا مقابلہ نہیں کرتا۔ بلکہ یہ کہتا ہے کہ میرا مرشد کامل ہے اور ہمیشہ میرے شامل حال ہے اور ظاہر و باطن کے احوال و حقائق سے واقف ہے۔ اور اسے غیب دان سمجھتا ہے۔ اس طرح کی باتیں حماقت شعار طالب کرتا ہے۔ جو دیدار اور معرفت سے محروم ہے۔ کیونکہ غیب دان صرف خُدا اور رسول خُدا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہیں، جو بے شک غیبُ الغیب کو جانتے ہیں۔ البتہ مرشد کی یہ ذمہ داری ضرور ہے کہ وہ ہر طریق سے، جسے وہ جانتا ہے، طالب کو اللہ تعالیٰ کی حضوری میں پہنچا دے اور مناصب اور مراتب اللہ تعالیٰ سے دلا دے۔ پس معلوم ہوا کہ مرشد اور طالب ہر دو بغیر حضوری کے مدعی اور مدعا علیہ ہیں۔ طالبی اور مرشدی کا معاملہ اس وقت تک ہرگز مشخص نہیں ہوتا، جب تک مرشد طالب کو لاہوت اور لامکان میں پہلے ہی روز غرق نہ کرے۔ اس کے وجود سے غیر کا غم دور نہ ہو۔ اور مرشد کو لازم ہے کہ طالب کو چار مراتب عطا کرے۔ اوّل: مراتب رسید۔ دوم:

کرا گویند و یافت چیست؟ و شناخت کیست؟ رسید بمعرفت توحید است و دید مشاہدۂ قرب حضور، تجرید با تفرید است و یافت آنچہ از روی گنج تصرف مطالب طالب دانستہ باشد جملہ دریافت کہ جمیعت کلّی است و شناخت نفس و ہم سخن تا نفس بعدہٗ شناس رب با رب ہم سخن۔ از ماہیت محرم شدن کنہ کن۔

حدیث

مَنْ عَرَفَ نَفْسَهٗ بِالْفَنَآءِ فَقَدْ عَرَفَ رَبَّهٗ بِالْبَقَآءِ[1] ط

و نفس مطلق گرود فناء۔ طالب توفیق یافت حضوری با قرب خدای تعالیٰ۔ طالب را درین مقام فقر تمام۔

حدیث

اِذَا تَمَّ الْفَقْرُ فَهُوَ اللّٰهُ[2] ط

ہم صحبت محمد رسول اللہ صلّی اللہ علیہ و آلہ وسلّم دوام بحد نظر۔ اینست مراتب طالب صادق باخبر۔ مرشدِ کامل آنست کہ شدّت و شامت از ہر آفات بلا از نفس ھوا و معصیت شیطانی کہ باز دارد از خدا و فقر فاقہ دنیا محنت جفا از وجود طالب بردارد تمامی رنج۔ بر طالب عطا بخش کند تصرف دنیا گنج در یک ہفتہ یا آخر روز پنج۔ طالب کہ لب بلب بستہ، پیش مرشد نکند ھرگز سوال از سقیم احوال و نباید ھرگز در سخن قال۔ اگر مرشد کامل است، طالب را طرفہ زد بحضور رساند۔ فی الحال کہ فرصت نشود یک روز و نہ ہفتہ و نہ ماہ و نہ سال و درمیان این چنین

۱۔ کیمیای سعادت از امام غزالیؒ و تفسیر عرائس البیان

۲۔ مرغوب القلوب تبریزی، ص ۱۸ و انیس الطالبین از حضرت خواجہ بہاء الحق والدین نقشبندیؒ، ص ۴۳

مراتب دید۔ سوم: مراتب یافت اور چہارم: مراتب شناخت۔ رسید کیا ہے؟ اور دید کسے کہتے ہیں؟ یافت کیا ہے؟ اور شناخت کسے کہتے ہیں؟ رسید توحید کی معرفت ہے اور دید سے مراد مشاہدہ قرب حضور اور تجرید با تفرید ہے۔ اور یافت یہ ہے کہ طالب گنج تصرف کی رو سے تمام مطالب کو جان لے اور پالے۔ اسی کو جمیعت کلّی کہتے ہیں۔ اور شناخت یہ ہے۔ کہ نفس کی پہچان ہو۔ اور اس سے ہم کلام ہو۔ بعد ازاں رب کی پہچان ہو اور رب کے ساتھ ہم سخن ہو۔ اور کنہ کن کی حقیقت کا محرم ہو۔

حدیث

"جس شخص نے اپنے نفس کو فنا کے ساتھ پہچان لیا۔ پس اس نے اپنے رب کو بقا کے ساتھ پہچان لیا۔"

جب نفس قطعی طور پر فنا ہو جائے۔ تو طالب کو اللہ تعالیٰ کے حصول کی حضوری اور اس کے قرب کی توفیق ملتی ہے۔ اس مقام پر پہنچ کر طالب کو فقر تمام حاصل ہو جاتا ہے۔

حدیث

"جب فقر انتہاء کو پہنچتا ہے، تو وہ اللہ ہی ہوتا ہے۔"

اور وہ حضرت محمد رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کا دائمی ہم صحبت بن جاتا ہے۔ اور ہمیشہ ان کے پیش نظر رہتا ہے۔ یہ طالب صادق باخبر کے مراتب ہیں۔

مرشد کامل وہ ہے، جو نفس و ہوا اور شیطانی معصیت کی ہر آفت و بلا کی شدّت و شامت اور فقر و فاقہ اور دنیا کی محنت اور سختی سے طالب کے وجود کو نجات دلا دے، جو طالب کو راہ خدا سے روکنے کا باعث ہے۔ اور طالب کو دنیا کے خزائن کا تصرف پانچ روز یا ایک ہفتہ کے اندر اندر عطا کر دے۔ جو طالب خاموش اور لب بستہ رہے اور مرشد سے ہرگز سوال نہ کرے اور اپنے احوال کی سختی بیان نہ کرے، تو اس کا مرشد اگر کامل ہے، تو اسے ایک لحظہ میں حضوری تک پہنچا دے۔ (اور فرصت کا منتظر نہ رہے)۔ اور اس میں سردست ایک دن یا نو ہفتہ یا نو ماہ یا نو سال کا عرصہ صرف نہ کرے۔ اس قسم

مرشد ہیچ کس نگنجد۔ مرشد طالب را ہر روز مشاہدہ نماو معرفت قرب خدا۔ مرشد یک طالب را از ظاہر و باطن باتوفیق ندھد۔ فرض عین است کہ ازان مرشد ناقص بیزار و جدا شود۔

ابیات

مُرشدان را مُرشدم من حق نما　　بی پیران را پیریم راہبر با خدا
مفلسان را گنج بخشم با کرم　　ھرکہ بیند روی من زان رفتہ غم

پیری و مرشدی و طالبی و مریدی ز حضور طلب۔

ابیات

خُذْ بِیَدِیْ فرمود با ما مصطفیٰؐ　　دست بیعت کرد ما را مجتبیٰؐ
پیشوای پیر خود را ساختم　　ھر دمی دیدار حق را یافتم
خواند فرزندم مرازان فاطمہؓ　　معرفت فقر است بر من خاتمہ
خاک پایم با حسینؓ و از حسنؓ　　ھر یکی اصحاب با من انجمن
باھوؒ از ھُو یافتہ وحدت لقا　　تو نمی دانی کہ باھوؒ با خدا

قَوْلُہٗ تَعَالٰی:۔

وَهُوَ مَعَكُمْ أَيْنَ مَا كُنْتُمْ[1] ط

ھرکہ در مراتب فی اللہ غرق در آید، معرفت لاھوت لامکان بروی بکشاید۔

۱۔ سورہ الحدید، ۵۷: ۴

کا مرشد شاذ و نادر ہی ملتا ہے۔ مرشد طالب کو ہر روز معرفت قرب خداوندی کا مشاہدہ کراتا ہے۔ جو مرشد ایک طالب کو ظاہر و باطن میں یہ توفیق نہ بخشے، تو طالب پر فرض عین ہے۔ کہ ایسے ناقص مرشد سے بیزار اور جدا ہو جائے۔

ابیات

میں مرشدوں کا مرشد اور حق کی طرف راہنمائی کرنے والا ہوں۔ میں بے پیروں کا پیر ہوں اور خدا کی طرف راہبری کرنے والا ہوں۔

میں مفلسوں پر کرم کر کے ان کو خزانہ بخشتا ہوں۔ جو میری زیارت کر لیتا ہے۔ اس سے غم و الم دور ہو جاتے ہیں۔ پیری و مرشدی اور طالبی اور مریدی حضورؐ سے طلب کر۔

ابیات

حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میرا ہاتھ تھام لو۔ حضرت محمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے دست بیعت فرمایا۔ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنا پیر اور پیشوا بنایا۔ میں نے ہر لحظہ دیدار حق کو پایا۔

حضرت فاطمہؓ نے مجھے اپنا (روحانی) فرزند کہا۔ معرفت اور فقر مجھ پر ختم ہے۔

میں حضرت امام حسینؓ اور حضرت امام حسنؓ کی خاک پا ہوں۔ اور تمام صحابہ کرامؓ کی مجالس مجھے نصیب ہیں۔

باھوؒ کو ھُو کے ذریعہ وحدت اور لِقا حاصل ہے۔ تو نہیں جانتا کہ باھوؒ واصل باللہ ہے۔

ارشاد خداوندی ہے:۔

"اور جہاں کہیں بھی تم ہو، وہ (اللہ تعالیٰ) تمہارے ساتھ ہے۔"

جو شخص مراتب فی اللہ میں غرق ہو جاتا ہے، تو اس پر لاہوت اور لامکان کی معرفت ظاہر ہو جاتی ہے۔ اور اسے نہ دیکھی چیزیں دکھائی دینے لگتی ہیں۔ جسے حضرت

نادیدہ بادید مینماید۔ ھرکہ بتوجہ باتوفیق محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم خودرا تحقیق محمدی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم باین مراتب رساند۔

بیت

اولیاء را علم باشد باحضور   آنچہ خواند علم وحدت ذات نور

عجب مدار۔ جسم گم باسم چون الف در بسم۔ غرق فی التوحید فی جسم واسم۔

بیت

شد روا دیدن برویت اُو خدا   معرفت قرب است وحدت حق عطا

محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی توجہ اور توفیق حاصل ہو، وہ تحقیق محمدی سے اپنے آپ کو ان مراتب پر پہنچاتا ہے۔

بیت

اولیاء کا علم حضوری (علم لدنیؔ) ہوتا ہے۔ وہ ذات وحدت کے نُور سے تعلیم حاصل کرتے ہیں۔ تُو اس بات پر تعجب نہ کر۔ جسم اسم کے اندر اس طرح گُم ہو جاتا ہے، جس طرح الف بسم میں گُم ہے۔ اور (جیسے) جسم اور اسم توحید میں غرق ہو جاتے ہیں۔

بیت

اس (فقیر) کے لیے خدا کا دیدار روا ہے۔ معرفت سے حق کا قرب حاصل ہوتا ہے، اور وحدت حق عطا ہوتی ہے۔

شرح مراقبہ

ھرکراباطن مدام است، ظاھر تصرف درقیداوتمام است۔ ھرکہ اول در مطالعہ علم مراقبہ درآید۔ ودردل محبت زایدواز محبت ہفت مجلس بکشاید، آنچہ ارواح از حضرت آدم تا خاتم النبیین۔ ابتداء سبق از علم مراقبہ بالیقین است۔ مراقبہ رقیب را دور کنندہ و بہ حبیب رسانندہ۔ شخصی کہ مردود و مرتد، بی یقین، بی اعتقاد و بیدین، درقید شیطان لعین بود و بر گفتہ پیر مرشد اہل خانوادہ یقین نشود، آنرا چہ علاج است؟ او مشاھدات انواری و مشاھدات حضوری کہ در مشاھدات نوری ہفت اندام آنرا سوختہ و پاک گرداند کہ تمام عمر مجاھدہ و ریاضت احتیاج نماند و از مشاھدات حضوری بحضور رساند۔ بعد ازان بازگشت نخورد۔ واز قید پیر مرشد بیرون نرود۔ این چنین مراقبہ را "محرم اسرار" گویند و بیرون از نفس شیطان آورد و برد در لاھوت لامکان است۔ واصل شدن ازین است قرب رحمان۔ قدر مراقبہ نداند کہ ہنوز فکر حبس دم بستن مثل حیوان وحیران پریشان و نادان۔

شرح مراقبہ

جس کا باطن دائمی طور پر کھلا ہے، تمام ظاہری تصرفات اس کی قید اور قبضہ میں ہوتے ہیں۔ جو شخص پہلے علم مراقبہ کا مطالعہ کرتا ہے، اس کے دل میں اللہ کی محبت پیدا ہوتی ہے۔ اور اس محبت سے حضرت آدم علیہ السّلام سے لے کر حضرت خاتم النبیین صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم تک ارواح کی سات مجالس اس پر منکشف ہو جاتی ہیں۔ علم مراقبہ کا پہلا سبق یقین کا پیدا کرنا ہے۔ مراقبہ رقیب (شیطان) کو دور کرتا ہے۔ اور حبیب تک پہنچاتا ہے۔ جو شخص مردود، مرتد، بے یقین، بے اعتقاد اور بے دین ہے، وہ شیطان لعین کی قید میں ہوتا ہے۔ اور جسے اہل خانوادہ کے پیر و مرشد کی بات پر یقین نہیں آتا، اس کا علاج کیا ہے؟ اس کا علاج یہ ہے کہ اسے نُوری حضوری مشاہدات کرائے جائیں، کیونکہ نوری مشاہدات سے اس کے ہفت اندام جل کر پاک ہو جاتے ہیں اور پھر تمام عمر مجاہدہ اور ریاضت کی ضرورت باقی نہیں رہتی۔ اور مرشد کو چاہیے کہ طالب کو مشاہدات سے حضوری میں پہنچائے۔ اس کے بعد اس کو رجعت اور بازگشت نہیں ہوتی اور طالب پیر و مرشد کی قید سے باہر نہیں جاتا۔ اس قسم کے مراقبہ کو "محرم اسرار" کہتے ہیں۔ اس کے ذریعے طالب نفس و شیطان کی قید سے نکل آتا ہے۔ اور اس کو لاہوت و لامکان میں آمد و رفت نصیب ہوتی ہے۔ اسی سے اس کو قرب رحمانی حاصل ہوتا ہے۔ اور وہ شخص مراقبہ کی قدر نہیں جانتا، جو ابھی تک ذکر و فکر میں حیوان کی طرح دم بستہ حیران اور پریشان اور نادان ہے۔

نیز شرح مراقبہ

مراقبہ تعلق قریب موت است۔ ھرکہ در تصورِ اسم اللہ ذات بتوجہ مراقبہ در آید، مشاہدۂ احوالات مرتبۂ موت بکشاید۔ معائنۂ جان کندن و حقیقت قبر و سوال منکر نکیر و حساب گاہ روز قیامت بنماید و از پلصراط بسلامتی بگذرد و در بہشت رود۔ تماشا حور قصور، انوار مشرف دیدار پروردگار میشود۔ حاصل اینست اہل مراقبہ حق الیقین واصل۔

مُوْتُوْا قَبْلَ اَنْ تَمُوْتُوْا [1]

این چنین مراقبہ مد نظر نماز رسانندہ معرفت قرب خدا از مشق وجودیہ است۔

بیت

از دل بدر کن پشتۂ خطرات را — تا بیابی وحدت حق ذات را

مراقبہ وسیلہ بحق رفیق رساند بحق تحقیق۔ مراقبہ یک آتش است کہ ھر خطرات، وسوسۂ شیطانی را می سوزد، چنانچہ میسوزد آتش ہیزم خشک را۔

بیت

گر بگویم شرح این احوال را — ہر یکی عبرت خورد عارف خدا

۱۔ نقل از عین العلم و شرح برزخ

مراقبہ کی مزید تشریح

مراقبہ کی مزید شرح یہ ہے کہ مراقبہ کو موت سے قربت اور تعلق ہے، جو تصور اسم اللہ ذات کے ذریعے توجہ کے ساتھ مراقبہ کرتا ہے، اس پر موت کے مرتبہ کے احوال کا مشاہدہ منکشف ہوتا ہے۔ وہ جان کنی کا معائنہ کرتا ہے۔ اس پر قبر میں منکر نکیر کے سوالات کی حقیقت آشکارا ہو جاتی ہے۔ حساب گاہ اور قیامت اسے دکھائی دیتی ہے۔ وہ پل صراط سے صحیح و سلامت گزر کر بہشت میں داخل ہوتا ہے۔ حور و قصور کا نظارہ کرتا ہے۔ اور دیدار پروردگار کے انوار سے مشرف ہوتا ہے۔ حاصل یہ ہے کہ اہل مراقبہ کو حق الیقین کے ساتھ وصال حاصل ہوتا ہے۔ ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے:

"مرنے سے پہلے مر جاؤ۔"

اس قسم کا مراقبہ جو نماز کے ساتھ ہو، مشق وجودیہ کے ذریعے قرب خداوندی کی معرفت تک پہنچا دیتا ہے۔

بیت

دل سے خطرات (اور وساوس) کے انبار کو باہر نکال دے۔ تاکہ تو ذات حق کی وحدت کو پالے۔

مراقبہ حق تک رسائی اور یقیناً رفاقت کا وسیلہ ہے۔ مراقبہ ایک آگ ہے، جو تمام شیطانی وساوس اور خطرات کو اس طرح جلا دیتا ہے، جس طرح آگ خشک لکڑی کو جلا دیتی ہے۔

بیت

اگر میں ان حالات کی شرح و تفصیل بیان کروں، تو ہر عارف باللہ اس سے عبرت

مراقبہ جوھرِ ایمان است کہ متفق بحضوری مقرب سبحانست۔۔ مراقبہ نفس بانفس، قلب باقلب، روح باروح، سرّ باسرّ، عیان باعیان، ذکر باذکر۔ آن ذکریکہ لازوال است، آن فکریکہ باوصال است۔ این راہی است روی آوردن بمطالعۂ نص، حدیث و ترک دادن بدعت بنفس خبیث۔ ترا کدام پسند است؟ ھر کہ در غرق مشرف حضوری فی اللہ فی التوحید نُورچنان بافرحت الرّوح از قرب اِلٰہ ذات لذّات لایزال کہ تصدیق جان فدا باو جملہ جہان عزیز بعینہ وملامت عاشق برھمہ کس زند۔ عاشق از ھمہ چیز فارغ شود جز دوست نظر بر معشوق و قطع ازان جملہ مخلوق۔ اینست ھمہ ازوست در مغز و پوست۔

حاصل کرے گا۔ مراقبہ ایمان کا جوہر ہے، جو قرب خداوندی اور حضوری تک لے جاتا ہے۔ مراقبہ کئی قسم کا ہے، نفس با نفس، قلب با قلب، روح با روح، سرّ باسرّ، عیان با عیان اور ذکر با ذکر۔ وہ ذکر جو لازوال ہے اور وہ فکر جو با وصال ہے۔ یہ راہ نص و حدیث کا مطالعہ کرنے اور نفس خبیث کی بدعت کو ترک کرنے سے حاصل ہوتی ہے۔ تجھے کون سی راہ پسند ہے؟ جو اللہ تعالیٰ کی توحید کے نُور سے مشرّف اور حضوری فی اللہ میں غرق ہوتا ہے، اسے اللہ تعالیٰ کی ذات کے قرب کی وجہ سے اس طرح روح کی فرحت اور لذت حاصل ہوتی ہے، جو لازوال ہوتی ہے اور جملہ جہان کی جانیں اس پر قربان ہوتی ہیں اور اسے عین عزیز رکھتی ہیں۔ ہر شخص عاشق کو ملامت کرتا ہے، لیکن عاشق ہر شے سے سوائے معشوق کے بے نیاز ہوتا ہے۔ اس کی نظر معشوق پر ہوتی ہے اور وہ تمام مخلوق سے قطع تعلق کئے ہوتا ہے۔ یہی "ہمہ از وست" ہے۔ یعنی وہ مغز و پوست میں ہے۔

طریقۂ دعوت خواندن بر قبر محمدؐ صلّی اللہ علیہ و آلہٖ وسلّم

اگر کسی خواھد کہ علم دعوت در عمل در آید و وردو وظائف ھمہ روان گردد و فرشتہ مؤکّل در حکم فرمانبردار و کلام اللہ در وجود تاثیر کند و نفع دھد و جمیعت بخشد و خلق اللہ، کل مردم رجوعات مسخرات در قید بود و مجلس محمدی صلّی اللہ علیہ و آلہٖ وسلّم دست دھد و ھر مشکل مہمات بکشاید و جملہ تصرّف دنیا در قبض در آید۔ المطلب آنکہ خوانندہ عامل دعوۃ تنہا یا با تنہا بیابان دشت صحرا، بر جائیکہ ریگ یا خاک پاک باشد۔ نیت روضۂ مبارک محمد صلّی اللہ علیہ و آلہٖ وسلّم نمودار بالیقین باعتبار آراستہ گرد بگرد نمونہ روضۂ مبارک حرم و در آن حرم قبر بنا سازد و بر قبر نام محمدؐ صلّی اللہ علیہ و آلہٖ وسلّم بانگشت خوشخط بنویسد محمدؐ ابن عبداللہ صلّی اللہ علیہ و آلہٖ وسلّم۔ وقت شروع اوّل بخواند و بگرد روضۂ مبارک بنویسد:

قَوْلُهٗ تَعَالٰی:۔

اِنَّ اللّٰهَ وَ مَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ ط

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَ سَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا [1] ط

سہ مرتبہ بتکرار بگوید: اُحْضَرُوْا لِلْمُسَخَّرَاتِ يَا مَالِكَ الْاَرْوَاحِ الْمُقَدَّسِ وسہ مرتبہ تکرار بگوید از برای عند اللہ محمدؐ ابن عبداللہ حاضر شو۔ بعد ازان سورہ ملک بخواند وسہ مرتبہ کلمۂ طیب بر دل ضرب زند۔ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ۔ بعد ازاں درود ولاحول بخواند۔ و چشم پوشیدہ در مرقبہ در آید۔ خواب و ہشیاری یکی گردد باعیان۔

۱۔ سورہ الاحزاب، ۳۳ : ۵۶

قبر محمدؐ صلّی اللہ علیہ و آلہٖ وسلّم پر دعوت پڑھنے کا طریقہ

اگر کوئی چاہے کہ وہ علم دعوت کو عمل میں لائے اور اس کے تمام ورد وظائف رواں ہو جائیں۔ اور فرشتے اور مؤکّل اس کے زیر فرمان اور فرمانبردار ہو جائیں اور کلام الٰہی اس کے وجود میں تاثیر اور نفع کرے اور اسے جمیعت حاصل ہو اور خلق خدا اور تمام لوگ اس کی طرف رجوع کریں اور اس کی تسخیر اور قید میں ہوں اور مجلس محمدی صلّی اللہ علیہ و آلہٖ وسلّم اسے حاصل ہو۔ اور ہر مشکل اور مہمات آسان ہوں۔ اور تمام دنیا کا تصرّف اس کے قبضے میں آ جائے، تو دعوت پڑھنے والے کو چاہیے کہ تنہا جنگل اور صحرا میں جائے، جہاں پاک ریت یا پاک مٹی ہو۔ روضۂ مبارک حضرت محمد صلّی اللہ علیہ و آلہٖ وسلّم کی نیت پورے یقین اور خلوص کے ساتھ کرے اور روضۂ مبارک کا نقشہ اور نمونہ بنائے۔ حرم بنائے اور اس حرم میں قبر بنائے اور قبر پر محمد صلّی اللہ علیہ و آلہٖ وسلّم کا نام انگلی سے خوشخط یوں تحریر کرے: محمدؐ ابن عبد اللہ صلّی اللہ علیہ و آلہٖ وسلّم۔ قبر بناتے وقت پہلے شروع ہی میں اس آیت کو پڑھے اور اسے روضہ مبارک کے اردگرد تحریر کرے۔

ارشاد خداوندی ہے:۔

"تحقیق اللہ اور اس کے فرشتے رسول پر درود بھیجتے ہیں۔ اے ایمان والو! تم بھی اس پر درود اور سلام بھیجو۔"

اور پھر تین بار تکرار کے ساتھ یہ الفاظ کہے: اُحْضَرُوْا لِلْمُسَخَّرَاتِ يَا مَالِكَ الْاَرْوَاحِ الْمُقَدَّسِ ط اور پھر تین بار یہ الفاظ کہے: از برائے عند اللہ محمدؐ ابن عبد اللہ حاضر شو۔ بعد ازاں سورہ ملک پڑھے۔ اور تین مرتبہ کلمۂ طیبہ کی ضربات دل پر لگائے۔ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ط۔ پھر درود اور لاحول پڑھے اور آنکھیں بند کر کے مراقبہ میں بیٹھ جائے، تو صاف طور پر اس کا خواب اور بیداری برابر ہو جائے گی۔

(قَالَ اَبُوْ سَعِیْدٍ خَرَّازٌ)

كُلُّ بَاطِنٍ مُخَالِفٌ لِظَاهِرٍ فَهُوَ بَاطِلٌ[1] ط

بعد ازان مشروحًا باجمع لشکر اصحاب عظیم محمدؐ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نبی کریم خوانندہ را دست گرفتہ استادہ کند۔ مہمات بسرانجام رسد۔ این دعوت را تیغ برہنہ گویند۔ نقش دعوت روضہ قبر مبارک این است:

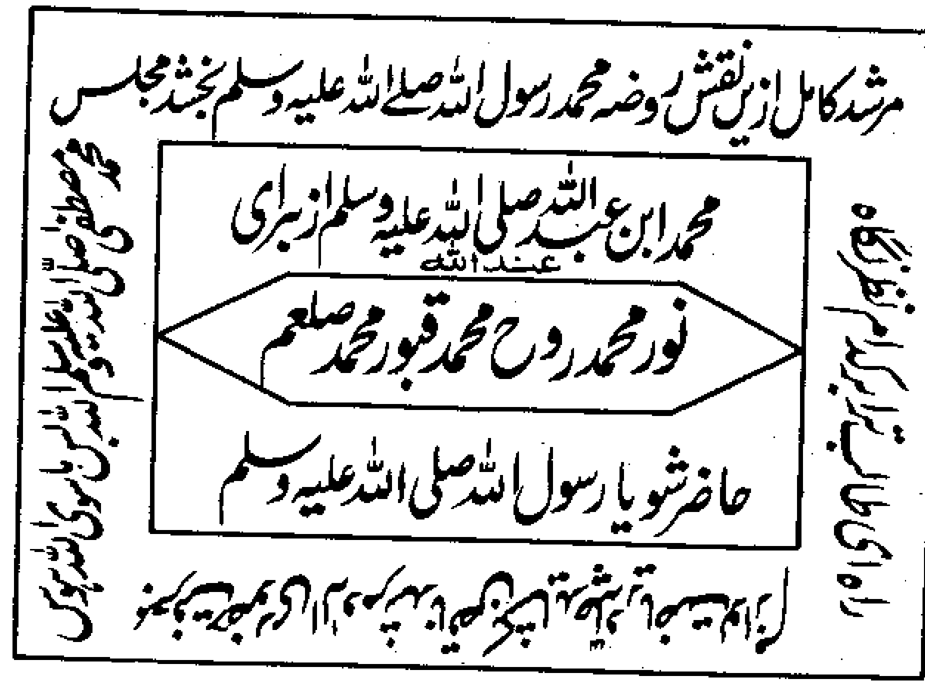

بر فقیر مرشد عارف باللہ واصل ولی اللہ فرض عین است آنچہ حق مرشدی وطالبی جانبین است۔ اوّل اہل دنیا را تلقین نکند واگر صاحب توفیق اہل دنیا را تلقین کند مثل ابراہیم ادھمؒ از دنیا بیرون برکشد وازان جیفہ مُردار نجس نجاست پاک گرداند۔ روز اوّل در مجلس محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضور رساند واز محمدؐ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہدایت وولایت بدھاند کہ در وجود طالب از برای ہر مطالب باقی افسوس نماند۔

۱۔ الحدیث

(ابو سعید خرازؒ راوی ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا:)

"ہر ایک باطن جو کہ ظاہر کے مخالف ہو، وہ (سرا سر) باطل ہے۔"

بعد ازاں واضح طور پر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے لشکر عظیم کے ساتھ تشریف لائیں گے اور دعوت پڑھنے والے کا ہاتھ پکڑ کر اسے کھڑا کریں گے اور اس کی تمام مہمات کو سرانجام فرمائیں گے۔ اس دعوت کو "تیغ برہنہ" کہتے ہیں۔ نقش روضہ قبر مبارک اور دعوت حسب ذیل ہے:۔

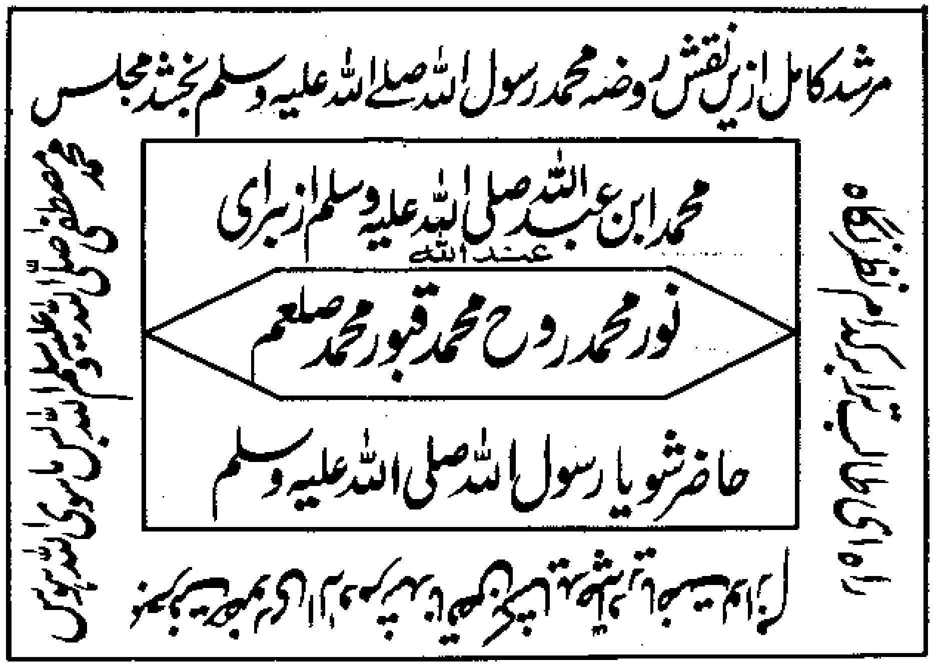

فقیر مرشد عارف باللہ واصل ولی اللہ پر یہ فرض عین ہے۔ کہ وہ باہمی حق مرشدی و طالبی کو پورے طور پر بجا لائے۔ اوّل تو وہ اہل دنیا (طالب) کو تلقین ہی نہ کرے۔ اور اگر صاحب توفیق مرشد اہل دنیا طالب کو تلقین کرے، تو حضرت ابراہیم ادھمؒ کی طرح دنیا سے اس کا تعلق ختم کر دے۔ اور اسے مردار اور نجس جیفہ سے پاک کر دے۔ اور پہلے ہی روز مجلس محمدی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم میں پہنچا دے اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے ہدایت اور ولایت (کا منصب) عطا کرا دے۔ تاکہ طالب کے وجود

اینست مراتب از مرشد کامل عطا فیض فضل خدا۔ بادشاہی ھر دو جہان بزیر ھر دو پا۔ نہ خُدا و نہ از خُدا یکدم جدا۔ دوام مشرّف بلقا۔ مرشد یکہ روز اوّل طالب را باین مراتب نرساند، احمق بی حیا کہ نام خُد را مُرشد خواند۔ این مراتب قرب توحید مشق وجودیہ مرقوم۔ ازین باید کرد معلوم کہ این چنین نقش برساند بہر مقامات۔ تحقیقات قال بموافق حال۔ جمیعت باوصال نہ از وہم خیال۔ ہر آنکس داند کہ معرفت توفیق تحقیق دریابد۔ این مقام حضور است نفس و قلب باروح نور است۔

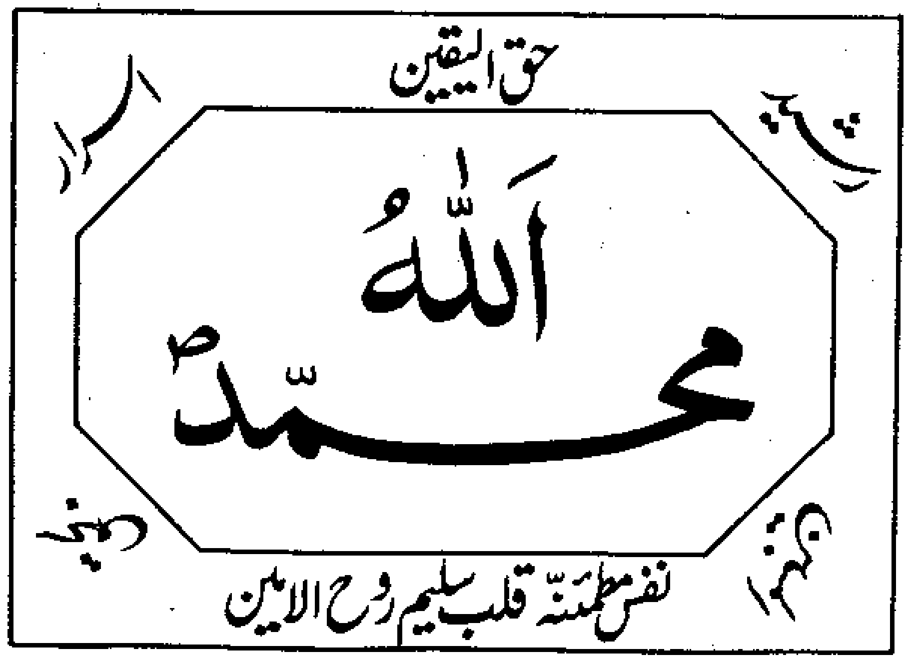

میں کسی دنیاوی مطلب کا افسوس باقی نہ رہے۔ یہ ہیں وہ مراتب جو مرشد کامل خدا کے فیض اور فضل سے عطا کرتا ہے۔ ہر دو جہاں کی بادشاہی اس کے پاؤں تلے ہوتی ہے۔ وہ نہ خدا ہے، نہ خدا سے ایک دم بھی جدا ہے۔ وہ ہمیشہ لقائے الٰہی سے مشرّف ہے۔

وہ مرشد جو پہلے ہی دن طالب کو اس مرتبہ تک نہ پہنچائے، وہ احمق اور بے حیا ہے کہ خود کو مرشد کہتا ہے۔ یہ مراتب قرب توحید مطلق مشق وجودیہ مرقوم سے حاصل ہوتے ہیں۔ اس سے معلوم ہونا چاہیے کہ یہ نقش ہر مقام تک پہنچاتا ہے۔ اور اس سے قال و حال کی تحقیقات کے موافق ہو جاتا ہے۔ اور وہ جمعیت باوصال حاصل ہوتی ہے، جو وہم و خیال میں بھی نہیں آ سکتی۔ اسے وہی شخص جانتا ہے، جو معرفت کی توفیق رکھتا ہے اور جسے تحقیق حاصل ہے۔ یہ نقش مقام حضور ہے، جس میں نفس، قلبش اور روح سرا سر نُور ہیں۔

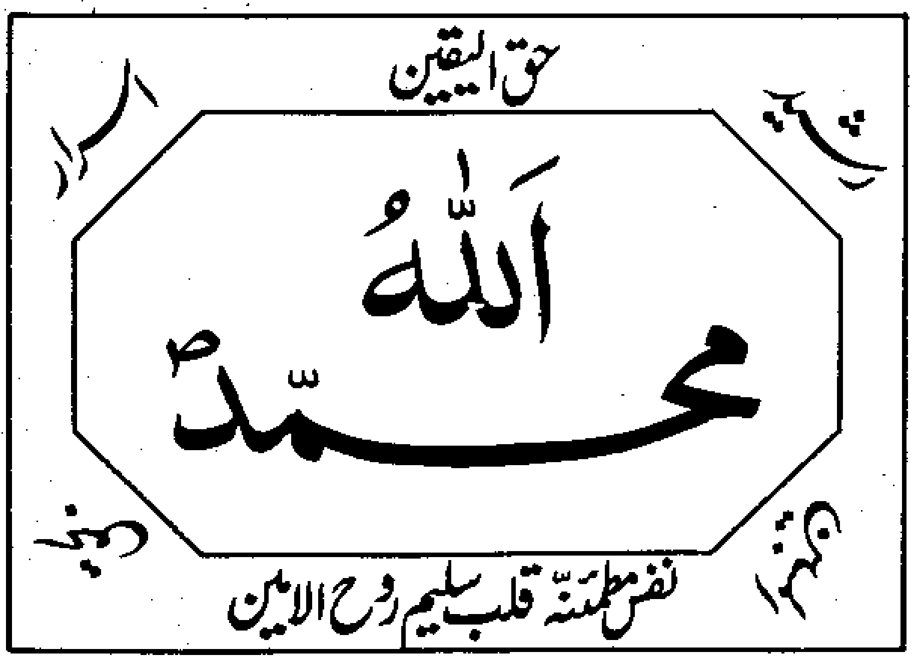

بگذشتن دریای ژرف وبمد نظر محمد الرسول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم مطلق مشرف است۔ نہ آنجا آسمان، نہ آنجا حیرت، نہ ہوا، مطلق نور وحدانیت خدا۔ ھر کہ درین دائرہ برفاقت محمد رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم غوطہ خورد، ھر آنکس تارک فارغ از دنیا بود۔ بمرتبہ تمامیت فقر رسد۔

قَوْلُهٗ تَعَالٰی:۔

اَلَمْ نَشْرَحْ لَكَ صَدْرَكَ وَ وَضَعْنَا عَنْكَ وِزْرَكَ [1] ط

بسینہ صفای اُو رسد۔

قَوْلُهٗ تَعَالٰی:۔

لَا يَمْلِكُوْنَ مِنْهُ خِطَابًا [2] ط

بارہنمای اُو بُود۔

قَوْلُهٗ تَعَالٰی:۔

اِنِّيْ جَاعِلٌ فِي الْاَرْضِ خَلِيْفَةً [3] ط

خلعت یافت۔ فَفِرُّوْٓا اِلَى اللّٰهِ [4] ط رفیق خود ساخت۔ فَفِرُّوْا مِنَ اللّٰهِ از خود دور انداخت۔ ترا کدام پسند است؟ طالب ہوا یا طالب خدا۔

۱۔ سورہ انشراح، ۹۴: ۱۔ ۲

۲۔ سورہ النباء، ۷۸: ۳۷

۳۔ سورہ البقرہ، ۲: ۳۰

۴۔ سورہ الذاریٰت، ۵۱: ۵۰

یہ گویا گہرے سمندر سے گزرنا ہے۔ اور (ہر وقت) حضور نبی کریم رؤف و رحیم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کو مد نظر رکھنا ہے۔ یہ مطلق شرف ہے۔ اس جگہ (نہ زمین ہے)، نہ آسمان، نہ حیرت ہے، اور نہ نفسانی خواہشات، وہاں صرف خدا کی وحدانیت کا نُور ہے۔ جو شخص حضور صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی رفاقت سے اس دائرہ میں غوطہ لگاتا ہے، وہ دنیا سے تارک فارغ ہو جاتا ہے۔ اور وہ فقر کے انتہائی مقام تک پہنچ جاتا ہے۔

ارشاد خداوندی ہے:

کیا ہم نے تیرا سینہ نہیں کھول دیا۔ اور ہم نے تجھ پر سے تیرا بوجھ نہیں اٹھا لیا؟

اس آیت کے مطابق (طالب کو) سینے کی صفائی حاصل ہوتی ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:۔

"(قیامت کے دن) بڑے بڑوں کو بھی مخاطب ہونے کی جرات نہ ہوگی۔"

اس کے مطابق اس کی راہنمائی ہوتی ہے۔

ارشاد خداوندی ہے:

"میں زمین پر اپنا خلیفہ بنانے والا ہوں۔"

اس کے مطابق طالب خلعت خلافت پاتا ہے۔ (اور) "اللہ تعالیٰ کی طرف بھاگو"، کے حکم کو اپنا رفیق بناتا ہے۔ اور "اللہ تعالیٰ سے بھاگو" کو اپنے آپ سے دور کر دیتا ہے۔ تجھے ان میں سے کون سی راہ پسند ہے؟ طالب حرص یا طالب خدا۔

شرح حاضرات باسم اللہ ذات

نیز شرح حاضرات باسم اللہ ذات کہ بشروع تصور اوّل طالب اسم اللہ با تفکر بر دل نبویسد و از تاثیر اسم اللہ بسینہ صفائی گردد و خنّاس خرطوم بمیرد۔ بعد ازان چشم (پوشیدہ)[۱] از نظر (مراقبہ)[۲] پرد، گرد بگرد دل میدان وسیع داخل شود در مجلس محمدی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم۔ دران وقت لاحول و سبحان اللہ و درود شریف بخواند۔ از مجلس محمدی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم حکم شود کہ ای صاحب تصور! این خاص مجلس محمدی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم۔ شیطان را قدرت نیست کہ باین مقام برسد۔ بعد ازان طالب حق باطل را تحقیق کند باعیان بحضور مجلس محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم بحضور دوام۔ اگرچہ ظاہر با مردم ہم سخن باخاص وعام، وجود اُو شُد نُور و ہر سخن اُو از حضور۔ لیکن علم نعم البدل را ظاہر باطن تحقیق کند کہ از علم نعم البدل را ظاہر با تحقیق شود (وعلم)[۳] نعم البدل آنرا گویند آنچہ حکم از مجلس محمدی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم باطن شود حضور و ظہور ہنوز طالب پیاپی در طی مقام است، تمامیت نرسیدہ۔ چون ظاہر باطن یکی گردد، نادیدہ دیدہ یکتا نماید۔ باز احتیاج مُرشد نماند۔ نصیب طالب باخلاص و بالیقین است۔ اوّل معائینہ تحقیق کردن دل کہ گرد دل چہار میدان است: مشاہدۂ میدان ازل و مشاہدۂ میدان ابد، مشاہدۂ میدان طبقات از عرش تا تحت دنیا، مشاہدۂ میدان عقبیٰ و در دل قلب و فی القلب و فی السرّ و فی الاسرار مشاہدۂ نور حضور، معرفت قرب اللہ، دیدار پروردگار۔

۱۔ نسخہ خطی (از سلطان احمد)

۲۔ ایضاً

۳۔ نسخہ خطی از اہمون فقیر، ص ۱۳۲

شرح حاضرات اسم اللہ ذات

نیز شرح حاضرات باسم اللہ ذات یہ ہے کہ ابتداء میں پہلے طالب اسم اللہ کو تفکر کے ساتھ اپنے دل پر مرقوم کرے۔ اور اسم اللہ ذات کی تاثیر سے سینہ صاف ہو جاتا ہے۔ اور خنّاس خرطوم (شیطان) مر جاتا ہے، بعد ازاں آنکھیں بند کر کے مراقبہ کی نظر سے پرواز کرے، تو اس کے دل کے گردا گرد ایک وسیع میدان دکھائی دے گا، جس سے مجلس محمدی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم میں داخل ہوگا۔ اس وقت لاحول، سبحان اللہ اور درود شریف پڑھے، تو مجلس محمدی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے حکم ہوتا ہے کہ اے صاحب تصور! یہ خاص مجلس محمدی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہے اور شیطان کی یہ طاقت نہیں کہ اس مقام تک پہنچے۔ بعد ازاں طالب حق باطل کی واضح طور پر تحقیق کر لیتا ہے اور مجلس محمدی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم میں دائمی حضوری بن جاتا ہے۔ اگرچہ ظاہر میں وہ خاص و عام لوگوں کے ساتھ ہم کلام ہوتا ہے، مگر اس کا وجود نُور ہو جاتا ہے۔ اور اس کی ہر بات نُور سے ہوتی ہے۔ لیکن علم نعم البدل کو ظاہر و باطن میں تحقیق کر لے، کیونکہ علم نعم البدل ہی سے ظاہر اور باطن کی تحقیق ہو جاتی ہے۔ اور علم نعم البدل اس کو کہتے ہیں کہ مجلس محمدی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے باطن میں حکم ظہور پذیر ہوتا ہے اور ابھی طالب مسلسل مقامات طے کر رہا ہوتا ہے، مگر وہ ابھی تمامیت تک نہیں پہنچا ہوتا۔ جب اس کا ظاہر باطن ایک ہو جاتا ہے۔ اور دیدہ و نادیدہ یکساں دکھائی دیتا ہے، پھر اسے مرشد کی ضرورت نہیں رہتی۔ طالب کا نصیب یقین اور اخلاص سے کھلتا ہے۔ پہلے وہ دل کا معائنہ اور تحقیق کرے کہ دل کے گرد چار میدان ہیں: میدان ازل کا مشاہدہ، میدان ابد کا مشاہدہ، میدان طبقات عرش سے تحت دنیا تک کا مشاہدہ اور میدان عقبیٰ کا مشاہدہ ہوتا ہے اور دل کے اندر، قلب کے اندر، سر کے اندر اور اسرار کے اندر نُور حضور، معرفت قرب خداوندی اور دیدار پروردگار کا مشاہدہ ہوتا ہے۔

مرشد کامل طالب صادق را روزِ اوّل بمرتبۂ مشاہدۂ دل رساند و مرشد ناقص است روز چلّہ ریاضت کشاند۔ صورت تصور دل و بگرد دل میدان اینست۔ مرشد کامل بکشاید و مینماید۔

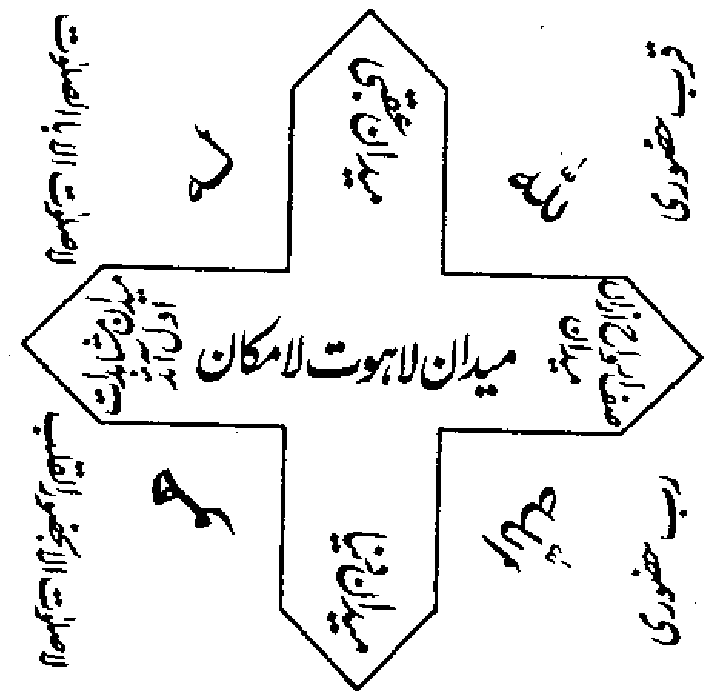

مفتاح یا فتاح قفل نصیب ازل۔

آخر انتہای فقر چہ باشد؟ ابتداء فقر طریقت کہ بر تن لباس شریعت پوشد، واقف احوال شود۔ در حقیقت غوطہ خورد در دریای معرفت و در کشد۔ دمبدم صاحب کرم، خود با خود جود با جود، محرم مجلس محمود، فی اللہ فنا با معبود۔ دانا و الا آگاہ باش کہ در ہر یک مقام پیدا شود کشف کیفیت راہ است۔ بعضی درین کشف راہ قرب حاصل کنند باللہ و بعضی درین راہ میگردد گمراہ۔ پس طالب را اوّل مرشد معائنہ میکند مشاہدۂ معراج در دم و

کامل مرشد طالب صادق کو پہلے ہی دن مشاہدۂ دل کے مرتبہ پر پہنچا دیتا ہے۔ مگر مرشد ناقص روزانہ چلّے اور ریاضت کراتا ہے۔ دل کے تصور اور دل کے گرد میدان کا نقشہ یہ ہے۔ کامل مرشد ان (چار میدانوں) کا مقام منکشف کر دیتا ہے اور دکھا دیتا ہے۔

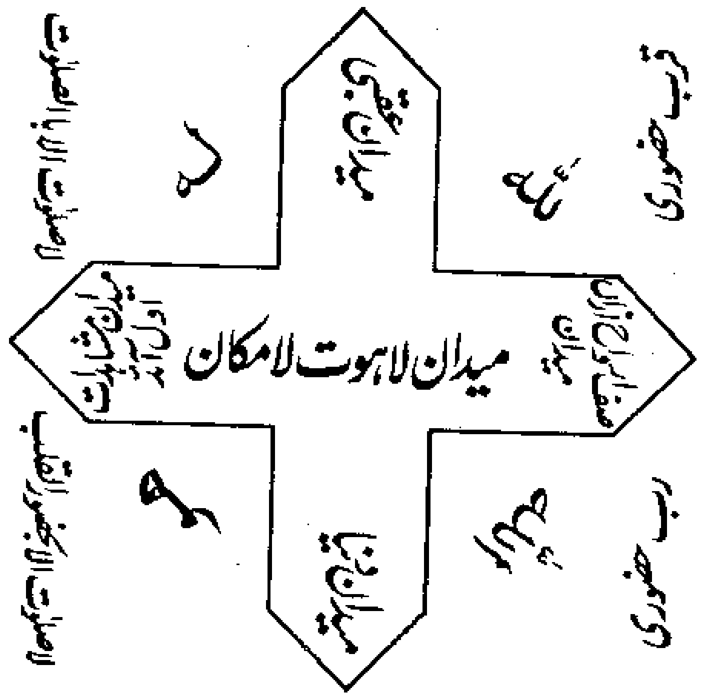

ہر قفل کو کھولنے والی یا فتّاح کی چابی ازل سے ہی طالب کے نصیب ہوتی ہے۔

آخر فقر کی انتہاء کیا ہو گی؟ طریقت میں فقر کی ابتداء یہ ہے کہ بدن پر شریعت کا لباس پہنے اور احوال حقیقت سے واقف ہو کر دریائے معرفت میں غوطہ لگائے۔ اور موتی نکالے۔ اور ہر لحہ صاحب کرم ہو۔ خود بخود جود باجود ہو۔ مجلس محمود کا محرم ہو۔ معبود کے ساتھ فنا فی اللہ ہو۔ دانا اور آگاہ ہو جا کہ ہر مقام پر کشف راہ کی کیفیت ظاہر ہوتی ہے۔ بعض اس کشف راہ میں قرب الٰہی حاصل کرتے ہیں۔ اور بعض اسی راہ میں گمراہ ہو جاتے ہیں۔ پس اوّل مرشد طالب (صادق) کو ایک دم میں معراج کا مشاہدہ کراتا ہے۔ اور بعض کو ایک دن رات میں، بعض کو ایک ہفتہ میں، بعض کو ایک ماہ میں، بعض کو ایک سال میں مشاہدہ کرا دیتا ہے۔ اور بعض تمام عمر حیات و ممات میں، روز قیامت

بعضی یک شبانروز و بعضی را ہفتہ و بعضی را ماہ و بعضی را سال و بعضی را تمام عمر در حیات و
ممات تا روز قیامت وصال جمیعت باجمال۔

فقر یک سرّ است از قدرت ربّانی کہ شرح او بخاطر باید، نہ در دفاتر، نہ آنجا علم نہ
دانش، نہ مطالعہ، عقل نہ شعور، نہ آنجا وہم خیال، نہ ذکر نہ مذکور، نُور علیٰ نُور، بشوق
مسرور۔ درین مقام ھدایت و نہایت یکی گردد۔ فرحت الرّوح، صفات القلب، نفس
ممات میابد، ابدی حیات۔ اگر کسی دولت مند اہل دنیا مثل بادشاہ یا امراء تلقین کند،
چنان اسم اللہ میخواند کہ تمام عمر لذّت دنیا و ہواء نفس آنرا یاد نماند۔ این چنین مراتب
وجودیہ مشق مرقوم از مجلس محمّدی صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم معلوم۔

ابیات

گر بگویم شرح لذّت حق لِقا — ہیچ کس زندہ نماند جان فدا
شد نصیب عاشقان راھر دوام — قُوت قوت معرفت فقرش تمام

حاصل این است واصلان را از کلام پیغام۔

ابیات

گر شوی عاشق بود رندی صفت — بگذرد از ھر مقام معرفت
با وصل و با جمل و لازوال — و ز خدا غافل نباشد ہیچ حال

عاشق را دو صفت است: نظر بر معشوق و نظر نکند بر علامت [1] مخلوق۔

۱۔ عقل بیدار نسخۂ خطی (اہموں فقیر) ص ۱۲۵ : ملامت

تک جمال الٰہی کے وصال سے جمیعت حاصل کرتے ہیں۔
فقر قدرت ربّانی کا ایک راز ہے، جس کی شرح دلوں میں ہونی چاہیے، کتابوں کے دفاتر
میں نہیں ہونی چاہیے۔ وہاں علم و دانش، مطالعہ، عقل و شعور، وہم و خیال اور ذکر و
مذکور کی گنجائش نہیں۔ وہاں نُورٌ عَلٰی نُور کی کیفیت ہے۔ اور اس سے مسرّت و سرور
حاصل ہوتا ہے۔ اس مقام میں ہدایت اور نہایت ایک ہو جاتی ہے۔ اور روح کو فرحت
حاصل ہوتی ہے۔ صفات قلبی حاصل ہوتی ہے اور نفس کو موت ملتی ہے اور پھر ابدی
زندگی حاصل ہوتی ہے۔ اگر کسی دولت مند اہل دنیا مثلاً بادشاہ یا امراء کو تلقین کرے، تو
وہ اسم اللہ اس طرح پڑھتے ہیں کہ پھر عمر بھر اسے دنیاوی لذات اور حرص و ہوا بھول
جاتی ہے۔ یہ مراتب مشق وجودیہ مرقوم کے ذریعے مجلس محمدی صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم
سے ملتے ہیں۔

ابیات

اگر میں اللہ تعالیٰ کے دیدار کی لذّت و لطف تفصیل سے بیان کر دوں، تو کوئی جان
فدا کیے بغیر زندہ نہ رہے۔ عاشقوں کی قسمت میں ہمیشہ کے لیے خوراک معرفت کی قوّت
ہے اور مقام فقر کی تکمیل ہے۔

حاصل یہ کہ واصلوں کو اللہ تعالیٰ سے کلام اور پیغام ملتا ہے۔

ابیات

اگر تو رند صفت عاشق ہو جائے، تو معرفت کے ہر مقام و مرتبہ سے گزر جائے گا۔
(اور) تجھے جمال الٰہی کے ساتھ لازوال وصال حاصل ہو اور تو خدا سے کسی حال
میں بھی غافل نہ رہے۔

عاشق کی دو صفات ہوتی ہیں:
۱۔ اوّل صفت یہ کہ وہ معشوق پر سے آنکھ نہیں اٹھاتا۔
۲۔ دوم صفت یہ کہ وہ مخلوق کی ملامت کا خیال نہیں کرتا۔

ابیات

دم بدم دیدار بیند ہر دوام — روح قلبش نُور شُد مطلب تمام

ہرچہ میگوید خدا گوید ترا — درمیان خود نماند چون چرا

نیست آنجا جثّہ نی جسد و تن — فرد توحید است فقرش شد ختم

ہر کہ اینجا رسد، قدم در شریعت و نظر بر طریقت و جمیعت باحقیقت و قرب بامعرفت۔ از فقر محمدی صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم محرم و مخدوم۔ خلاف شرع از معرفت محروم۔ دیوانہ ہمہ از حق بیگانہ وہوشیار۔ در شریعت شہسوار عارف نظار۔

قَوْلُهٗ تَعَالٰی:۔

قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ [1] ط

پس معلوم شد کہ فقیر معشوق محمد مصطفیٰ صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم و عاشق اللہ۔ معشوق محمد مصطفیٰ صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم معشوق اللہ تعالیٰ۔

بیت

معشوق عشق عاشق ہر سہ یکی است اینجا — چون وصل در نگنجد، ہجران چہ کار آید

اینست مراتب فنافی اللہ وفنافی محمد صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم وفنافی الشیخ۔

۱۔ سورہ آل عمران، ۳: ۳۱

ابیات

عاشق دم بدم اور ہمہ وقت دیدار کرتا ہے۔ اس کی روح اور قلب نُور بن جاتے ہیں اور مطلب حاصل ہو جاتا ہے۔

وہ جو کچھ کہتا ہے، خدا کی طرف سے کہتا ہے۔ اس کے اور خدا کے درمیان چون وچرا نہیں ہے۔

اس مقام پر جسم و جسمانیت قسم کی کوئی چیز نہیں رہتی۔ بلکہ اس مقام پر فرد ہے۔ توحید خالص ہے، جو فقر کی انتہا ہے۔

جو شخص اس مقام پر پہنچتا ہے، اس کا قدم شریعت میں ہوتا ہے۔ اور اس کی نظر طریقت، جمیعت، حقیقت، قرب اور معرفت پر ہوتی ہے۔ اور وہ فقر محمدی صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کا محرم اور مخدوم ہوتا ہے۔ اور جو خلاف شریعت ہے، وہ معرفت سے محروم ہے۔ دیوانہ حق سے مطلق بیگانہ اور ہوشیار، شریعت میں شہسوار اور عارف صاحب بصیرت ہوتا ہے۔

ارشاد خداوندی ہے:

"تو کہہ اگر تم اللہ سے محبت رکھتے ہو، تو میری پیروی کرو، تاکہ اللہ تم سے محبت کرے۔"

پس معلوم ہُوا کہ فقیر حضرت محمد مصطفیٰ صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کا معشوق اور اللہ تعالیٰ کا عاشق ہوتا ہے اور حضرت محمد مصطفیٰ صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کا معشوق اللہ تعالیٰ کا معشوق ہوتا ہے۔

بیت

معشوق، عشق اور عاشق تینوں یہاں یکجا ہیں۔ جب (یہاں) وصل کی گنجائش نہیں، تو پھر ہجر کا کیا کام؟

یہ مراتب فنافی اللہ، فنافی الرّسول اور فنافی الشیخ کے ہیں۔

هر که این سه طریق را باتوفیق طی کند، تحقیق در وجود اُو کشتہ شود نفس زندیق و زندہ گردد قلب تصدیق و فرحت گیرد روح بحق رفیق۔ اینست مراتب عاشقان جان فدا۔

بیت

می نترسند عاشقان دائم وَ لَا یَخَافُوْنَ لَوْمَةَ لَآئِمٍ[1]

طالب کہ پیش پیر و مرشد میرود، آنرا بہ تلقین بزرگان یقین نبود در وجود اُو نفس اتارہ رقیب و ہمہ کس اورا میگویند بی نصیب و دوست در خانہ کور چشم از دوست بیگانہ۔ آنرا چہ علاج است؟ اوّل مرشد کامل طالب مردود الطریقت و مرتد حقیقت بی خبر معرفت را در توجہ اخلاص و باتصور خاص و یقین تصدیق بااعتبار تحقیق صورت جثہ او در طی تصرف اسم اللہ ذات پیچیدہ غرق سازد و در شعلۂ تجلّی انوار و مشرف شود بدیدار پروردگار۔ بعد ازان طالب را دست دہد اعتبار و مرشد گنج بخشد دنیائی بی شمار۔ اینست مرشد کامل طالب را وسیلہ پیشوا، گواہ راہ باقربت اِلٰہ، طالب ناظر شود در مجلس محمّدی صلّی اللہ علیہ و آلہٖ وسلّم حاضر بود و روشن ضمیر۔ بمرتبۂ فقیر، بر نفس اتارہ امیر صاحب آگاہ و مرشد بدین صفت باید کہ طالب گمراہ مردود و مرتد را جمعیت بخشد و حق بنماید۔

بیت

باھُو مرشد عنقا صفت باشد ھما طالب شہباز عارف جان فدا

۱۔ سورہ مائدہ، ۵: ۵۴

جو شخص ان تینوں طریق کو باتوفیق طے کر لیتا ہے، تو اس کے وجود میں کافر نفس مر جاتا ہے اور صادق قلب زندہ ہو جاتا ہے۔ اور حق کی رفیق روح فرحت حاصل کرتی ہے۔ یہ جان فدا عاشقوں کے مراتب ہیں۔

بیت

عاشق لوگ کبھی نہیں ڈرتے۔ اور ملامت کرنے والے کی ملامت کا ان کو کوئی ڈر نہیں ہوتا۔

جو طالب پیر و مرشد کے پاس جائے اور اسے بزرگوں کی تلقین پر یقین نہ ہو، تو اس کے وجود میں نفس اتارہ اس کا رقیب ہو جاتا ہے۔ اور تمام لوگ اسے بے نصیب کہتے ہیں۔ اور جب دوست گھر میں ہے، لیکن اس اندھے کو دوست دکھائی نہیں دیتا۔ تو اس اندھا پن کا علاج یہ ہے کہ مرشد کامل پہلے ایسے مرتد مردود طریقت اور حقیقت و معرفت سے بے خبر طالب کو اخلاص، تصور خاص اور پکے یقین و اعتبار کے ساتھ توجہ دے اور اس کے جثے کو اسم اللہ ذات کی طے اور تصرف میں تجلّیٔ انوار کے شعلے میں لپیٹ کر مستغرق کرے۔ تاکہ وہ پروردگار کے دیدار سے مشرف ہو۔ بعد ازاں طالب کو اعتبار آتا ہے۔ اور مرشد اسے بے شمار دنیاوی خزانے بخشتا ہے۔ ایسا مرشد کامل طالب کا وسیلہ پیشوا اور قربت الٰہی کی راہ کا گواہ ہوتا ہے۔ ایسے مرشد کا طالب مجلس محمّدی صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم میں حاضر رہتا ہے۔ اور روشن ضمیر ہو جاتا ہے۔ وہ فقیر کے مرتبے کو پہنچ جاتا ہے۔ نفس اتارہ پر حکمران ہو جاتا ہے اور صاحب آگاہی ہو جاتا ہے۔ پس مرشد میں یہ صفت ہونی چاہیے کہ گمراہ، مردود اور مرتد طالب کو جمعیت بخشے اور اسے حق کا مشاہدہ کرائے۔

بیت

اے باھُو! عنقا صفت مرشد ہُما کی طرح ہوتا ہے۔ اور طالب شہباز صفت ہو اور جان پر کھیلنے والا عارف ہو۔ مرشد امتحان لینے والا ہو اور دل کو ہمیشہ کے لیے اطمینان

مرشد آزمایش بخشندہ، جاودانی جمیعت باجان است۔ این نہ مرشد ان اند کہ خود پریشان وطالب اُووسوسہ ولد شیطان۔ ھرکرا تلقین شد در کاملان وکاملان گنج است باکان باشد درجہان۔ ذکر ایشان شود اساس ذکر مغز و مشق وجودیہ اسم اللہ ذات کہ ہفت اندام مُردہ وجود را میکند حیات۔ از ذکر ذاکر را دو گواہ است۔ ذاکر خفیہ ہم جلیس باخُدا۔

اَنَا جَلِيْسٌ مَعَ مَنْ ذَكَرَنِيْ [1] ط

واقع شد۔ دوم گواہ ذکر ذاکر ہمیشہ ہم صحبت بحضوری حضرت محمدؐ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم۔

بعضی وجود ظاہر بجثۂ ظاہر ویا آنکہ بجثۂ نفس مطمئنہ ویا بجثۂ قلب سلیم ویا بجثۂ روح صراط المستقیم ویا بجثۂ سرِ تجی تسلیم ویا بجثۂ سرِ نُور صفت کریم۔ بعضی دانند و بعضی نمی دانند۔ اتابی شک یک جثۂ ذاکر مدخل در مجلس محمدی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم حضور شود۔ اگرچہ ظاہر با مردم عوام ہم سخن بود۔

۱۔ الحدیث

بخشنے والا ہو۔ ایسے مرشد نہ ہوں، جو خود پریشان ہوں۔ اور ان کے طالب شیطانی وساوس میں مبتلا ہوں۔ جسے کاملین سے تلقین ہوئی ہے، وہ گویا جہان میں خزانہ اور کان کی مانند ہے۔ ان کے ذکر کی بنیاد اور مغز مشق وجودیہ اسم اللہ ذات ہے، جس سے جسم کے ہفت مُردہ اندام[1] زندہ ہو جاتے ہیں۔ ذاکر کے لیے ذکر کی دو علامات ہیں۔ خفیہ ذکر کرنے والا خدا کا ہم جلیس ہوتا ہے۔

حدیث قدسی

"جو میرا (ہر وقت) ذکر کرتا ہے، میں اس کا ہم نشین ہو جاتا ہوں۔"

دوسری علامت یہ ہے کہ ذاکر ہمیشہ مجلس مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم میں حاضر اور ان کی صحبت سے مشرف ہوتا ہے۔ بعض اس مجلس میں وجود ظاہر اور جثۂ ظاہر سے جاتے ہیں اور بعض جثۂ نفس مطمئنہ کے ساتھ، اور بعض جثۂ قلب سلیم کے ساتھ، یا بعض جثۂ روح کے ساتھ صراط مستقیم پر چل کر، بعض جثۂ سرِ تجی تسلیم کے ساتھ اور بعض جثۂ سرِ نُور کی کریمانہ صفات کے ساتھ جاتے ہیں۔ بعض اس بات کو جانتے ہیں

۱۔ ہفت اندام جسم کے مندرجہ ذیل ہیں: سر، سینہ، پشت، ہاتھ، پاؤں، کان، آنکھ اور زبان۔ مشق وجودیہ کے ذریعے ان اندام یا اعضاء پر تصور اور تفکر کے ذریعے اسم اللہ ذات نقش اور تحریر کیا جاتا ہے۔ اور اس کی بار بار اور مسلسل مشق کی جاتی ہے، جس سے ان اعضاء کی طرف اللہ تعالیٰ کی تجلی ہوتی ہے اور ان اعضاء کو زندگی، وسعت، نُور اور روشنی عطا ہوتی ہے۔ اور وہ باطن میں کام کرنے لگ جاتے ہیں۔ مثلاً آنکھ کے مقام پر تصور کے ذریعے اسم اللہ ذات نقش اور مرقوم کیا، تو چشم باطن کھل جاتی ہے۔ اور صاحب تصور عالم غیب کی باطنی اشیاء کو دیکھنے لگ جاتا ہے۔ اور مقام کشف اور مراقبہ و مشاہدہ کھل جاتا ہے۔ اور اگر مقام گو، یعنی کان میں اسم اللہ فکر کے نُوری حروف سے مرقوم ہو جائے، تو باطن یعنی دل کے کان کھل جاتے ہیں۔ اور صاحب تصور باطنی غیبی آوازیں سننے لگ جاتا ہے۔ اور ذاکر صاحب تصور پر مقام الہام کھل جاتا ہے۔ اور اگر زبان پر اسم اللہ ذات نُوری حروف سے تحریر ہو، تو ذاکر صاحب لفظ ہو جاتا ہے۔ اور اس کی زبان سیف الرحمٰن ہو جاتی ہے۔ وہ اس زبان سے غیبی روحانی مخلوق سے ہم کلام ہوتا ہے اور جو کچھ زبان سے کہتا ہے، وہ امر خداوندی سے جلد یا بدیر پورا ہو جاتا ہے وغیرہ۔

ابیات

ذکر فریاد است دائم باخروش　　ذکر را بگذار خون از جگر نوش

نیست ذکرش آنچہ تو دانی آواز　　ذکر خفیہ قرب وحدت عین راز

نیست ذکرش آنکہ دانی بی فکر　　ذکر باشد باحضوری حق نگر

دعویٰ اثبات بنماید لِقاء　　ھر کہ دعویٰ کرد من ذاکر خدا

ھر کرا تلقین درباطن دست بیعت ارشاد ھدایت از حضرت محمدؐ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم و دست مصافحہ اصحاب کبار و بخش عطاء پنجتن پاک یافتہ باشد، لایق مرشدی ارشاد ھمونست۔ ھر کہ ازو تلقین گیرد فی الدّنیا والآخرت زندہ قلب ولازوال غالب الاولیاء۔ طالب خدا ھرگز نمیرد۔

مرشد شدن نہ آسان کار است۔ کی بوند این مُرشدان احمق بی حضوری گاوٗ عصار۔

بیت

مُرشدی جاہل بود شیطان صفت　　مرشدی عالم طریقت معرفت

درمیان بندہ وخدا سدّ سکندری حجاب نیست بغایت وراہ فرسنگ نیست لانہایت۔

فیمابین العبد ورب پردۂ پیاز بیاض پیاز را بتوجہ پارہ پارہ کند بانظر مُرشد صاحب راز۔

اور بعض نہیں جانتے۔ ہاں البتہ بلاشبہ ذاکر کا ایک جثہ ضرور مجلس محمدی صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم میں داخل اور حاضر رہتا ہے۔ خواہ وہ ظاہر میں عام لوگوں کیساتھ محوِ گفتگو ہو۔

ابیات

ذکر فریاد ہے، ہمیشہ شور کرتا ہے۔ (لہٰذا) ذکر ظاہری چھوڑ دے اور خون جگر نوش کر۔

یہ ذکر نہیں ہے، جو تو (بلند) آواز کے ساتھ کرتا ہے۔ بلکہ ذکر خفی عین قرب وحدت کا راز ہے۔

یہ بھی ذکر نہیں ہے، جو تو فکر کے بغیر کرتا ہے۔ بلکہ ذکر یہ ہے کہ حضوری نصیب ہو اور حق نظر آئے۔

جو یہ دعویٰ کرتا ہے کہ وہ خدا کا ذاکر ہے، وہ اس دعویٰ کے ثبوت میں لقاء و دیدار (الٰہی) کرائے۔

جس شخص کو باطنی تلقین اور ارشاد و ہدایت کی دست بیعت حضور اکرم صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم سے حاصل ہو اور صحابہ کرامؓ کا دست مصافحہ اور پنج تن پاک کی اس پر عطا اور بخشش ہوش وہی مرشدی اور ارشاد کے لائق ہے۔ جو شخص ایسے مرشد سے تلقین حاصل کرے گا، وہ دنیا و آخرت میں لازوال طور پر زندہ دل اور غالب الاولیاء رہے گا۔ طالب خدا کبھی نہیں مرتا (اسے دائمی زندگی حاصل ہوتی ہے)۔

مرشد بننا آسان کام نہیں ہے۔ یہ بے حضوری تیلی کے بیل کے سے احمق نادان کب مرشد ہونے کے لائق ہیں۔

بیت

جاہل مرشد شیطان صفت ہوتا ہے۔ اور عالم (باعمل) مرشد طریقت اور معرفت کو جانتا ہے۔

بندہ اور خدا کے درمیان سدّ سکندری جیسا کوئی بڑا حجاب موجود نہیں اور نہ ہی کوئی بے انتہا مسافت ہے۔ بلکہ بندے اور ربّ کے درمیان صرف پیاز کی طرح کی سفید

بعد ازان طالب باعیان بین میشود و لاهوت لامکان میرسد عالم باللہ، عارف ولی اللہ صاحب نظارہ۔ آنرا چشم پوشی مراقبہ احتیاج نماند و نماز نوافل، استخارہ۔ ہیچ جاہل بخدا نرسیدہ، ہیچ عالم بچشم ظاهر روی خدا ندیدہ، مگر بخواب و یا غرق مراقبہ و یا آگاہ و یا باعیان است بہ نظر عارفان هر دو جهان است۔

ابیات

زشہ رگ نزدیک چون گویند دُور — کور چشمی کی بہ بیند بی شعور

نَحْنُ اَقْرَبُ را ز قرآن یاد کُن — این مراتب یافتن از کنہ کن

هر کہ دریا بد بہ لب بستہ دوام — هر کہ گوید دیدہ ام نامرد خام

آن دیدہ با دیدار می باشد ز نُور — کی بہ بیند کور چشمی بی حضور

هر کہ می بیند بنماید ترا — مثل بستہ کی شود رویت خدا

بی مثل را کی دهد رویت نشان — هر کہ می بیند بود عارف عیان

ای عالم خدا از مطالعہ کتاب کہ می نازد، اتا حجاب است۔ فقیر صاحب طالع بغیر از علم مطالعہ هر کرا بنوازد، مشرف حضور بسازد۔ هر آنکس ازان قوم عجب دارم کہ بر سند بمراتب فضیلت و طلب معرفت نکنند از فقیر مرشد صاحب وسیلت۔ اصل این راہ علم

جھلی ہے، جسے صاحب راز مرشد اپنی توجہ اور نظر سے پارہ پارہ کر دیتا ہے۔ بعد ازاں طالب عیاں طور پر مشاہدہ کرتا ہے۔ اور لاہوت و لامکان میں پہنچ کر عالم باللہ، عارف باللہ اور صاحب نظارہ ہو جاتا ہے۔ اسے آنکھ بند کر کے مراقبہ کرنے کی کوئی احتیاج نہیں رہتی اور نماز استخارہ اور نوافل کی حاجت نہیں ہوتی۔ کوئی جاہل کبھی خدا رسیدہ نہیں ہُوا اور کسی عالم نے ظاہری آنکھوں سے اللہ تعالیٰ کو نہیں دیکھا۔ ہاں البتہ خواب میں یا مراقبہ کے اندر۔ مگر عارفوں کی نظر میں ہر دو جہاں عیاں ہیں اور وہ ہر شے سے آگاہ ہیں۔

ابیات

اللہ تعالیٰ شہ رگ سے بھی زیادہ نزدیک ہے۔ اسے دور کیوں کہیں۔ کور چشم اور بے شعور اسے کیسے دیکھ سکتا ہے؟

نَحْنُ اَقْرَبُ کو قرآن میں پڑھ لے۔ یہ مراتب کُن کی حقیقت سمجھ لینے سے حاصل ہوتے ہیں۔ جو اللہ تعالیٰ کو پا لیتا ہے۔ وہ ہمیشہ خاموش رہتا ہے۔ جو کہے کہ میں نے دیدار کیا ہے، وہ نامرد اور خام ہے۔ (یعنی جو دیدار الٰہی کا جھوٹا دعویٰ کرتا ہے، وہ نامرد اور ادھورا آدمی ہے)۔

اسکے دیدار سے آنکھ منور ہو جاتی ہے۔ مگر ایک اندھا بے حضور کیسے دیکھ سکتا ہے؟

جو دیدار کرتا ہے، وہ تجھے دیدار کرا بھی سکتا ہے۔ مگر جو نفس کی قید میں ہوش وہ بھلا اللہ کا دیدار کیسے کر سکتا ہے؟

بے مثل کے دیدار کی نشانی و کیفیت بیان نہیں ہو سکتی۔ اور جو اسے دیکھتا ہے، وہ واقعی عارف ہوتا ہے۔

ظاہری علم رکھنے والا عالم جو کتاب کے مطالعہ پر ناز کرتا ہے، وہ ابھی حجاب میں ہے۔ مگر فقیر صاحب طالع مطالعہ علم کے بغیر جسے نوازتا ہے، حضوری سے مشرف کر دیتا ہے۔ مجھے ان لوگوں پر تعجب ہوتا ہے، جو فضیلت علم کے مراتب کی سند حاصل کر کے بھی کسی صاحب وسیلہ فقیر مرشد سے طلب معرفت نہیں کرتے۔ اس راہ کی اصل اور بنیاد

است واصل این راه حلم است و حکمت۔ این راه بجان است۔ عارفان را دریافتن حق ازین نشان است۔ پیش عالم ربانی چہ قدرت است کہ عالم زبانی دم زند۔ شوق آتش است ویا درد است لادوا۔ مگر صحت عاشقان بشرف لِقا۔ این راہ دوام میگویند با بندگی وبی بندگی مُردہ دل شرمندگی۔ نہ این زندگی، بلکہ روسیاہ کہ دل بخطرات بشرک کفر تباہ۔ فقیر را دعوت صلاح است۔ شجاعت شعار سپہ سالار۔ بوقت دعوت خواندن در حضوری باشد ہشیار۔ چہ احتیاج گرد بگرد کردن حصار۔ ھر کہ این چنین صاحب دعوت بود، ہرگز رجعت نخورد وشاگرد طالب اُو دیوانہ نبود۔

بیت

کملان را دعوتی با دم تمام روزمرہ تا قیامت ھر دوام

ھر کہ علم دعوت محافظہ بامحافظہ دور بدور، استماع باستماع، الہام بالہام باخدا بامصطفیٰ وباجمیع انبیاء واولیاء این چنین دعوت میخواند، از ہیچ کار مشکل کشای پوشیدہ نماند کہ دریک ساعت مہمات بسرانجام رساند۔ این چنین دعوت تیغ برھنہ فَاذْكُرُونِيْ اَذْكُرْكُمْ[1] گویند کہ اعلام وپیغام۔ درمیان خوانندہ و فرشتہ مؤکل بجنونیت و روحانیت نگنجد کہ وحی القلب وحی الروح، وحی السر عن اللہ وعن نبی اللہ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آورد وبرد، دریکدم ہزار بار بلکہ بی شمار۔ غیب دانی ھر کسی سخن میفرماید وخلق را برخود مبتلا ومطیع، مرید، طالب میگرداند۔ ماضی، حال، مستقبل حقایق میفرماید۔

۱۔ سورہ البقرہ، ۲ : ۱۵۲

علم، حلم اور حکمت پر ہے۔ اس راہ کو پانے کے لیے جان قربان کرنا پڑتی ہے۔ عارفوں کے لیے حق کے حصول کی یہی علامت ہے۔ عالم ربّانی کے سامنے عالم زبانی کی کیا مجال ہے کہ دم مارے۔ شوق ایک آگ ہے۔ اور یا درد لادوا ہے۔ مگر عاشقوں کو صحت لقاء کے شرف سے حاصل ہوتی ہے۔ اس راہ کو دائمی بندگی کہتے ہیں اور بے بندگی مردہ دلی اور شرمندگی ہے۔ یہ زندگی نہیں، بلکہ روسیاہی ہے، جس سے دل کفر اور شرک کے خطرات سے تباہ و برباد ہو جاتا ہے۔ فقیر کے لیے دعوت ایک صلاحیت ہے، جس کے سبب وہ شجاعت شعار اور سپہ سالار بنتا ہے۔ وہ دعوت پڑھتے وقت حضوری میں ہوشیار ہوتا ہے۔ اسے اپنے گرد حصار باندھنے کی ضرورت نہیں ہوتی، جو اس طرح کا صاحب دعوت ہوتا ہے، وہ ہرگز رجعت نہیں کھاتا اور اس کا شاگرد اور طالب کبھی دیوانہ نہ ہو گا۔

بیت

کاملوں کی دعوت صرف دم کے ساتھ مکمل ہو جاتی ہے۔ اور اس میں روز بروز قیامت تک مسلسل ترقی ہوتی ہے۔ جو شخص اس قسم کی علم دعوت کو اللہ تعالیٰ، حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم، اور تمام انبیاء اور اولیاء سے محافظ با محافظ دور بدور، استماع باستماع اور الہام بالہام پڑھتا ہے، اس کے لیے کسی کام کی مشکل کشائی دشوار نہیں ہوتی۔ ایک ہی ساعت میں تمام مہمات کو انجام تک پہنچا دیتا ہے۔ ایسی دعوت کو "تیغ برہنہ" کہتے ہیں۔ "تم مجھے یاد کرو، پس میں تمہیں یاد کروں گا" پڑھتا ہے۔ اور اسے اعلام اور پیغام ملتا ہے۔

درمیان میں کسی عامل، فرشتے، مؤکل اور جنّ اور روحانیت کی گنجائش نہیں ہوتی۔ اللہ تعالیٰ اور حضرت محمد مصطفیٰ صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی طرف سے قلبی، روحی اور سرّی طور پر الہام کا سلسلہ جاری ہوتا ہے اور ایسا ایک دم میں ہزار بار، بلکہ بے شمار دفعہ ہوتا ہے۔ جو شخص غیب دانی کا دعویٰ کرتا ہے۔ اور خلقت کو اس سے اپنا مطیع، مرید اور طالب و شیدائی بناتا ہے اور حال، ماضی اور مستقبل کے حقائق و احوال

این مرتبه کمینه کشف جنونیت نفسانی به متفق شیطانی زشت۔ از اہل بہشت مرد آنست چنانچه غیب دانی کشف ربّانی باعیانی بکشاید و بنماید و میفرماید کار مشکل بسته بمطالب می برآید۔ این چنین غیب نیست و عیب نیست۔ عارف بی حجاب لاریب است و هر سخن اُو از حضور است و توجّهٔ اُو نُور است۔ وجود اُو مغفور است۔ قلب اُو بیت المعمور است۔ صاحب شوق مسرور است۔ باطن اُو اثبات مرتبهٔ فنافی الله ذات۔ این چنین برکت برفاقت محمد الرسول الله صلّی الله علیه و آلہٖ وسلّم سرور کائنات، بلکه این چنین مراتب را میگویند معراج و معراج از قرآن است۔ هر که از قرآن مجید بیرون گوید، آن معراج از شیطانی است، معراج نه هر دوام و بعضی مراتب بمراتب، مقام بامقام و بعضی را باصبح و شام و بعضی را سلامت از توجّهٔ مرشد باستقامت، غرق فی الله معراج باوصال تا روز قیامت۔ این عطاء نیز از مرشد کامل است۔ فقیر را ازین هیچ بدتر نباشد که با مردم گفت شنود از نیک بد، شوریده شور شر، بدخصال، مُرده دل قیل قال، شوق می بود سرد و غم، کدورت و حجاب و خطرات خلل باز دارد از معرفت الله قرب، حضوری وصال۔ بنابران فقیر کامل ازان خلوت گرفته و از مردم فرار خورده گرفته و تنهاروی بصحرا آورده، دوام مسافر بسیر سفر۔ از مردم قهر نمیدر آیند۔ در شهر الرجال فی القریٰ و بعضی بر خود پوشیده اند لباس دیوانگی و باطن محبوب و ظاهر مجذوب۔ بهار بایار است و جمعیت با دیدار است و بی دیدار بهشت خوار است۔

بتاتا ہے، اس کا یہ ادنیٰ مرتبہ کشف اور جنونیت نفسانی اور مکروہ شیطانی رفاقت سے ہے۔ اہل بہشت مرد خدا وہ ہے، جو کشف روحانی کی غیب دانی عیاں طور پر منکشف کر دے اور دکھا دے اور جو کچھ فرما دے، اس سے مشکل اور دشوار کام حل ہو جائے۔ یہ نہ غیب ہے اور نہ اس میں کچھ عیب ہے۔ عارف بے شک و شبہ بے حجاب ہوتا ہے۔ اس کی ہر بات حضور سے ہوتی ہے۔ اور اس کی توجہ سراپا نُور ہوتی ہے۔ اس کا وجود مغفور اور اس کا قلب بیت المعمور ہوتا ہے۔ وہ صاحب شوق اور مسرور ہوتا ہے۔ اور اس کا باطن مرتبۂ فنافی اللہ ذات میں ثابت ہوتا ہے۔

اس قسم کی برکات حضور نبی کریم علیہ الصّلوٰۃ والتّسلیم سرور کائنات کی رفاقت سے حاصل ہوتی ہیں۔ بلکہ ایسے مراتب کو معراج کہتے ہیں۔ اور معراج قرآن پاک سے ثابت ہے۔ اور جو کوئی قرآن مجید سے باہر کی بات کرتا ہے، وہ شیطانی معراج ہوتا ہے۔ دائمی معراج نہیں۔ بعض کو مراتب بہ مراتب، مقام بامقام اور بعض کو صبح و شام اور بعض کو مرشد کی توجہ سے استقامت، سلامتی، اللہ تعالیٰ کی ذات میں استغراق اور وصال کا معراج روز قیامت تک حاصل ہوتا ہے۔ یہ بھی مرشد کامل کی عطا سے ہوتا ہے۔ فقیر کے لیے اس سے بڑھ کر بدتر اور کوئی بات نہیں کہ وہ لوگوں کے ساتھ نیک و بد اور شور شر اور بد خصالی اور مردہ دلی کی باتیں کرتا پھرے۔ کیونکہ ایسا کرنے سے اس کا شوق سرد ہو جاتا ہے۔ اس قسم کے غم، کدورت، حجابات اور خطرات و خلل معرفت قرب الٰہی اور وصال و حضوری سے باز رکھتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ کامل فقیر خلوت گزین ہوتے ہیں اور خلقت کو چھوڑ کر تنہا جنگلوں کا رخ کرتے ہیں۔ اور ہمیشہ مسافر بن کر سیر و سفر کرتے پھرتے ہیں۔ غصہ کرنے والے لوگوں کی وجہ سے اپنے آپے سے باہر نہیں ہوتے ہیں۔ شہروں میں نہیں جاتے ہیں۔ اور بعض اپنے آپ پر دیوانگی کا لباس پہن لیتے ہیں جو باطن میں محبوب اور ظاہر میں مجذوب ہوتے ہیں۔ دوست کے ساتھ ہی انہیں بہار ہوتی ہے۔ دیدار سے ہی انہیں جمعیت حاصل ہوتی ہے۔ اور بغیر دیدار کے بہشت بھی خستہ و خوار ہے۔

حقیقت دل

باید دانست هر طالب که مرتبهٔ دل حاصل نکند، بریاضت و چلّه واصل نشود و مرده دل بی حاصل۔ دل نه اینکه تو دانسته لقمهٔ گوشت۔ مضغه بخون خطرات جان پوست۔ دل به محبت، معرفت، مشاهده، معراج نور است که صاحب دل مشرّف دوام غرق بدیدار حضور است۔ پس صورت دل چه چیز است؟ دل را دریافتن از کدام علم عقل دانش تمیز است۔ بشنو! هر که طالب بدل و جان عزیز است، علم از صفحه و یا لفظ، نقطه و یا حرف و یا نظر، از علم دل است مرقوم، از دل محفوظ و جمله علم است آنچه علم های غیبی لاریبی پیش ویست۔

هر که ازان علم دل سبق خواند، تا روز قیامت میباشد مست۔ علم دل در سینه است۔ هر که علم از دل نخواند، جاهل، بی تصدیق، نابینا، بانفاق، حسد، کینه۔ دل یک لطیفه است لطف الله بالتفات فنافی الله پیچیده، در نُور ذات، تجلّیٔ انوار صاحب دل همیشه بالعطش اشتیاق مشاهده متوجّه مشرّف دیدار پروردگار بالیقین با اعتبار۔ زنده دل عیان بین نظّار۔

بیت

دل براق دُلدل است معراج بر — هر که دل را یافت شُد صاحب نظر

دل کی حقیقت

جاننا چاہیے کہ جو طالب مرتبۂ دل حاصل نہ کرے، وہ ریاضت اور چلّوں سے (ہرگز) واصل نہیں ہو سکتا اور مردہ دل اور بے حاصل ہی رہتا ہے۔ دل یہ نہیں جسے تو گوشت کا ایک ٹکڑا سمجھتا ہے۔ بلکہ یہ جلد، جان اور خطرات کے خون کا ایک لوتھڑا ہے۔ دل محبت، معرفت، مشاہدہ اور اور معراج کا نُور ہے۔ صاحب دل ہمیشہ دیدار حضور میں مستغرق اور مشرّف ہوتا ہے۔ پس (سوچنا چاہیے) کہ دل کی کیا صورت ہے؟ (اور) دل کس علم، عقل اور دانش سے حاصل ہو سکتا ہے۔ (غور سے) سن لو! جس طالب کو دل اور جان عزیز ہے، اس کو جو علم (کتابوں کے) صفحہ، یا لفظ، نقطہ یا حرف اور یا نظر سے حاصل ہے، وہ علم دل سے مرقوم ہے۔ اور یہ سب کچھ دل میں محفوظ ہوتا ہے۔ اور تمام غیبی اور لاریبی علوم اس کے سامنے ہوتے ہیں۔

جو شخص اس علم دل سے سبق حاصل کرتا ہے، وہ روز قیامت تک مست و مدہوش رہتا ہے۔ علم دل سینہ کے اندر ہے۔ جو شخص دل کا علم نہیں پڑھتا، وہ جاہل، بے تصدیق، اندھا، منافق، حاسد اور کینہ پرور ہے۔ دل اللہ کے لطف کا ایک لطیفہ ہے، جو اللہ کے التفات سے فنا فی اللہ (کے کپڑے میں) لپٹا ہوا ہے اور نور ذات میں غرق ہے۔ ان جملہ انوار کی تجلّیات کے باوجود صاحب دل ہمیشہ اشتیاق میں مشاہدہ کا پیاسا ہوتا ہے۔ اور یقین و اعتبار کے ساتھ دیدار پروردگار سے مشرّف ہوتا ہے۔ اور اس کی طرف متوجّہ ہوتا ہے۔ اس کا دل زندہ ہوتا ہے اور وہ کھلم کھلا مشاہدہ کرتا ہے۔

بیت

دل معراج تک لے جانے والا براق اور دُلدل ہے۔ جس نے دل کو پا لیا، وہ صاحب نظر ہو گیا۔

دل ملک وسیع است۔ هر ملک در دل گنجد و دل در هیچ ملک نگنجد از روی عظمت، مگر طالب مرید قادری را کہ جس دل جنبد، باحضوری مشاہدۂ جمال است و دیگر طریقہ طالب مرید دم بستہ پر خطرہ خام خیال است و دیگر طریقہ ھا مثل چراغ و طریقۂ قادری مثل آفتاب است۔ چراغ را چہ قدرت است کہ پیش آفتاب دم زند، کشتہ شود۔

ابیات

دل کہ جنبد می جنباند عرش را	دل کہ جنبد می رساند با خُدا
دل کہ جنبد نفس آن گردد فنا	دل کہ جنبد با ایمان و با حیا
دل کہ جنبد می نماید کبریا	دل کہ جنبد شُد مشرّف با لِقاء
دل کہ جنبد نور رحمت با صفا	دل کہ جنبد یافت مجلس مصطفیٰؐ
دل کہ جنبد باز دارد از ھوا	دل کہ جنبد با رفاقت رہنما
نیست جنبش دل کہ تُو فہمیدہ ای	اہل دل با عین اللہ دیدہ ای
ذکر توفیق است توحید از خدا	ذاکران دائم بہ مجلس انبیاءؑ

دل ایک وسیع ملک ہے، جس میں باقی تمام ممالک سما سکتے ہیں۔ لیکن دل عظمت کی وجہ سے کسی ملک میں نہیں سما سکتا۔ مگر طالب مرید قادری کا دل جب جس میں آ کر جنبش کرتا ہے، تو اسے جمال الٰہی کا مشاہدہ اور حضوری حاصل ہوتی ہے۔ اور دوسرے طریقے کا طالب مرید جب دم بند کرتا ہے، تو ہمیشہ خام خیالی میں خطرات سے دوچار ہوتا ہے۔ اور دوسرے طریقے بمنزلہ چراغ ہیں اور قادری طریقہ آفتاب کی طرح ہے۔ اور چراغ کی کیا مجال ہے کہ آفتاب کے سامنے دم مارے۔ اگر دم مارے گا، تو بجھ جائے گا۔

ابیات

دل جب جنبش کرتا ہے، تو عرش کو ہلا دیتا ہے۔ اور دل اپنی جنبش سے خدا تک پہنچا دیتا ہے۔

دل جب جنبش کرتا ہے، تو نفس فنا ہو جاتا ہے۔ دل کی جنبش ہی سے ایمان اور حیا حاصل ہوتی ہے۔

دل کی جنبش سے اللہ تعالیٰ کا دیدار ہوتا ہے۔ اور دل کی حرکت سے لقاء کے ساتھ مشرف ہوتا ہے۔

دل کی حرکت سے نور رحمت اور صفائی حاصل ہوتی ہے۔ اور مجلس مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ملتی ہے۔

دل کی جنبش ہوا و ہوس سے باز رکھتی ہے۔ اور اسی سے راہ خدا کی رفاقت اور رہنمائی میسر آتی ہے۔

دل کی یہ حرکت نہیں، جو تو سمجھ رہا ہے۔ اہل دل اللہ کی عین ذات کا دیدار کرتے ہیں۔

ذکر (دل) توفیق الٰہی اور توحید سے حاصل ہوتا ہے۔ ذاکر ہمیشہ انبیاء کی مجلس میں حاضر رہتے ہیں۔

مدح شاہ جیلان

بہر طریقہ و خانوادہ کہ دولت و نعمت رسید از حضرت شاہ عبدالقادر جیلانی قدّس اللہ سرّہٗ العزیز رسید۔ ھر کہ از قادری منکر شود، فی الدّنیا والآخرۃ مردود بُود۔

ابیات

ھر طریقہ خانوادہ شُد غلام   بامریدی جان فدایش ھر دوام

نقش بندی راچہ قدرت دم زند   از طریقۂ قادری طالب شود

اہل چشتی خواجگان ہم خاک پا   سہروردی از غلامان با صفا

ھر کہ از بندۂ خدا امت نبیؐ   خاک بوسی میکند با قادری

قول حضرت شاہ محی الدّین قدّس اللہ سرّہٗ العزیز:

قَدَمِیْ هٰذِهٖ عَلٰی رَقَبَةِ كُلِّ وَلِیِّ اللّٰهِ[1] ط

بیت

پای حضرت پیر بر گردن ولی   مثل سجدہ مُو در آورد حکم از نبیؐ

طریقۂ خاصہ حضرت پیر دستگیر فنافی اللہ ذات کہ ابتداء انتہاء نجات۔ حیات

۱۔ قول پیران پیر حضرت شیخ سیّد عبدالقادر جیلانیؒ

مدح شاہ جیلانؒ

ہر طریقے اور خانوادے کو جو باطنی دولت اور نعمت حاصل ہوئی ہے، وہ حضرت شاہ عبد القادر جیلانی قدس اللہ سرّہٗ العزیز کے وسیلے سے عطا ہوئی ہے۔ جو قادری طریقے کا منکر ہے، وہ دنیا اور آخرت میں مردود ہے۔

ابیات

ہر طریقہ اور ہر خانوادہ طریقۂ قادری کا غلام ہے۔ اور ہمیشہ مرید بن کر جان قربان کرتا ہے۔

نقشبندی کی کیا طاقت اور قدرت ہے کہ اس کے سامنے دم مارے۔ وہ تو طریقۂ قادری کا طالب ہوتا ہے۔

خواجگان چشت بھی اس طریقہ کے خاک پا ہیں اور سہروردی طریقے والے اس کے باوفا غلام ہیں۔

جو بھی اللہ کا بندہ اور نبیؐ کی امت میں سے ہے، وہ قادری طریقے والوں کی خاک بوسی کرتا ہے۔

حضرت شاہ محیّ الدّین قدس اللہ سرّہٗ العزیز کا (یہ مشہور) قول ہے:

"میرا قدم جملہ اولیاء اللہ کی گردن پر ہے۔"

بیت

حضرت پیر دستگیرؒ کا پاؤں ہر ولی کی گردن پر ہے۔ اور نبی کریمؐ کے حکم سے (ہر ولی) سجدہ کی طرح (ان کے سامنے) گردن جھکاتا ہے (یعنی ان کی تعظیم بجالاتا ہے)۔

حضرت پیر دستگیرؒ کا طریقہ خاص فنا فی اللہ ذات کا طریقہ ہے۔ اس کی ابتداء اور انتہاء ذریعۂ نجات اور باعث حیات ابدی ہے۔ حضرت پیر دستگیرؒ کے طالب مرید ولی اللہ کی

طالب مرید اولیاء اللہ متبرکات کرامات حضرت پیر دستگیر بامتصل معجزات تا ابد الاباد لازوال کہ بامعرفت حق وصال و آنچہ حالات کرامات مینماید کسی یافتہ معجزۂ محمد صلّی اللہ علیہ و آلہٖ وسلّم تصرف از گنج محمد صلّی اللہ علیہ و آلہٖ وسلّم۔

ابیات

ھرکہ از خود گفت باشد ہرزہ‌وا — این حقیقت یافتم از مصطفیٰؐ

قادری را سہ مراتب سہ نشان — باعیان و لامکان و جان فشان

میدانند ھرکہ عارف عاقل است قادری باشعور، مطالعہ ازین کتاب بی شک میشود حضور و اگر طالب مرید قادری مؤکل فرشتگان میبرد برچشمۂ آب حیات در ظلمات۔ اگر نور شد از خلق گم شود و دوام سیر سفر بر خضر علیہ السّلام۔ فقیر عارف ولی اللہ را در معرفت، فقر، توحید، چہار منصب است بچہار تصرف توفیق۔ یکی منصب علم دعوت کہ دریکدم کار بستہ دم را بعد از کار مشکل کشای بکشاید۔ دوم منصب فقیر را بذکر دوام فکر مدام بہ مجلس ہمیشہ محمد الرسول اللہ پیغام آورد برد۔ سیوم منصب باطن در معرفت مشاہدہ بہمہ نظر اللہ منظور۔ بالہام مع اللہ ھر سخن باذکر مذکور۔ گاہی غرق فنافی اللہ مست کہ مستی ہوشیاری و خواب بیداری انوار تماشہ بین بیداری۔

اَلْعَمَلُ وَالتَّعْظِيْمُ لِاَمْرِ اللّٰهِ وَالشَّفْقَةُ عَلٰى خَلْقِ اللّٰهِ ط

تَخَلَّقُوْا بِاَخْلَاقِ اللّٰهِ تَعَالٰى [1] ط

چہارم منصب اُو تلقین ارشاد محک است۔ طالب صادق را نگہدارد کہ طالب حق

۱۔ الحدیث

متبرک کرامات لازوال طور پر ابد الاباد تک معجزات کے ساتھ ساتھ رونما ہوتی ہیں اور ان کو حق کی معرفت اور وصال حاصل ہے۔ اور وہ جو کمالات اور کرامات دکھاتے ہیں، ان کو یہ گنج تصرف حضرت محمد مصطفیٰ صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم سے حاصل ہوئے ہیں۔

ابیات

جو کوئی اپنی طرف سے کوئی دعویٰ کرتا ہے۔ وہ اپنی نفسانی خواہشات کے تحت کرتا ہے، مگر میں نے یہ حقیقت محمد مصطفیٰ صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم سے پائی ہے۔

قادری کو تین مراتب اور تین نشانیاں حاصل ہیں۔ وہ بظاہر لامکان تک رسائی رکھتا ہے اور جان قربان کرتا ہے۔

جاننا چاہیے کہ جو طالب قادری عارف عاقل اور باشعور ہے، وہ اس کتاب کے مطالعہ سے بلاشبہ حضور تک پہنچ جاتا ہے۔ اور اگر طالب مرید قادری کو مؤکل اور فرشتے ظلمات میں چشمۂ آب حیات پر لے جائیں۔ وہاں اس پر اگر نور جلوہ گر ہو، تو وہ طالب خلقت سے گم ہو جاتا ہے اور ہمیشہ خضر علیہ السّلام کی طرح سیر و سفر میں رہتا ہے۔ فقیر عارف ولی اللہ کے لیے معرفت، فقر اور توحید میں چار منصب اور چار طرح کے تصرف کی توفیق حاصل ہے۔ ایک منصب علم دعوت کا ہے۔ جس کے ذریعے ایک ہی لحظہ میں تمام مشکلات آسان ہوجاتی ہیں۔ دوسرا منصب فقیر کا دائمی ذکر و فکر ہے، جس سے وہ ہمیشہ مجلس محمدی صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم سے پیغام لاتا اور لے جاتا ہے۔ تیسرا منصب یہ ہے کہ باطن میں اسے معرفت اور مشاہدہ حاصل ہوتا ہے۔ اور اللہ کی نظر میں وہ منظور و مقبول ہوتا ہے۔ اور اللہ کے ساتھ الہام کے ذریعے ہربات اور ذکر مذکور کرتا ہے۔ اور کبھی غرق فنا فی اللہ ہو کر ایسا مست اور مدہوش ہوتا ہے کہ اس کی مستی و ہوشیاری اور سونا جاگنا سب کچھ انوار کے مشاہدے سے ہوتا ہے۔ "عمل اور تعظیم اللہ تعالیٰ کے حکم سے ہو اور اللہ تعالیٰ کی مخلوق پر شفقت کرے۔" چنانچہ اس منصب میں طالب "اللہ تعالیٰ کے اخلاق پیدا کر لو" کے مصداق ہو جاتا ہے۔

چوتھا تلقین اور ارشاد کا منصب ہے، جو بمنزلہ کسوٹی کے ہے۔ وہ طالب صادق کا

است و طالب کاذب را بگذارد کہ طالب باطل است۔ این ھر چہار منصب در طریقہ و چہار روز سبق میدھد۔ مرشد کامل را در ھر چہار تصرف بسیار است۔ تصور و جمیعت بی شمار است۔ و توجہ کلی تفکر بتمامیت از حد زیادہ کار است۔ مرتبہ عاشق نظار است۔

ابیات

طالب ترا گردن زنم سر پیش نہ ‎ ‎ دم مزن گر صافی و سر جان بدہ

طالبا بی سر بیا جانب خدا ‎ ‎ خوش ببین دیدار اللہ شُد لِقا

طالب خود پسند بحضور مرشد سالہا سال، از بی ادبی محروم معرفت وصال۔ بر زبان خدمت شمار۔ قال طالب طامع[1] مثل حضرت ملک الموت مرشد را جانگیر است کہ در قید نفس اسیر است۔ حکایت باشکایت پیش پیر است۔

بیت

طالبا گر صادقی از من بخواہ ‎ ‎ تا تُرا بخشش کنم قرب اِلٰہ

کامل مرشد منصب نصیب بتوجہ عطا کند علم معرفت اللہ، حضوری سینہ بسینہ و نظر بانظر و قلب باقلب و روح باروح و سِر باسِر۔ ازین توجہ تلقین بالیقین طالب روشن ضمیر، لایحتاج، بر کونین امیر یک مرتبہ بمرتبہ اِذَاتَمَّ الْفَقْرُ فَهُوَ اللّٰهُ[2] ط فنافی اللہ فقیر۔

۱۔ نسخہ خطی عقل بیدار (اہموں فقیر)، ص ۱۴۳: طامع

۲۔ نقل از مرغوب القلوب ص ۱۸، و انیس الطالبین از حضرت خواجہ بہاء الحق و الدین نقشبندیؒ، ص ۲۳

خیال رکھتا ہے۔ کیونکہ وہ حق کا طالب ہے اور جھوٹے طالب کو خیر باد کہہ دیتا ہے، کیونکہ وہ باطل کی طلب میں ہوتا ہے۔ یہ چاروں منصب طریقہ قادری میں پہلے چار دنوں میں حاصل ہو جاتے ہیں۔ کامل مرشد ان چاروں مناصب پر پوری طرح متصرف ہوتا ہے۔ اسے تصور اور جمیعت بے شمار حاصل ہوتی ہے۔ اس میں مکمل توجہ اور تفکر کامل حد سے زیادہ درکار ہے۔ اگر کسی طالب کو یہ حاصل ہے، تو وہ عاشق کے مرتبہ میں صاحب نظارہ ہوتا ہے۔

ابیات

اے طالب! اگر میں تیری گردن ماروں، تو بھی سر رکھ دے۔ اگر تو طالب صادق ہے، تو دم نہ مار اور سر و جان قربان کر دے۔

اے طالب! خدا کی بارگاہ میں سر کٹا کر بغیر سر کے اللہ کی طرف چل۔ پھر اللہ کا دیدار اور لقاء بڑی خوشی سے دیکھ۔

خود پسند طالب مرشد کے حضور سالہا سال تک رہتا ہے۔ مگر اپنی بے ادبی کے باعث معرفت اور وصال سے محروم رہتا ہے۔ بہت زیادہ زبان پر پیر کی خدمت کا شمار کرتا ہے۔ اور قیل و قال کرتا ہے۔ لالچی ہوتا ہے۔ اور ملک الموت کی طرح مرشد کی جان کے پیچھے پڑ جاتا ہے۔ ایسا طالب نفس کی قید میں اسیر ہوتا ہے۔ اور (ہمیشہ) پیر کے سامنے شکوہ شکایت کرتا رہتا ہے۔

بیت

اے طالب! اگر تو سچا ہے۔ تو مجھ سے طلب کر۔ تاکہ تجھے قرب خداوندی بخش دوں۔

مرشد کامل اور صاحب منصب مرشد توجہ سے طالب کو علم معرفت الٰہی اور حضوری سینہ بسینہ، نظر بانظر، قلب باقلب، روح باروح، اور سِر باسِر، عطا کر سکتا ہے۔ اس توجہ اور تلقین بالیقین سے طالب روشن ضمیر اور لاپرواہ ہو جاتا ہے۔ دونوں جہانوں پر غلبہ حاصل کر لیتا ہے اور فقر کے انتہائی مقام اور ایک ہی دفعہ فنا فی اللہ کے مرتبہ پر پہنچ جاتا ہے۔

شرح انتقال

انتقال در طریقت یک مرتبہ است از سکر حال و احوال نیز مُوْتُوْاقَبْلَ اَنْ تَمُوْتُوْا[1] فیض فضل نعم البدل ازان روز اَلَسْتُ۔ بعضی طالب از مرتبۂ انتقال برسد بمعرفت وصال۔ بعضی طالب از مرتبۂ انتقال در شرک کفر مردود زوال۔ آنچہ از مخلوق می بینی خدوخال، زلف، حسن مثل معشوق طفل معصوم ویا آنکہ امرد عکس معکوس کودک حور قصور بہشت بہار انوار مثل بستہ بود۔ آن دیدار پروردگار نیست و آنچہ می بینی باتصور اسم اللہ ذات باتوفیق دیدار تحقیق بی مثال معرفت قرب حضور اللہ دیدار پروردگار، بروی خاص ترا یقین اعتبار نیست۔ اگر این چنین طالب مرید را تمام قرآن مجید، تفسیر، احادیث، قول مشائخ پیر مرشد فرماید طالب بی یقین بی دین را اعتبار و اعتقاد نیاید۔ آنرا چہ علاج است؟ پیر مرشد باتوفیق باطنی مجلس محمد الرسول اللہ صلّی اللہ علیہ و آلہٖ وسلّم ویا آنکہ در مجلس شاہ محیّ الدین ولی اللہ طالب مرید را بحضور میبرد و از حضرت محمد الرسول صلّی اللہ علیہ و آلہٖ وسلّم ویا از حضرت شاہ محیّ الدین پیر دستگیر تلقین باتاثیر میفرماید۔ طالب از مرتبۂ مردود بگذرد و برسد بمرتبۂ محبوب، حاصل گردد جملہ مقصود، پیر مرشد چنین باتوفیق باید۔ ناقص مرشد ہیچ کار نیاید۔ جائیکہ دیدار لاہوت لامکانست راز است۔ نہ آنجا سرود نہ آواز است۔ نہ آنجا صوم نہ صلوٰۃ، نہ حج خانہ کعبہ، نہ زکوٰۃ، نہ مقام نہ درجات۔ فنا فی اللہ، بعینہٖ عین نور اللہ ذات لازوال۔ اینست مرتبۂ حضور، معرفت فنا بقا باللہ، وصال لازوال۔

---

[1] ۔ کتاب شرح برزخ

شرح انتقال

انتقال طریقت میں ایک مرتبہ ہے جو سکر کے حال و احوال پر مشتمل ہے۔ اور جو نیز "مرنے سے پہلے مرجاؤ" کے فیض فضل سے نعم البدل کے طور پر اس روز الست سے حاصل ہوتا ہے۔ بعض طالب مرتبۂ انتقال سے معرفت وصال تک پہنچ جاتے ہیں۔ اور بعض طالب مرتبۂ انتقال سے کفراور شرک میں مبتلا ہو کر مردود ہو جاتے ہیں اور رو بہ زوال ہوتے ہیں۔ تو جو مخلوق میں خدوخال، زلف اور حسن کمسن معصوم معشوقوں میں دیکھتا ہے۔ یا جوان بے ریش لڑکوں کا خوبصورت عکس، حور و قصور اور بہشت بہار کے جلوے تجھے نظر آتے ہیں اور اس سے انوار الٰہی کی مثال پیش کی جاتی ہے، تو یہ پروردگار کا دیدار نہیں۔ لیکن جب تو تصور اسم اللہ ذات کی توفیق سے بلا شبہ بے مثال معرفت، قرب خداوندی، حضور اور پروردگار کا دیدار کرتا ہے، اس پر تجھے خاص یقین اور اعتبار نہیں آتا۔ اگر ایسے طالب مرید کو مرشد تمام قرآن مجید، تفسیر، احادیث اور اقوال مشائخ سنا دے، تو بھی بے یقین اور بے دین طالب کو یقین اور اعتبار نہیں آتا۔ اس کا کیا علاج ہے؟ (اس کا علاج یہ ہے کہ) پیر و مرشد باطنی توفیق سے طالب مرید کو مجلس محمدی صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم یا مجلس شاہ محیّ الدین قدس سرہ، العزیز میں حاضر کرے۔ اور حضرت محمد مصطفیٰ صلّی اللہ علیہ و آلہٖ وسلّم اور حضرت شاہ محیّ الدین پیر دستگیرؒ اسے موثر تلقین فرمائیں، تو طالب مردودیت کے مقام سے گزر کر محبوبیت کے درجے میں آ جاتا ہے۔ اور تمام مقصود حاصل ہو جاتا ہے۔ مرشد ایسا باتوفیق ہونا چاہیئے۔ اور مرشد ناقص کسی کام کا نہیں ہوتا۔ جہاں لاہوت اور لامکان میں دیدار ہوتا ہے، وہ ایک راز ہے۔ اس جگہ نہ نغمہ ہے، نہ آواز ہے۔ نہ نماز ہے۔ نہ روزہ ہے اور نہ خانہ کعبہ کا حج، نہ زکوٰۃ ہے اور نہ وہاں مقامات و درجات ہیں۔ وہاں صرف فنا فی اللہ اور بعینہٖ اللہ تعالیٰ کی ذات کا لازوال نور ہے۔ یہ ہے حضوری، معرفت فنا اور بقا باللہ اور

بیت

هر که طالب حق لقا یابد لقاء   هر که منکر حق لقا کفر از هوا

بشنو! راه مردان اِلٰہ باتوفیق است۔ طالب دیدار بی سر بود که بستر اسرار۔

ابیات

گر تو خواہی دیدن رویت خدا   سر ز گردن کن جدا بیند لقاء

بی زبان ہم سخن بیند باعیان   مرتبۂ لاہوت اینست لامکان

سر بریدہ بی سری طالب بیا   بعد ازان دیدن خدا برتو روا

این چنین مراتب غرق است۔

قَوْلُهٗ تَعَالٰی:۔

وَاذْكُرْ رَّبَّكَ اِذَا نَسِيْتَ [1]

قَالَ النَّبِيُّ عَلَيْهِ السَّلَامُ:۔

مَشْيٌ عَنِ الرَّاسِ بِدُوْنِ الْاَقْدَامِ [2]

اینست مراتب فقر تمام۔

اِذَا تَمَّ الْفَقْرُ فَهُوَ اللّٰهُ [3]

دیدار اللہ تعالیٰ را از کدام علم گواہ است۔ از تصور اسم اللہ ذات الالہام وحی النفس عن اللہ الالہام، وحی القلب عن اللہ الالہام، وحی الروح عن اللہ الالہام، وحی السر عن اللہ الالہام، نفس قلب، روح، سر باتوفیق الٰہی از تصور اسم اللہ ذات میگردد نور۔ طالب شد مشرف بدیدار حضور۔ اینست مراتب باطن معمور، وجود مغفور۔

۱۔ سورہ الکہف، ۱۸: ۲۴   ۲۔ الحدیث

۳۔ انفاس العارفین از حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ و انوار غوثیہ

وصال لازوال کا مرتبہ۔

جو کوئی حق کی لقاء کا طالب ہے، وہ لقاء پاتا ہے۔ (اور) جو کوئی حق کی لقاء کا منکر ہے، وہ کفر اور نفسانی خواہشات میں مبتلا ہے۔

(غور سے) سن لو! مردان الٰہی کا راستہ باتوفیق ہے۔ طالب دیدار کو سر کٹوا کر اسرار (الٰہی) حاصل ہوتے ہیں۔

ابیات

اگر تو خدا کا دیدار کرنا چاہتا ہے، تو سر کو گردن سے جدا کرا کر اللہ کا دیدار کر لے۔

یہاں بغیر زبان ہلائے بات ہوتی ہے اور واضح طور پر نظر آتا ہے۔ یہ لاہوت لامکاں کا مرتبہ ہے۔

اے طالب (صادق)! اللہ کی راہ میں سر کٹا کر آ جا۔ اس کے بعد خدا کا دیدار تیرے لیے جائز ہے۔ یہ مراتب دیدار الٰہی میں مستغرق ہونے سے حاصل ہوتے ہیں۔

ارشاد خداوندی ہے:

"جب تو بھول جائے، تو اپنے رب کو یاد کر۔"

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا:

"اللہ کی طرف سر کے بل بغیر قدم اٹھائے چلو۔"

یہ فقر تمام کے مراتب ہیں۔

"جب فقر اپنی انتہاء کو پہنچتا ہے، تو وہی اللہ ہوتا ہے۔"

اللہ کے دیدار کی گواہی کس علم سے ہوتی ہے؟ تصور اسم اللہ ذات کے ذریعے۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے نفس کو، قلب کو، روح کو اور سرّ کو الہام ہوتا ہے۔ اور اسی الہام سے نفس، قلب، روح اور سرّ توفیق الٰہی کے سبب تصور اسم اللہ ذات سے (سراسر) نور ہو جاتے ہیں۔ اور طالب دیدار اور حضور سے مشرف ہوتا ہے۔ یہ ہیں باطن معمور اور وجود مغفور کے مراتب۔

قَوْلُهٗ تَعَالٰی:-

لِيَغْفِرَ لَكَ اللّٰهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكَ وَمَا تَاَخَّرَ [1] ط

نیز شرح انتقال بعضی طالب در طریقت می بیند تجلّہ از شیطان مُردار و میگوید دیدار معرفت۔ وسیلۂ دیدار موت است کہ از پل صراط معرفت موت سلامتی بگذراند، دوست بادوست برساند۔

قَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ:-

اَلْمَوْتُ جِسْرٌ يُّوْصِلُ الْحَبِيْبَ اِلَى الْحَبِيْبِ لَا يَخَافُ الْحَبِيْبُ اِلَى الْحَبِيْبِ لَا يُعَذِّبُ الْحَبِيْبُ اِلَى الْحَبِيْبِ [2] ط

این چنین مراتب را مُوْتُوْا قَبْلَ اَنْ تَمُوْتُوْا [3] ط گویند۔ بعضی انتقال آنرا گویند کہ شخص مردود دیگریکہ قائم مقام بعد از ممات زاید۔ میگویند کہ ارواح درتن جثۂ نو دمیدہ و یا آنکہ سجادہ نشیند درآید۔ اکثری بدین طریق فرقہ را اہل اوتار، کفار، مشرک اہل نار خوار۔ از رسم رسوم ازین بدمذہب ہزار بار استغفار۔ امّا اصل انتقال وصل است۔ از آنکہ فقیر اولیاء اللہ بعد از ممات انتقال ترقّی و سیر مرتبۂ عروج بلند ترگردد و بعضی را انتقال موت و بعضی را انتقال مراقبہ و بعضی را انتقال باعیان و بعضی را انتقال خواب و بعضی را انتقال استغراق۔ اولیاء اللہ دریکدم ہزار احوال آگاہ مراتب در مرتبۂ لَا اِلٰهَ و گاہ در مرتبۂ اِلَّا اللّٰهُ و گاہ در مرتبۂ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ آلِهٖ وَسَلَّمَ و گاہی در مرتبۂ نُور حضور است۔ انتقال جثۂ مماتی قبر دیگر

۱۔ سورہ الفتح، ۴۸: ۲

۲۔ حبان بن اسود: شرح الصدور بشرح حال الموتٰی و القبور مصنف علامہ سیوطی، ص ۲۱

۳۔ کتاب شرح برزخ

ارشاد خداوندی ہے:

"اللہ تعالیٰ تیرے اگلے اور پچھلے گناہ بخش دے گا۔"

نیز شرح انتقال یہ ہے کہ بعض طالب راہ طریقت میں شیطان مردود کی طرف سے شیطانی تجلّی دیکھتا ہے اور کہتا ہے کہ یہی معرفت اور دیدار ہے۔ دیدار کا وسیلہ موت ہے کہ معرفت کے پل صراط سے موت کے ذریعے صحیح و سلامت گزار دیا جاتا ہے اور دوست سے دوست مل جاتا ہے۔

ارشاد نبوی صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم ہے:

"موت ایک پل ہے، جو دوست کو دوست سے ملاتا ہے۔ حبیب، حبیب سے نہیں ڈرتا اور حبیب، حبیب کو عذاب نہیں دیتا۔"

ان مراتب کو "موت سے پہلے مرجاؤ" کہتے ہیں۔ بعض اسے انتقال کہتے ہیں۔ کہ مردہ شخص کا موت کے بعد ایک قائم مقام پیدا ہوتا ہے۔ اور روح دوبارہ[1] کسی جسم میں داخل ہوتی ہے اور مردہ شخص کی جگہ لے لیتی ہے۔ اس طریق کے فرقہ کو اہل اوتار، کفار، مشرک اور ذلیل اہل نار کہتے ہیں۔ ان بدمذہبوں کے رسم و رواج سے ہزار بار استغفار پڑھنا چاہیے۔ لیکن اصل انتقال یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کا وصال حاصل ہو۔ اس لیے کہ فقیر اولیاء اللہ کو موت اور انتقال کے بعد طیر سیر اور بلند مراتب تک ترقّی ملتی ہے۔ اسی طرح بعض کو انتقال کا درجہ موت سے اور بعض کو مراقبہ سے، بعض کو عیاں طور پر اور بعض کو خواب میں اور بعض کو استغراق میں حاصل ہوتا ہے۔ اور اولیاء اللہ ایک لحظہ میں ہزار احوال سے آگاہ ہو جاتے ہیں۔ گاہے وہ لَا اِلٰهَ کے مرتبے میں اور کبھی اِلَّا اللّٰهُ کے مرتبے میں اور گاہے محمد رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے

۱۔ اس انتقال سے مراد آواگون یعنی تناسخ ہے۔ اہل ہنود میں یہ ایک مشہور عالم عقیدہ پایا جاتا ہے کہ جب آدمی مرجاتا ہے، تو اس کی روح کسی دوسرے جسم میں داخل ہو کر دوبارہ اس دنیا میں اپنے اچھے برے اعمال کے نتیجے میں آ جاتی ہے۔ اگر اعمال اچھے ہیں، تو روح اچھے جسم میں داخل ہو کر دوبارہ اس دنیا میں آ جاتی ہے۔ اسی طرح ایک روح چوبیس ہزار مرتبہ مختلف اجسام میں داخل ہو کر اس دنیا میں بار بار جنم لیتی ہے۔

است وانتقال حیاتی دیگراست وانتقال باقرب باتصور ذاتی دیگراست۔ انتقال نفس و قلب و روح و سِرّ۔

ابیات

انتقالش می شود صد انتقال — کی شناسد این مراتب را جہل
ھرکہ بگذرد انتقالش ہم ز قال — نور برسد اینست نور لازوال
ذکر حق با حق بَوَد حق حق نماء — روز اوّل از ذکر شُد اولیاء

از طالبان صادق قحط تمام۔ ھریک طالب را اعلام طالب حق را سوگند خدا و رسولؐ خدا است کہ آنچہ مطالب از من طلب کند۔ مرا سوگند است بمطالب نرسانم کہ در طریقۂ قادری ہمہ توفیق قدرت دارم۔

ابیات

ہیچ طالب را ندیدم در جہان — ھرکہ طالب میشود دشمن بجان
اوّلاً طالب بود مثل غلام — بعد ازان دشمن شود شیطان تمام

قَوْلُهٗ تَعَالٰی:

يٰبَنِيْٓ اٰدَمَ اَنْ لَّا تَعْبُدُوا الشَّيْطٰنَ ۚ اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ [1] ط

این چنین طالب کلب۔

قَالَ النَّبِيُّ عَلَيْهِ السَّلَامُ:

لَا تَتْرُكُوا الدُّرَّ فِيْ فَوَاهِ الْكَلْبِ [2] ط

۱۔ سورۃ یٰسین، ۳۶: ۶۰ ۲۔ الحدیث

مرتبے میں اور گاہے نُور حضور کے مرتبے میں ہوتے ہیں۔ جسم کا انتقال کر کے قبر میں جانا ایک الگ انتقال ہے اور انتقال حیاتی اور تصور ذاتی اور قرب خداوندی کا انتقال الگ ہے۔ اور نفس، قلب، روح اور سِرّ کا انتقال الگ ہے۔

ابیات

اس کا انتقال ایک مرتبہ نہیں، سو مرتبہ انتقال ہوتا ہے۔ جاہل لوگ ان مراتب کو نہیں سمجھ سکتے۔ جو کوئی انتقال کر جاتا ہے، وہ قال سے بھی گزر جاتا ہے۔ وہ ذاتی نور تک پہنچ جاتا ہے، جو لازوال ہے۔ حق کا ذکر حق کی توفیق سے ملتا ہے۔ اور حق ہی حق کو دکھاتا ہے۔ اور ذکر کرنے والا حق کے ذکر سے پہلے ہی دن ولی اللہ بن جاتا ہے۔

طالبان صادق کا مکمل قحط ہے، ورنہ میرا ہر طالب کے لیے یہ اعلان ہے کہ طالب حق کو خدا اور اس کے رسولؐ کی قسم ہے کہ وہ اپنے مطالب مجھ سے طلب کرے اور اگر میں اس کو اس کے مقاصد اور مطالب تک نہ پہنچاؤں، تو مجھے قسم ہے، کیونکہ میں طریقۂ قادری میں مکمل توفیق اور پوری قدرت رکھتا ہوں۔

ابیات

میں نے دنیا میں کسی طالب کو نہیں دیکھا، جو طالب بھی ہو اور جان کا دشمن بھی ہو۔ طالب پہلے غلام کی شکل ہوتا ہے۔ اس کے بعد وہی طالب مکمل شیطان بن کر دشمن ہو جاتا ہے۔

ارشاد خداوندی ہے:

"میں نے نہ کہہ رکھا تھا تم کو اے آدم کی اولاد! کہ تم ہرگز شیطان کی پیروی و پرستش نہ کرنا، وہ تمہارا کھلم کھلا دشمن ہے۔"

ایسا شیطان صفت طالب بمنزلہ کتّے کے ہے۔

نبی اکرم صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا:

"کتّے کے منہ میں موتی نہ دو۔"

اہل حضور قادری طالبان را راہ از حضور کشاید و با عین حضور بناید۔

ابیات

ھر کہ می بیند بَوَد دائم حضور ھر طعامی در شکم اُو گشتہ نُور
راہ دیدار است دگر گمراہ تر چشم از برای دید دیدارش نگر
چشم بینائی بود چشم گواہ با گواہی شد ادا چشم نگاہ
گر کور را صد بار بنمایم لقاء کور مادر زاد کی بیند خدا
ھر کہ می بیند نہ آید زو آواز گو کہ از جان مُردہ آن بردہ راز

حدیث شریف

مَنْ عَرَفَ رَبَّهٗ فَقَدْ كَلَّ لِسَانُهٗ [1] ط

ابیات

فرض واجب سنّت و ہم مستحب جملہ را کردم حضوری راز رب
این نماز دائمی را نگہدار با نماز وقت باشی ہوشیار

حدیث

مَنْ لَّمْ يُؤَدِّ فَرْضَ دَائِمٍ لَمْ يَقْبَلِ اللّٰهُ مِنْهُ فَرْضَ الْوَقْتِ [2] ط

۱۔ حدیث نقل از شرح شیخ فرید الدین عطار
۲۔ الحدیث

اہل حضور قادری مرشد طالبوں کو حضوری کی راہ منکشف کرتے ہیں اور عین حضوری کا مشاہدہ کراتے ہیں۔

ابیات

جو کوئی اس کا دیدار کرتا ہے، وہ ہمیشہ حضور میں رہتا ہے۔ اور جو خوراک اس کے پیٹ میں جاتی ہے، وہ نور ہو جاتی ہے۔
دیدار کا راستہ یہی ہے۔ باقی راستے زیادہ گمراہ کرنے والے ہیں۔ آنکھ دیدار کے لیے ہے۔ اس سے دیدار کرنا چاہیے۔
آنکھ سے دیکھنے والا چشم دید گواہ ہوتا ہے۔ گواہی کے لیے آنکھ سے دیکھنا ضروری ہے۔
اگر میں اندھے کو سو بار بھی دیدار و لقاء کراؤں، تو مادر زاد اندھا دیدار باری تعالیٰ کب کر سکتا ہے؟
جو کوئی دیدار کرتا ہے، وہ خاموش رہتا ہے۔ وہ گویا اپنی جان سے گزر کر راز پا لیتا ہے۔

حدیث

جس نے اپنے رب کی معرفت حاصل کر لی۔ پس اس کی زبان گونگی ہو گئی۔

ابیات

فرض، واجب، سنّت تمام کو حتیٰ کہ مستحب کو بھی میں نے اللہ کی حضوری میں راز کے طور پر ادا کر دیا ہے۔ اس دائمی نماز کی (ہمیشہ) حفاظت کر، تاکہ تو وقتی نماز کے لیے بھی ہوشیار رہے۔

حدیث

"جو شخص فرض دائمی کو ادا نہیں کرتا،
اللہ تعالیٰ اس کے فرض وقتی کو قبول نہیں کرتا۔"

پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: "جو شخص فرض دائمی کو ادا نہ کرے، خداوند

فرمودہ پیغمبر صاحب صلّی اللہ علیہ و آلہٖ وسلّم: ھر کہ ادا نکند فرض دائمی را، خدای تعالیٰ قبول نکند فرض وقتی اُورا۔

حدیث

لَاصَلٰوةَ اِلَّا بِحُضُوْرِ الْقَلْبِ[1] ط

عارفان را وقت نماز مشاهدات انوار بحضور دیدار اللہ۔ در دل نُور پیدا و هویدا گردد۔

حدیث

اَلصَّلٰوةُ مِعْرَاجُ الْمُؤْمِنِيْنَ[2] ط

۱۔ کیمیای سعادت از امام غزالیؒ

۲۔ انوار غوثیہ از فقیر محمد امیر شاہ قادری گیلانی، لاہور، ۱۹۷۶ ص ۳۴۶

تعالیٰ اس کے فرض وقتی کو قبول نہیں کرتا ہے۔"

حدیث

"حضوری قلب کے بغیر نماز نہیں ہوتی۔"

عارفوں کو نماز کے دوران حضور سے انوار دید الٰہی کے مشاہدات ہوتے ہیں۔ اور ان کے دل میں ایک قسم کا نور پیدا اور ظاہر ہوتا ہے۔

حدیث

"نماز ایمان والوں کی معراج ہے۔"

شرح دم

دم طریق، دم توفیق، دم تحقیق، دم دریای عمیق، دم صدیق، دم تصدیق، دم غریق، دم زندیق۔ در یکدم رسد۔ ھریک دم را محقق تحقیق کند۔ صاحب یکدم آنست کہ روحانی ممات حیات ہژدہ ہزار عالم دریکدم بتوجہ جذب تصرّف آوردہ باتفکر تصور بردہ۔ شخصیکہ چنین کامل دم کہ کُلّ و جز دریکدم تمام عالم را بتوجہ فنا گرداند و تمام عالم را دریکدم بفیض بخش گنج رساند۔ آنرا دائرہ پُر کردن و حساب و عدد، دعوت خواندن احتیاج نماند۔ علم مثل سیم و زر نقد است و فقر معرفت مثل تیغ برہنہ فولاد۔ کاریکہ از تیغ میشود، از سیم و زر نمی شود۔ ولایت چند قسم است: ولایت باگنج عنایت ولایت عین عنایت بافضل فیض رحمت ہدایت ولایت بامطالعہ علم حکایت، ولایت دنیا پُر شکایت۔ ھریک ولایت از مرشد کامل قادری طالب صادق را باتلقین کشف نصیب گردد۔ توحید چند قسم است۔ جملہ توحید در یک توجہ۔ ھر وقت کہ متوجہ باخدا بود، خدای تعالیٰ میفرماید: یا اسعد عبدی! بخواہ آنچہ می خواہی زمن، برتو عطا کنم۔ ھر سخن از توجہ وہم او خالی نباشد۔ قبول اللہ تعالیٰ بااجازت محمد الرسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم۔

دم کی تشریح

حقیقت دم (سانس) یہ ہے کہ دم ہی طریق ہے، دم ہی توفیق ہے، دم ہی تحقیق ہے اور دم ہی گہرا سمندر ہے۔ دم ہی صدیق ہے، دم ہی تصدیق ہے، دم ہی غریق ہے اور دم ہی زندیق بھی ہے۔ ان مراتب تک انسان ایک لحظہ میں پہنچ جاتا ہے۔ انسان کو چاہئے کہ وہ ہر ایک دم کی تحقیق کرے۔ صاحب یکدم وہ ہے جو روحانی طور پر حیات و ممات اور اٹھارہ ہزار عالم کو ایکدم اور توجہ سے کامل تصور اور تفکر کے ساتھ جذب اور تصرّف میں لے آئے۔ ایسا کامل دم والا شخص کُل و جز، تمام عالم کو توجہ سے ایکدم میں فنا کر سکتا ہے۔ اور تمام دنیا کو ایک دم میں فیض کے خزانے بخش سکتا ہے۔ ایسے شخص کو دائرے پُر کرنے، اعداد کا حساب کتاب کرنے اور دعوت پڑھنے کی کوئی حاجت نہیں رہتی۔

علم کی مثال نقد سیم و زر کی طرح ہے اور فقر فولادی ننگی تلوار کی طرح ہے۔ جو کام تلوار سے ہوتا ہے، وہ سونے چاندی سے نہیں ہوتا۔ ولایت مختلف اقسام میں منقسم ہے۔ ولایت گنج عنایت کے ساتھ۔ ولایت عین عنایت اور فیض فضل، رحمت و ہدایت کے ساتھ۔ ولایت مطالعہ علم و حکایت اور ولایت دنیا پُر شکایت کے ساتھ۔ یہ ہر ایک ولایت مرشد کامل قادری سے طالب صادق کو تلقین اور کشف کے ساتھ نصیب ہوتی ہے۔ توحید کی بھی چند اقسام ہیں۔ تمام توحید ایک توجہ میں آ جاتی ہے۔ طالب جس وقت بھی اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہوتا ہے، تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: اے میرے نیک اور صالح بندے! مجھ سے مانگ جو کچھ تو چاہتا ہے۔ میں تجھے عنایت کروں گا۔ اس کی کوئی بات توجہ اور خیال سے خالی نہیں ہوتی۔ اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی اجازت سے اس کی ہر بات اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں قبول ہوتی ہے۔ حضوری[1] کے بہت

۱۔ حضوری کے لفظ کو حضرت سلطان باہوؒ نے اپنی اکثر تمام کتابوں میں استعمال (بقیہ اگلے صفحہ پر)

حضوری بسیار طریق است۔ شرف حضور نفس، شرف حضور روح، شرف حضور قلب، شرف حضور سِرّ، شرف حضور نُور چنانچہ حضوری الہام آواز، حضور معرفت راز، حضور باشعور در نماز، حضوری غرق جان باز، حضوری باعیان، حضوری باشعلۂ وہم آگاہ، حضوری فنا فی اللہ بقا باللہ در مشاھدات تجلّیات۔ عین باعین، رمزبارمز، توجّہ باتوجّہ، شعلۂ تصوّر باتصوّر، شعلۂ تصرّف باتصرّف، شعلۂ تفکّر باتفکّر۔ مرشد کامل قادری این جملہ حضوری از علم حضور تعلیم و سبق میدھد۔ (اہل) تلقین را نصیب بالیقین بود۔

ابیات

این علم دیگر بود وصلت حضور　　آن علم دیگر بود عقل و شعور

علم یک گنج است باقرب خدا　　عالم بی کبر و عجب اولیاء

اوّل طالب بامرشد و پیر بامرید، استاد باشاگرد برخود منصف میشود و آدمیّت و انسانیّت اثبات کند۔ اوّل انسان عبدالرحمان۔ باجمیّعت۔ درحلم حلیم و درحکمت حکیم و باعلم علیم و باعظمت عظیم و باکرم کریم و باقلب سلیم و صراط المستقیم و بروعدۂ ازل۔

سے طریقے ہیں۔ نفس کی حضوری کا شرف، قلب کی حضوری کا شرف، روح کی حضوری کا شرف، سِرّ کی حضوری کا شرف اور نور کی حضوری کا شرف۔ علاوہ ازیں الہام و آواز کی حضوری، راز معرفت کی حضوری، نماز میں شعور کی حضوری، جانباز کے استغراق کی حضوری، باعیان حضوری، باشعلۂ آگاہی و وہم کی حضوری اور فنا فی اللہ بقا باللہ کی حضوری، جس سے مشاہدات اور تجلّیات کا ظہور ہوتا ہے۔ اور وہ تجلّیات عین باعین، رمزبارمز، توجّہ باتوجّہ، شعلہ تصوّر باتصوّر، شعلۂ تصرّف باتصرّف، شعلۂ تفکّر باتفکّر ہوتے ہیں۔ مرشد کامل قادری ان تمام حضوریات کو علم حضور سے سکھاتا اور پڑھاتا ہے۔ اور اہل تلقین کو یقین دلا سکتا ہے۔

ابیات

یہ علم دوسرا ہے جو حضوری کے ساتھ وصال سے حاصل ہوتا ہے۔ اور وہ علم دوسرا ہے، جس کا تعلق عقل و شعور سے ہے۔

علم قرب خدا کا ایک خزانہ ہے۔ جس عالم میں تکبّر اور غرور نہیں، وہ ولی اللہ ہے۔

پہلے طالب مرشد کے ساتھ، پیر مرید کے ساتھ اور استاد شاگرد کے ساتھ منصفانہ سلوک کرے اور آدمیّت و انسانیّت کا ثبوت دے۔ پہلے انسان اللہ کا بندہ بنے۔ باجمیّعت ہو۔ پھر بردباری میں بردبار، حکمت میں حکیم، علم میں علیم، عظمت میں عظیم اور کرم میں کریم بنے۔ اور اس کا قلب سلیم ہو۔ وہ سیدھے راستے پر چلنے والا ہو اور قدیم وعدۂ ازل پر قائم ہو۔

(بقیہ) کیا ہے۔ حضوری کسی خاص باطنی مقام اور غیبی مجلس میں حاضر ہونے کو کہتے ہیں۔ تصوّف میں اس اصطلاح سے مراد یہ ہے کہ کوئی سالک خلقت سے کنارہ کش ہو کر اور ظاہری دنیا سے منہ موڑ کر قلبی، روحانی اور باطنی طور پر قربِ خداوندی، وصال اور دیدار حاصل کر لے۔ اور اس انداز اور اس طریقہ سے حق تعالیٰ کے ساتھ حاضر ہو یا اسے حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی باطنی اور روحانی مجلس میں روحانی اور باطنی طور پر خواب اور مراقبے کے ذریعے حاضری اور جانا نصیب ہو۔ ان دونوں حالتوں پر حضوری کا اطلاق ہوتا ہے۔ پس باطن میں انسان ہر قسم کا مرتبہ اور جو استعداد رکھتا ہے، باطن میں اسی قسم کی حضوری اسے حاصل ہوتی ہے۔

قَوْلُهٗ تَعَالٰی:-

اَوْفُوْا بِعَهْدِیْٓ اُوْفِ بِعَهْدِكُمْ ؕ[1]

صدق قدیم۔ غالب بر نفس وشیطان رجیم و در نعمت منعم نعیم۔ دوام متوجہ بحق غرق و بیزار از باطل۔ در وجود صاحب غرق۔ غضب وغیرو غیرت وغلیظ وغلاظت نماند۔ ھر کہ بدین صفت موصوف است، بیشتر اشرف الانسان است۔

ھر کہ بدین صفت موصوف نباشد، مطلق صورت انسان و سیرت حیوان، باطمع حرص پریشان است۔

ابیات

آدمی باادب و عقل این دو گواہ — آدمی بامعرفت قرب از الٰہ

باحضوری آدمی کشف القبور — تم ختم اینست عقل باشعور

یک سخن آدمی را قیمت ازان بہتر است کہ سیم و زر درمیان آسمان و زمین پر کنی۔
آدمی را قدرت است از قدرت خدا۔ انسان سر است از سر الٰہ۔

حدیث قدسی

اَلْاِنْسَانُ سِرِّیْ وَاَنَا سِرُّهٗ ؕ[2]

قَوْلُهٗ تَعَالٰی:

عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَالَمْ یَعْلَمْ ؕ[3] عالم الانسان آنست۔
علماء عالم انسان است۔

قَوْلُهٗ تَعَالٰی:

وَعَلَّمَ اٰدَمَ الْاَسْمَآءَ كُلَّهَا ؕ[4]

۱۔ سورہ البقرہ، ۲ : ۴۰ — ۲۔ حدیث قدسی نقل از مرغوب القلوب تبریزیؒ
۳۔ سورہ العلق، ۹۶ : ۵ — ۴۔ سورہ البقرہ، ۲ : ۳۱

ارشاد خداوندی ہے :-

"تم میرا عہد پورا کرو، میں تمہارا عہد پورا کروں گا۔"

صدق قدیم رکھتا ہو۔ نفس اور شیطان لعین پر غالب ہو۔ نعمت منعم میں نعیم ہو۔ ہمیشہ حق کی طرف متوجہ اور مستغرق ہو۔ باطل سے بے زار ہو۔ اپنے وجود میں مستغرق ہو۔ اس میں غیض و غضب اور غصے کی غلاظت موجود نہ ہو۔ جو شخص ان صفات سے متصف ہے، وہ زیادہ تر اشرف الانسان ہے۔ اور جو ان صفات سے عاری ہے، وہ صورت کے لحاظ سے تو مطلق انسان ہے، مگر سیرت کے لحاظ سے حیوان، طامع، حریص اور پریشان ہے۔

ابیات

عقل اور ادب آدمی کے دو گواہ ہیں۔ آدمی وہ ہے جو معرفت کے ساتھ قرب خداوندی حاصل کرے۔

آدمی کو حضوری کی وجہ سے کشف قبور حاصل ہو جاتا ہے۔ اور عقل و شعور یہاں ختم ہو جاتے ہیں۔

اگر زمین و آسمان کے درمیان کو سیم و زر سے بھر دیا جائے، تو اس سے آدمی کی ایک بات زیادہ قیمتی ہے۔ آدمی کو خدا کی قدرت سے قدرت حاصل ہے۔ اور انسان اللہ کے رازوں میں سے ایک (مخفی) راز ہے۔

"انسان (کامل) میرا بھید ہے اور میں اس کا بھید ہوں۔"

ارشاد باری تعالیٰ ہے :-

"آدمی کو وہ کچھ سکھایا، جو وہ (پہلے) نہیں جانتا تھا۔" عالم الانسان وہ ہے۔

علماء ہی عالم انسان ہیں۔

ارشاد خداوندی ہے :

"اور اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السّلام کو تمام اشیاء کے نام سکھلا دیئے۔"

عالم ہی انسان ہے۔

عالم انسان است۔

قَوْلُهٗ تَعَالٰی:

وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِيْٓ اٰدَمَ [1] ط

عالم انسان مرتبہ است۔

قَوْلُهٗ تَعَالٰی:

نَحْنُ اَقْرَبُ اِلَيْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِيْدِ [2] ط

عالم انسان است۔

قَوْلُهٗ تَعَالٰی:

لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ [3] ط

صاحب تصرف عالم انسان است۔

قَوْلُهٗ تَعَالٰی:

وَفِيْٓ اَنْفُسِكُمْ اَفَلَا تُبْصِرُوْنَ [4] ط

صاحب بصارت و بینا عالم عارف انسان است۔ اسم اعظم و جملہ علم در یک اسم در آید و باز از یک اسم بر آید، اسم اللہ ذات است کہ کلمۂ طیب را از اسم اعظم اَللّٰہ، لِلّٰہ، لَہٗ ھُو است۔ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ہر کہ کلمۂ طیب را از کنۂ کُن خواند، ہر علم را واقف شود و میداند، لا فرق بین الحیوان والانسان الّا بالعلم۔ علم عین باعین خواند و عین داند۔

بیت

گر بخوانی علم و کتب صد ہزار   انتہای معرفت پروردگار

بی معرفت عالم شیطان است۔ با معرفت عالم حضرت آدم علیہ السّلام۔

۱۔ سورہ بنی اسرائیل، ۱۷: ۷۰   ۲۔ سورہ ق، ۵۰: ۱۶
۳۔ سورہ آل عمران، ۳: ۹۲   ۴۔ سورہ الذّریٰت، ۵۱: ۲۱

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

"اور ہم نے بنی آدم کو معزز بنایا۔"

عالم انسانیت کے مرتبے میں ہے۔

ارشاد خداوندی ہے:

"اور ہم اس کی گردن کی شہ رگ سے بھی زیادہ نزدیک ہیں۔"

عالم ہی انسان ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

"تم ہرگز اس وقت تک نیکی حاصل نہ کر سکو گے،
جب تک کہ تم اپنی عزیز ترین چیز کو راہ خدا میں خرچ نہ کرو گے۔"

صاحب تصرف عالم انسان ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"اور وہ تمہارے نفوس کے اندر ہے، پھر کیا تم غور سے نہیں دیکھتے"؟

صاحب بصارت اور بینا عالم عارف ہی انسان ہے۔ اسم اعظم اور تمام علوم ایک اسم میں آ جاتے ہیں۔ اور پھر ایک اسم سے ظاہر ہوتے ہیں۔ اور وہ اسم اللہ ذات ہے۔ کلمہ طیبہ اسمائے اعظم اللہ، للہ، لہ، ھو میں سے ہے۔ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ۔ جو شخص کلمۂ طیب کو کُن کی ماہیت سے پڑھتا ہے، وہ ہر علم سے واقف ہو جاتا ہے۔ اور جان لیتا ہے کہ حیوان اور انسان میں صرف علم کی وجہ سے فرق ہے۔ انسان علم کو عین باعین پڑھتا ہے اور عین جانتا ہے۔

بیت

اگر تو علم کی ہزاروں کتابیں بھی پڑھ لے۔ تب بھی تو اللہ تعالیٰ کی معرفت کے انجام و انتہاء کو نہیں پا سکتا۔

بے معرفت عالم شیطان ہے۔ اور با معرفت عالم حضرت آدم علیہ السّلام کی مانند ہے۔

شرح علم دعوت و عامل دعوت

کامل عامل کل، دریکدم و ہریک قدم کشایندۂ ہر مشکل۔ لارجعت، لاسلب، لازوال۔ عالم باللہ ولی اللہ صاحب دعوت از حضوری اللہ تعالیٰ باتوجہ می خواند، باتصور تصرف قرب وصال، ماضی، حال، مستقبل واقف احوال است۔ بہتر است آنچہ ازو خواند و میداند، نگوید، بپوشد کہ زبان او تیغ برہنہ قاتل موذی:

اُقْتُلُوا الْمُؤْذِيَاتِ قَبْلَ الْاِيْذَاءِ ط

ہر کہ باشد، لائق تنبیہہ سزا۔ (اہل) کامل دعوت را شروع دعوت ورد وظائف آنچہ علم در لوح محفوظ رقم رقوم است کل جز ہمہ آگاہی میدہد و میگردد معلوم و بعد ازان موافق علم لوح محفوظ فرشتہ مؤکل آواز میدہد۔ این چنین دعوت خام است و عمل دعوت ناتمام است۔ کامل عامل در علم دعوت عالم باللہ آنست کہ وقت شروع علم دعوت ورد وظائف روشن ضمیر را جملہ ارواح انبیاء و اولیاء اللہ حاضر بود و در مجلس محمد الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم مدخل میشود و گرد بگرد حلقہ بستہ ہمراہ ارواحان با دور ند در علم دعوت بخواند و الہام از قرب اللہ از حضوری خواند بہ نظر اللہ منظور۔ آنچہ بباطن حکم شود با مقصود دریابد ظہور۔ اینست غالب الاولیاء شہسوار قبور۔

علم دعوت اور عامل دعوت کی تشریح

علم دعوت میں جو عامل کامل ہوتا ہے، وہ ایک دم میں اور ہر ایک قدم پر ہر مشکل کو حل کرنے والا ہوتا ہے۔ وہ لارجعت، لاسلب اور لازوال ہوتا ہے۔ عالم باللہ ولی اللہ صاحب دعوت جب توجہ کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی حضوری کی دعوت پڑھتا ہے اور اسے تصور کے ساتھ تصرف، قرب خداوندی اور وصال الٰہی ہوتا ہے، تو وہ ماضی، حال اور مستقبل کے تمام حالات سے واقف ہو جاتا ہے۔ مگر بہتر یہ ہے کہ جو کچھ وہ پڑھتا ہے اور جو کچھ اسے آگاہی ہوتی ہے، اسے پوشیدہ رکھے اور کچھ نہ کہے، کیونکہ اس کی زبان تیغ برہنہ کی طرح موذیوں کو قتل کرنے والی ہوتی ہے۔

"موذیات کو ایذا پہنچانے سے پہلے قتل کر دو۔"

کیونکہ جو موذی ہوتا ہے، وہ سزا اور تنبیہہ کے لائق ہوتا ہے۔ اہل دعوت کامل کو اگر دعوت اور ورد وظائف کے شروع میں لوح محفوظ میں مرقوم علوم اور کل و جز سے پوری آگاہی ہو جائے اور سب کچھ اسے معلوم ہو جائے اور بعد ازاں علم لوح محفوظ کے مطابق مؤکل اور فرشتہ آواز دے، تو بھی اس کی اس قسم کی دعوت ابھی خام ہے اور اس کا عمل دعوت نامکمل ہے۔ علم دعوت میں عامل کامل اور عالم باللہ شخص وہ ہے کہ دعوت اور ورد وظائف کے شروع وقت ہی میں وہ روشن ضمیر ہو جائے اور اس کے پاس تمام انبیاء اور اولیاء کی ارواح آ موجود ہوں اور وہ مجلس محمدی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم میں داخل ہو اور اردگرد تمام ارواح حلقہ باندھ کر وہ اس سے مل کر علم دعوت پڑھیں اور اللہ تعالیٰ کے قرب اور حضوری سے اسے الہام حاصل ہو اور وہ منظور نظر ہو۔ اور جو کچھ باطن میں حکم ہو، وہ مقصود کے موافق ظاہر ہو جائے۔ یہ مراتب غالب الاولیاء اور شہسوار قبور کے ہیں۔

ابیات

ھر کرا شد قرب قرآن و ز خبر ھر خزائن گنج آن را در نظر

عامل دعوت بود صاحب وصل لاسلب لا رجعتی شد لازوال

یافت عزت باھوؒ از ھو با خُدا یک دمی یک ھو کند عالم فنا

این چنین مراتب از قبر اولیاء اللہ از قرآن مجید، قل ھو اللہ، در قرب فنا فی اللہ بدین طریق دعوت کامل عامل برزبان دھان بخواند۔ این زبان اکثر از گفتگوی نیک بد لایق خواندن قرآن مجید پاک نیست۔ برزبان قلب خواند بلکہ صورت قلب باستماع یا آنکہ زبان روح خواند، بلکہ صورت روح خواند و صاحب روح باستماع۔

بیت

شد وجودی گنج کان حق کرم ھر کہ واقف معرفت آن اہل دم

قَوْلُهٗ تَعَالٰی:-

وَنَفَخْتُ فِيْهِ مِنْ رُّوْحِيْ[۱]

این چنین دعوت کامل عامل از بحر قرآن مجید و خوانندہ مثل کشتی ران۔ ا بحر قرآن مجید کشتی چنان خواند کہ حضرت کعبہ و حضرت مدینہ و حضرت عرش کرسی، لوح قلم، از ماہ تا ماہی را بجنباند۔ در جملہ روحانیان نظر کہ چہار دہ طبق

۱۔ سورۃ الحجر، ۱۵: ۲۹

ابیات

جس کسی کو قرآن و احادیث کا علم حاصل ہو گیا۔ تو اس کی نظر تمام دفینوں اور خزانوں پر ہو گئی۔

دعوت کا عامل واصل باللہ ہوتا ہے۔ وہ لاسلب، لارجعت اور لازوال ہوتا ہے۔ (یعنی اس کی ولایت سلب نہیں ہوتی۔ اور نہ ہی اس کو رجعت ہوتی ہے اور نہ ہی اس کے مرتبے میں کمی ہوتی ہے)

باھوؒ نے اللہ تعالٰی سے عزت ھُو کے ذکر کی وجہ سے پائی ہے۔ اس کے ایک بار ھُو کہنے سے تمام عالم ایک لحہ میں فنا ہو سکتا ہے۔

اس قسم کے مراتب اولیاء اللہ کی قبور، قرآن مجید اور قل ھو اللہ کے ذریعے اور اس طریقے سے قرب فنا فی اللہ ہو کر عامل کامل کے منہ زبانی دعوت پڑھنے سے حاصل ہوتے ہیں۔ لیکن یہ ظاہری زبان اکثر قرآن مجید پاک پڑھنے کے قابل نہیں ہوتی، کیونکہ زبان نیک و بد گفتگو سے عموماً آلودہ ہوتی ہے۔ بلکہ وہ دل کی زبان سے پڑھے۔ اور قلبی صورت سے اس کو سنے۔ یا یہ کہ روح کی زبان سے پڑھے اور روح کی صورت میں پڑھے اور صاحب روح استماع کرے۔

بیت

اس کا وجود اللہ کے کرم کی کان کا خزانہ ہو گیا۔ جس کسی کو اس کی معرفت حاصل ہو گئی، وہ پاس انفاس یا حبس دم کا عامل ہو گیا۔

ارشاد خداوندی ہے:

"اور میں نے اس میں اپنی طرف سے روح پھونکی۔"

اس قسم کی دعوت کا کامل عامل بحر قرآن مجید سے دعوت پڑھتا ہے اور دعوت پڑھنے والا مثل کشتی ران کے ہوتا ہے اور قرآن مجید بمنزلہ کشتی کے۔ ایسی دعوت کا پڑھنے والا کعبہ معظمہ، مدینہ منورہ، عرش و کرسی اور لوح و قلم سب کو عرش سے فرش

گردد زیر زبر، اگر خواندن از جلالیت باجذب، غضب، قہر و اگر خواند باجمالیت باطن خود عزت خواند، جُملہ ارواح انبیاء اولیاء اللہ، فرشتگان در حیرت دست بدست بمالدو گرد اُو جُملہ جنونیت باگریہ جزع و فزع۔ اینست دعوت خواندن صاحب اہل قرب خدا۔

باید دانست فقیر آنرا گویند کہ مرتبۂ قربانی، مقترب ربانی، مرتبۂ سلطانی نفس فانی، ناظر عیانی۔ سیوم مرتبۂ روحانی ساکن لاہوت و نظر لامکانی کہ ھرکہ در لاہوت لامکانی درآید، نظرجانب شش جہات کونین کند بمقدار دانۂ سپند و پریشہ مینماید۔ فقیریکہ ہمیشہ مشرف در لامکان دیدار است، آنرا مطالعہ علم، بحث چہ درکار؟

فرد

طالع من باحضوری نُور شد — با خُدا ہم سخن ہم مذکور شُد

چون بامطالعہ معہ اللہ آیات قرآن مجید بادور مدور خواندم، دنیا راسہ طلاق دادم۔

در نظرفقیرپادشاہ عاجز، مستحق وامراءہفت ہزار نواب درقید نفس خراب۔

فرد

من فقیری گنج دارم صد ہزار — گر تُرا چشم است جانب ماں نگار

اگر فقیری مرتبہ میخواہد ظل اللہ، این چنین قوت است۔

تک کو ہلا کر رکھ دیتا ہے۔ اور جملہ روحانیوں کی نظر میں چودہ طبق تہ و بالا ہو جاتے ہیں، بشرطیکہ دعوت جلالیت، جذب، غصّے اور قہر سے پڑھی جائے اور اگر جمالیت سے پڑھے گا، تو وہ باطن میں اس قدر عزت پائے گا کہ تمام ارواح انبیاء و اولیاء اللہ اور فرشتے حیرت و حسرت سے ہاتھ ملتے رہ جائیں گے۔ اور تمام جنّات اس کے اردگرد جمع ہو کر گریہ و آہ و زاری کریں گے۔ یہ دعوت صرف وہی پڑھتے ہیں، جو اہل قرب اولیاء اللہ ہیں۔

جاننا چاہیے کہ فقیر اس کو کہتے ہیں، جسے قربانی، قرب ربانی، نفس فانی کی سلطانی اور ناظر عیانی کا مرتبہ حاصل ہو۔ اور تیسرے وہ روحانی طور پر اور بلحاظ نظر لاہوت لامکان میں سکونت پذیری کا مرتبہ رکھتا ہو۔ اور اگر لاہوت و لامکانی میں داخل ہو اور دونوں جہان کے شش جہات کی طرف دیکھے، تو وہ اسے مچھر کے پر اور رائی کے دانے کے برابر نظر آئیں۔ جو فقیر ہمیشہ لامکان میں دیدار سے مشرف ہے، اسے علم کے مطالعے اور بحث مباحثہ کی کیا ضرورت ہے؟

فرد

حضوری کی وجہ سے میرا نصیبہ سراپا نور بن گیا۔ خدا کے ساتھ ہم کلام اور اس کا ذکر کرنے والا ہو گیا۔

جب میں نے قرآنی آیات کو بار بار اللہ تعالیٰ کی اعانت سے مطالعہ کیا، تو میں نے دنیا کو تین طلاقیں دے دیں۔ فقیر کی نظر میں بادشاہ عاجز اور مستحق دکھائی دیتے ہیں۔ اور امراء اور ہفت ہزاری نواب نفس کی قید میں پھنس کر خستہ حالت میں ہیں۔

فرد

میں فقیری میں ہزاروں خزانے رکھتا ہوں۔ اگر تو آنکھ رکھتا ہے، تو میری طرف نظر کر کے دیکھ۔

اگر کوئی فقیر ظل اللہ کا مرتبہ حاصل کرنا چاہے، تو اسے ایسی قوت حاصل ہے۔

بیت

باھُو ہر طریقہ را کند تحقیق تر   ہمچو صرافی شناسد سیم و زر

ہر طریقہ، خانوادہ را تمامیت انتہا بابتدای طریقہ قادری رانمیرسد، اگرچہ تمام عمر بچلہ و ریاضت سربسنگ زند، کہ ابتدای قادری بامشاہدہ حضوری وانتہای قادری فنافی اللہ نُور است۔ ھرکہ دعویٰ باقادری کند، احمق، بی شعور است۔ در طریقہ قادری تکلیف و تقلید، مستی وہستی و اَنا، خودپرستی ہرگز نبود۔

فرد

خام را مستی بَوَد وہم از خیال   مست را ہوشیار گرداند وصل

کامل قادری عین نما و عین کشاء و عین صفا و عین بقا و باعین لِقا۔ نہ خدا و نہ از خدا یکدم جُدا۔ قادری در عنایت غنی است کہ قادری را این بخشش از قرب نبی صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم است۔

بیت

الٰہی مکن عاجز بر در کس سوال   وصل تو بہتر بود از زر و مال

اگر سہواً زغلبات عشق حضوری سُکر و سہو قادری در آید بسرود و سماع نہ از سر نفس ھوا، بلکہ راہبر باخدا۔ ھرکہ داند یقین خواند۔ بی دین چہ داند؟

بیت

باھُوؒ نے ہر طریقہ و سلسلہ کی بہت زیادہ تحقیق کی ہے، جیسے سنار سونے چاندی کی پہچان کرتا ہے۔

ہر طریقے اور خانوادے کی انتہاء قادری طریقے کی ابتداء تک نہیں پہنچ سکتی، چاہے وہ تمام عمر چلّہ اور ریاضت میں سر پتھر پر مارے، کیونکہ قادری کی ابتداء حضوری اور مشاہدہ ہے۔ اور قادری کی انتہاء فنا فی اللہ ہو کر نور ہونا ہے۔ جو کوئی قادری کے ساتھ مساوات کا دعویٰ کرتا ہے، وہ احمق اور بے شعور ہے۔ طریقۂ قادری میں تکلیف، تقلید، مستی، ہستی، تکبر اور خود پسندی ہرگز نہیں ہے۔

فرد

خام کی مستی وہم و خیال سے ہوتی ہے۔ مگر مست و مدہوش کو اللہ تعالیٰ کا وصال ہوشیار کر دیتا ہے۔

کامل قادری عین نما، عین کشا، عین صفا، عین بقا، اور عین لقا ہوتا ہے۔ وہ نہ خدا ہوتا ہے اور نہ ایک لحظہ کے لیے بھی خدا سے جدا ہوتا ہے۔ قادری عنایت میں غنی ہوتا ہے۔ کیونکہ قادری کو یہ بخشش نبی اکرم صلّی اللہ علیہ و آلہٖ وسلّم کے قرب سے ہوتی ہے۔

بیت

اے اللہ! مجھے کسی کے در کا سوالی اور عاجز و مجبور نہ بنا۔ اے اللہ! تیرا وصال زر و مال سے (کہیں) بہتر ہے۔

اگر قادری فقیر سہواً سرود و سماع کے سبب غلبات عشق حضوری کی وجہ سے سکر اور مستی میں آ جائے، تو وہ نفسانی ہوا و ہوس کے باعث نہ ہو گا۔ بلکہ اس کی رہنمائی خدا کی طرف سے ہو گی۔ اس پر وہی یقین کرتا ہے، جو اسے جانتا ہے۔ بے دین اور بے یقین کو کیا خبر؟

بیت

کُل وجز دریک حرف بشناس تُو   یک تُرا بایک بَرد آن جستجو

بافقراء غیرت مبر کہ غضب الٰہی غیب الغیب پیدا میشود و طالب مرید حاسد ناموافق پریشان ہمچنان است، چنانچہ زخم تیر در جان است۔ آری یقین است۔ طالب مرید بی یقین بی دین است کہ در نفس شیطان لعین ویا آنکہ ولدان زنا، تخم شورۂ زمین است۔ نہ ہر سر لایق بادشاہی است و نہ در ہر دل گنج اسرار الٰہی است و نہ در ہر سنگ لعل است و نہ لایق اکسیر کیمیا ہر نہال است و نہ ہر زبان احادیث قال است و نہ ہر وجود انسان لایق وصال است و نہ ہر فقیر روشن ضمیر لازوال است و نہ ہر یک جاہل بمرتبۂ ابو جہل جہالست و نہ ہر گدا ادوام باسوال است و نہ ہر اہل دنیا قارون بخیل، مانع زکوٰۃ مال است و نہ ہر فرزند حضرت آدم علیہ السلام بیک احوال است۔ جمیعت باجمال است۔ ہر کہ ازین حاصل نکرد، خام خیالست۔ معلوم شد کہ محروم ازان اَلَست، اگرچہ در نظر خلق مست و مخدوم۔

حدیث

اَلْاٰنَ کَمَا کَانَ[1]

قَوْلُهٗ تَعَالٰی:-

یَفْعَلُ اللّٰهُ مَا یَشَآءُ[2] وَیَحْکُمُ مَا یُرِیْدُ[3]

۱۔ خلبات احمد جان   ۲۔ سورہ ابراہیم، ۱۴: ۲۷
۳۔ سورہ مائدہ، ۵: ۱

بیت

کُل و جز کو ایک حرف میں تو شناخت کر لے۔ وہ ایک حرف تجھے اس جستجو میں ایک خدا تک پہنچادے گا۔

(اللہ کے) فقراء کے ساتھ بغض و عداوت کا رویہ مت رکھ۔ کیونکہ اس سے غیبی طور پر غضب الٰہی پیدا ہوتا ہے۔ اور ایسا حاسد اور ناموافق طالب مرید ایسا پریشان ہوتا ہے، جیسے اس کی جان پر زخم تیر لگے۔ ہاں! اس بات پر یقین کر۔ بے یقین طالب مرید بے دین ہوتا ہے اور وہ نفس و شیطان لعین کی قید میں ہوتا ہے۔ یا وہ حرامی ہوتا ہے اور یا اس کا دل بمنزلہ شورۂ زمین کے ہے، جو تخم ریزی کے لائق نہیں۔ ہر سر بادشاہی کے لائق نہیں ہوتا۔ نہ ہر دل میں اسرار الٰہی کا خزانہ ہوتا ہے اور نہ ہر پتھر میں لعل ہوتا ہے۔ نہ ہر پودا اکسیر اور کیمیاء کا اثر رکھتا ہے۔ اور نہ ہر زبان اقوال و احادیث نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بیان کرنے کے قابل ہوتی ہے۔ اور نہ ہر انسان کا وجود وصال (الٰہی) کے لائق ہوتا ہے۔ اور نہ ہر فقیر لازوال طور پر روشن ضمیر ہوتا ہے۔ اور نہ ہر جاہل جہالت کے لحاظ سے ابو جہل کی مانند ہوتا ہے۔ اور نہ ہر گداگر دائمی گداگر ہوتا ہے اور نہ ہر اہل دنیا قارون کی طرح بخیل اور مانع زکوٰۃ مال ہوتا ہے اور نہ ہر فرزند آدم علیہ السّلام ایک حال احوال میں ہے۔ جمیعت جمال الٰہی سے ہی حاصل ہوتی ہے۔ جس نے ان باتوں سے کچھ حاصل نہ کیا، وہ خام خیال ہے۔ اور سمجھو کہ وہ ازلی محروم ہے، اگرچہ وہ لوگوں کی نگاہ میں مست اور مخدوم ہی کیوں نہ ہو۔

حدیث

اللہ تعالیٰ اپنی شان میں ویسا ہی ہے، جیسا کہ پہلے تھا۔

ارشاد خداوندی ہے:

باری تعالیٰ وہی کرتا ہے، جو چاہتا ہے
اور جس چیز کا ارادہ کرتا ہے، اسی کا حکم دیتا ہے۔

قَوْلُہٗ تَعَالٰی: وَاَحْسِنْ كَمَآ اَحْسَنَ اللّٰهُ اِلَيْكَ[1] ط

ابیات

هرکہ خواہد معرفت وحدت خدا طلب کن از مرشدی گنج غنا
کیمیا با سنگ پارس با نظر احتیاجی تو نماند سیم و زر
مرشدی باشد چنین کامل تمام لاف زن مرشد نباشد اہل خام

یقین است کہ مُرشد زن مرید قبلۃ النساء درقید نفس ہوا۔ پیر حجام و مُرشد خام هر دو را اینست اعلام کہ بار برداری مرکب طالب مرید کہ خر اند بحضور درگاہ۔ این چنین پیر مُرشد خام را رُوسیاہ کہ از تقلید پیر مرشد ہیچ کبیرہ گناہ نباشد۔ پیر مرشد خام طالب مرید را بذکر فکر، مراقبہ و مسخرات از برای بادشاہ و امراء، پُر کردن دائرہ نقش بموافق وظایف عدد میخوانند۔ راہ باطن قرب اللہ و مجلس محمد رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نمیدانند۔ فی الدنیا والآخرت از طالب مرید کسانی را کہ ہمیشہ در گناہ ازان شرمندہ مانند۔ طالب طاعت بردار و خدمت، پیر

۱۔ سورہ القصص، ۲۸: ۷۷

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

”اور احسان کر، جیسا کہ تجھ پر اللہ تعالیٰ نے احسان کیا۔“

ابیات

جو اللہ کی وحدت کی معرفت حاصل کرنا چاہتا ہے، وہ اپنے مرشد سے گنج غنا طلب کرے۔

کامل نظر ہی سے سنگ پارس اور کیمیا بنایا جاتا ہے۔ تجھے تو سیم و زر کی ضرورت ہی نہیں ہونی چاہیے۔

مرشد ایسا ہونا چاہیے جو ان اوصاف میں پوری کاملیت رکھتا ہو۔ شیخی بگھارنے والا اور خام (ہرگز) مرشد نہیں بن سکتا۔

یہ یقینی بات ہے کہ زن مرید اور قبلۃ النساء[1] مرشد نفسانی خواہشات کی قید میں ہوتا ہے۔ اور حجام صفت پیر اور مرشد ناقص کو معلوم ہونا چاہیے کہ ان کی حضوری اور درگاہ میں جو مرید آتے ہیں وہ گدھوں کی طرح محض بوجھ اٹھانے والی سواریاں ہیں۔ اس قسم کا پیر مرشد خام روسیاہ ہوتا ہے۔ ایسے مرشد کی تقلید سے زیادہ کبیرہ گناہ اور کوئی نہیں۔ پیر مرشد خام اپنے طالب مرید کو ذکر فکر اور مراقبے میں پھنسائے رکھتا ہے اور بادشاہوں اور امراء کو مسخر کرنے کے لیے دائرے اور نقش پُر کراتا ہے۔ اور ورد وظائف اور اعداد کے حساب میں الجھائے رکھتا ہے۔ اور اللہ کے قرب کا باطنی راستہ اور مجلس محمد رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی راہ نہیں جانتا۔ دنیا اور آخرت میں ایسے

۱۔ قبلۃ النساء: یہ سلطان العارفین حضرت سلطان باہوؒ کی جھوٹے پیروں کے متعلق وضع کردہ اپنی خاص اصطلاح ہے۔ اس سے مراد وہ جعلی پیر ہیں، جو ہر وقت اپنے پاس عورتوں کو جمع کیے رکھتے ہیں۔ اور وہ عورتوں کے قبلہ و کعبہ بنے ہوتے ہیں۔ ان کو حضرت سلطان باہوؒ نے زن مرید کے نام سے بھی پکارا ہے۔ اس لفظ سے مراد آپ کی یہ ہے کہ وہ عورتوں کے شیدائی ہوتے ہیں۔ سلطان العارفینؒ ایسے نام نہاد پیروں کے سخت خلاف تھے۔ اور ان کو حجام صفت کے الفاظ سے بھی یاد کیا ہے۔ یعنی وہ مریدوں کی دولت کا صفایا کرنے والے ہوتے ہیں اور ان کے پاس جو مرید آتے ہیں، وہ ان کی مالی فرمائشوں کا بوجھ اٹھانے والے گدھوں کی طرح ہوتے ہیں۔

مُرشد کامل بیین۔ طالب عاقل مُرشد ناقص را روز اوّل سہ طلاق بدہ کہ نامرد از زن کمتر اہل زوال کہ روز اوّل محرم نکند طالب مرید را بمعرفت وصال۔ این نقش امّ العلم علوم کہ حقیقت ھر علم و معرفت بتوحید و حکمت ازین نقش میشود معلوم۔ ھرکہ کنہٖ اسم اللہ جلّ جلالہٗ وعم نوالہٗ یافت، طالب الاولیاء محروم۔ ھرکہ منکر از اسم اللہ، گنج تصرف نیافت۔ نقش اینست :

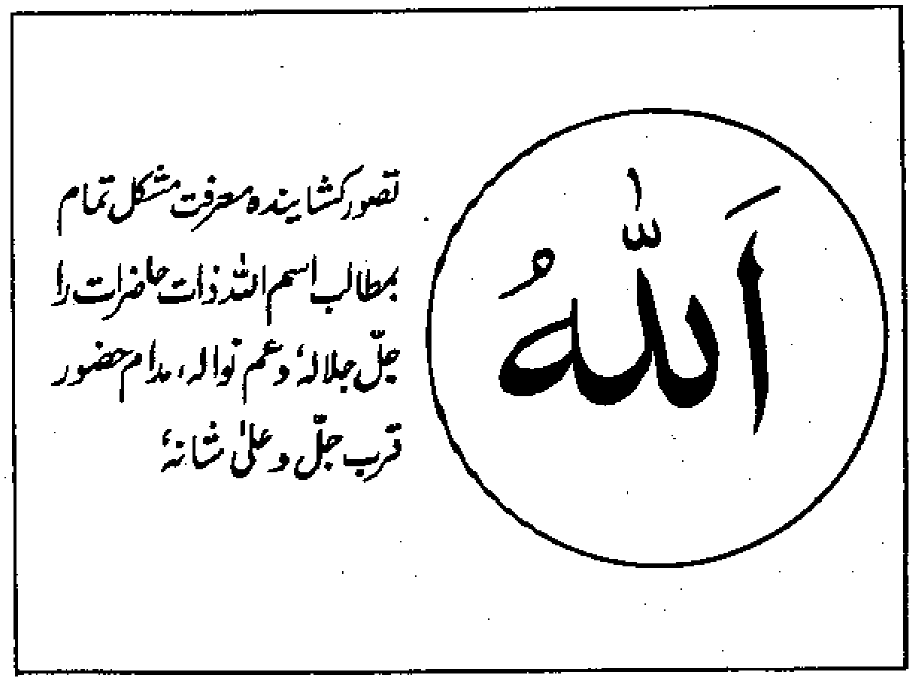

بدانکہ یک لکھ ہفتادوسہ ھزار زنار است در وجود آدمی، بعضی احمق زنار از شرک وکفر است۔

طالب مرید ہمیشہ گناہوں سے شرمندہ ہوتے ہیں۔ اور جو طالب اطاعت گزار اور خدمت کرنے والا ہو، اسے چاہیے کہ وہ کامل مرشد پیر کی تلاش کرے اور عقلمند طالب مرید کو چاہیے کہ وہ ناقص مرشد کو پہلے ہی دن تین طلاق دے دے، کیونکہ نامرد مرشد عورت سے بھی کمتر ہے اور اہل زوال میں سے ہے، کیونکہ وہ پہلے ہی دن طالب مرید کو معرفت اور وصال سے واقف نہیں کراتا۔

یہ (ذیل کا) نقش امّ العلوم ہے۔ کیونکہ ہر علم کی حقیقت و معرفت توحید اور حکمت اس نقش سے معلوم ہوتی ہے۔ جس کسی نے اسم اللہ بزرگ و برتر کی حقیقت جان لی، وہ طالب الاولیاء اور محروم ہوتا ہے۔ اور جو اسم اللہ کا منکر ہے، اسے گنج تصرف حاصل نہیں ہوتا۔ نقش یہ ہے :

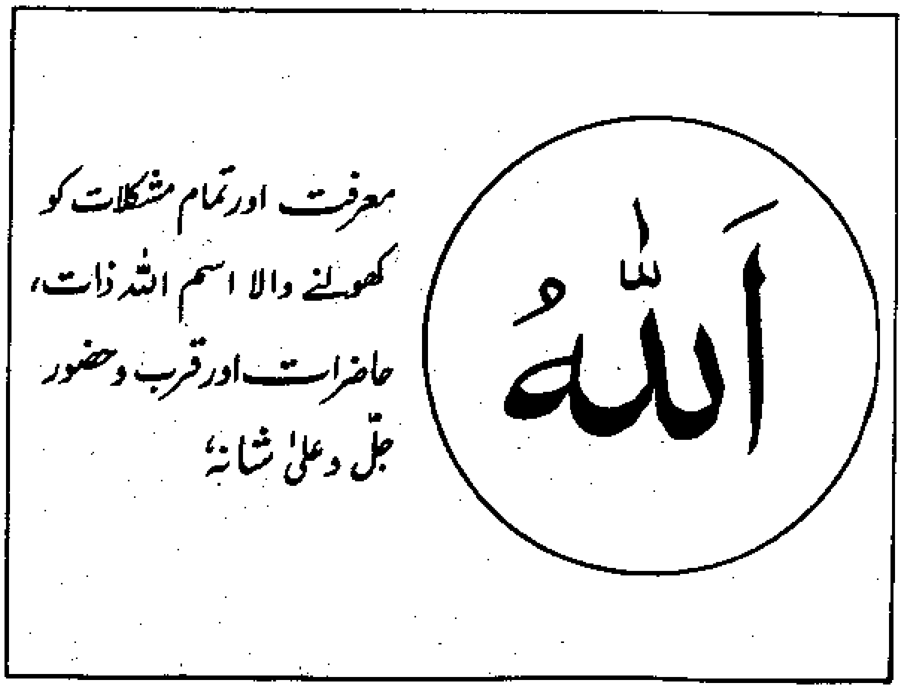

جان لے کہ ایک لاکھ تہتر ہزار زنار آدمی کے وجود میں ہیں۔ جن میں بعض احمق زنار کفر اور شرک کے ہوتے ہیں۔

این راہ است کہ ابتدء مشرف حضوری اللہ تعالیٰ و مدخل شدن حضرت محمدؐ الرسول اللہ صلّی اللہ علیہ و آلہٖ و سلّم بصیاف لاہوت لامکان، چنانچہ نُورٌ فی النُّور۔ نہ آنجا جسم، نہ جان۔ این مراتب چہ داند احمق حیوان؟

نقش محمّدی صلّی اللہ علیہ و آلہٖ و سلّم اینست بر اسم محمد صلّی اللہ علیہ و آلہٖ و سلّم جانثار، فدا و تصدّق شود در یکدم ہزار بار۔ روی محمّدی صلّی اللہ علیہ و آلہٖ و سلّم۔ ازین نقش محمّدی علیہ الصّلوٰۃ والسّلام نگار۔ تا تُرا حاصل شود اعتبار۔ اینست راہ فیض بخش فضل متّقی۔ از نقش اینست اسم مبارک:۔

فِيْهِ هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ

مُحَمَّدٌ

صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

تصّور، تصّرف
جمعیت باجمال

فیض الکرامات گنج الفضائل تصور باز نگر

چہار حرف است مَ حَ مَ دَ از تصرف حرف میم مجلس محمّدی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم۔ از تصرف حرف حَ حضوری محمّد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم۔ از تصرف حرف میم در محو فنا فی نور محمّد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم۔ از تصرف تصور حرف دال د دام بادم ہر نفس با سخن سر محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

یہی وہ راہ ہے، جس کی ابتداء میں اللہ تعالیٰ کی حضوری اور حضرت محمد رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی مجلس کی حضوری صریح طور پر حاصل ہوتی ہے اور لاہوت و لامکان تک رسائی ملتی ہے۔ چنانچہ نور میں نور مل جاتا ہے۔ وہاں جسم و جان کو دخل نہیں ہوتا۔ ان مراتب کو احمق حیوان کیا جانے؟

نقش محمّدی صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم یہ ہے۔ حضرت محمد رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے نام پر جانثار، فدا اور تصدّق ہو، ایک ایک پل میں ہزار بار۔ اس چہرۂ محمّدی یعنی اس نقش محمّدی صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کو لگاتار دیکھتے رہو، تاکہ تمہیں اعتبار حاصل ہو۔ یہ راہ فیض فضل اور تقویٰ بخشنے والی ہے۔ یہ ہے اسم مبارک کا نقش:۔

اس میں متقی لوگوں کے لئے ہدایت ہے۔

مُحَمَّدٌ

صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

تصّور، تصّرف
جمعیت باجمال

فیض الکرامات گنج الفضائل تصور باز نگر

اسم محمّدؐ کے چار حروف ہیں۔ مَ ، حَ ، مَ ، دَ
حرف میم کے تصرف سے مجلس محمّدیؐ۔ حرف حَ کے تصرف سے حضوری محمدؐ اور حرف میم کے تصرف سے محو فنا فی نور محمّدؐ اور حرف دال کے تصرف سے دوام بادم ہر نفس با سخن محمّدؐ

اہل محبت از آئینۂ محبت ببین و آئینۂ محبت مشرف حضور است۔ اہل حضور را حضور با جمعیت مراد۔ ھر کہ برسد بحضور مراد دیدار۔ آن را مذہب و ملّت چہ درکار؟ یعنی نفس فنا و قلب صفا و روح بقا۔ از مذہب رفاض و از ملّت خوارج بیزارم۔ من کہ سنّی دوستدار چہار یارم۔ ھر کہ خواھد ھر وقت مشرف شود دیدار محمّد رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم با اصحاب کبار و پنج تن پاک غنچۂ دل شگفتہ شود بمعرفت اللہ بملازم شاہ محیّ الدین۔ ازین نقش خوش ببین ای عارف بالیقین۔

ابوبکر صدیق بدل صدق رضی اللہ تعالیٰ عنہُ	عمر خطاب عدل بر نفس رضی اللہ تعالیٰ عنہُ	عثمان باحیا ایمان رضی اللہ تعالیٰ عنہُ	علی کرم اللہ وجہہٗ علم و سخاوت رضی اللہ تعالیٰ عنہُ
امام حسن حسن نیک رضی اللہ تعالیٰ عنہُ	امام حسین احسن الخلق رضی اللہ تعالیٰ عنہُ	فاطمہ بحق خاتمہ سیّدۃ النساء رضی اللہ تعالیٰ عنہُ	شاہ محیّ الدین ارشاد توحید قدس اللہ سرّہٗ العزیز

این راہ نقش نقاش کلید است از اصل توحید۔ در ھر قفل مطالب کہ می اندازد، وا سازد۔ کاملان دانند و مکملان بینند و اہل جامع جمعیت بخشند تمام کل۔ اسم اَللہ ذات از توجہ توفیق طالب و از اسم للہ طریق مطلب و از اسم لہٗ غالب و از اسم ھُو جملہ مطالب ھر کہ

اہل محبت آئینۂ محبت میں دیکھتے ہیں۔ اور آئینۂ محبت حضوری سے مشرف ہوتا ہے۔ اہل حضور کو حضور سے جمعیت و مراد حاصل ہے۔ جو حضوری میں پہنچتا ہے، اسے دیدار مراد مل جاتی ہے۔ اسے (ظاہری رسمی) مذہب و ملّت سے کیا تعلق؟ یعنی اس کا نفس فنا ہو جاتا ہے۔ قلب میں صفائی اور روح کو بقا حاصل ہو جاتی ہے۔ میں روافض اور خوارج کے مذہب و ملّت سے بیزار ہوں۔ میں سنّی ہوں اور چہار یارؓ کا دوست دار ہوں۔ جو شخص چاہے کہ وہ ہر وقت دیدار محمّد رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم سے مشرف ہو، تو اصحاب کبار اور پنج تن پاک سے دل کا غنچہ شگفتہ ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی معرفت حاصل ہوتی ہے اور شاہ محیّ الدین (حضرت سید شیخ عبدالقادر جیلانیؒ) کی خدمت گزاری نصیب ہوتی ہے۔ اس خوبصورت نقش سے، اے عارف بالیقین!

ابوبکر صدیق بدل صدق رضی اللہ تعالیٰ عنہُ	عمر خطاب عدل بر نفس رضی اللہ تعالیٰ عنہُ	عثمان باحیا ایمان رضی اللہ تعالیٰ عنہُ	علی کرم اللہ وجہہٗ علم و سخاوت رضی اللہ تعالیٰ عنہُ
امام حسن حسن نیک رضی اللہ تعالیٰ عنہُ	امام حسین احسن الخلق رضی اللہ تعالیٰ عنہُ	فاطمہ بحق خاتمہ سیّدۃ النساء رضی اللہ تعالیٰ عنہُ	شاہ محیّ الدین ارشاد توحید قدس اللہ سرّہٗ العزیز

یہ طریقۂ نقش نقاش اعلیٰ درجہ کی چابی اور توحید کی اصل ہے۔ جس قفل مطالب میں بھی اس کو ڈالا جائے، اسے کھول دے گا۔ اس کو کامل لوگ جانتے ہیں۔ اور مکمل لوگ اس کو پہچانتے ہیں۔ اور اہل جامع مکمل جمعیت حاصل کرتے ہیں۔ اسم اللہ ذات سے طالب کو توجہ کی توفیق ملتی ہے۔ اور اسم للہ سے طریق اور باطنی مطالب پورے ہوتے ہیں۔ اور اسم لہٗ سے وہ سب پر غالب آتا ہے۔ اور اسم ھو سے تمام مطالب

ازین اسماء راه عظمت المعظم فقیر نگاه ندارد، از معرفت آگاه ندارد۔

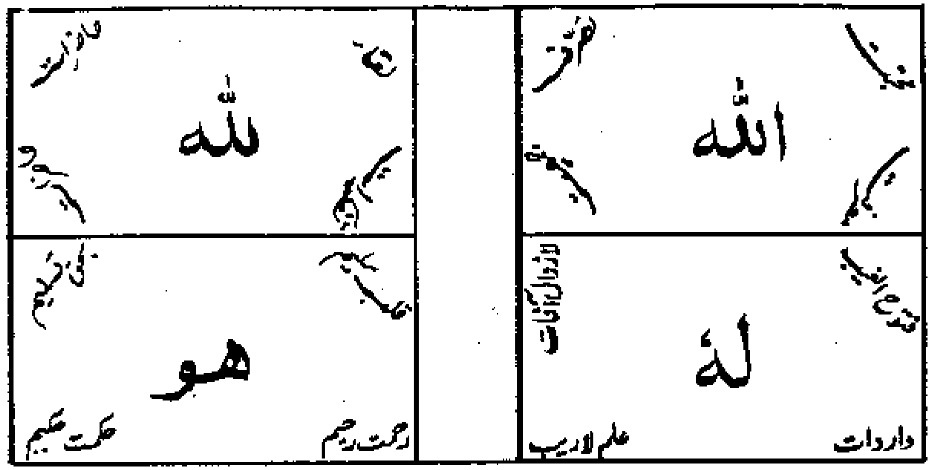

توجہ فقیر تیغ برهنه، تمامیت فیض بخشد۔ تصور ترحم دهند، تصرف سخاوت بخشد۔ هر که ازین دائره دوام بهٔ نظر آورده، از خوان خورده خوان۔ ابتداء وانتهاء گوئی برده۔ حیّ فی الدارین گاهی نمرده واین دائره مفتاح الارواح وکلید توحید، تجرید و تفرید۔ نور حضور، قدر، قرب، امر، حکم، فنا، بقا، علم دعوت قبور۔ فقیر کامل فی اللہ تصور حضور۔

بشنو! دعوت سه قسم است:

اوّل دعوت خواندن عزیمت واسماء درقید خود آوردن جنونیت۔

دوم دعوت خواندن در حکم قبض خود آوردن مؤکل فرشته۔ اہل دعوت جنونیت و فرشته مؤکل، بلکه تمامیت عمر حیوانات جمالی وجلالی و کمالی نخورد و صاحب احتیاط بود واگر

حاصل کرتا ہے۔ جو فقیر ان عظمت المعظم اسماء کو نگاہ میں نہیں رکھتا، وہ (گویا) معرفت خداوندی سے آگاہ ہی نہیں ہے۔

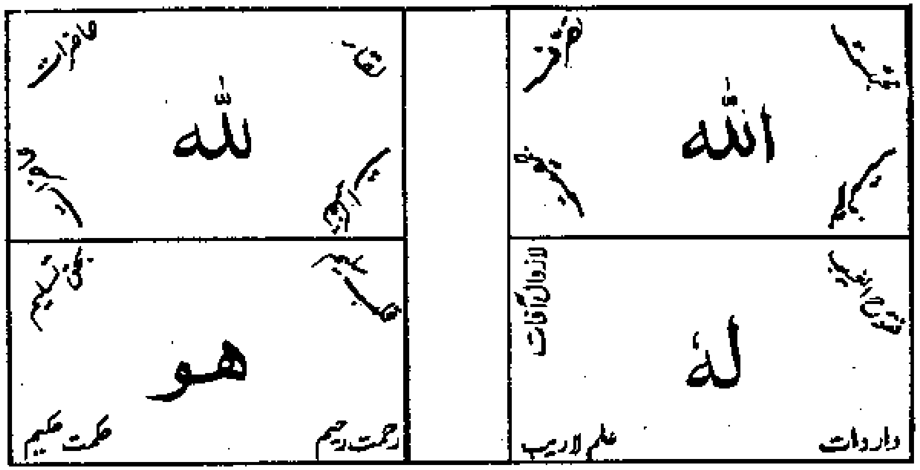

فقیر کی توجہ ننگی تلوار کی طرح ہے، جو فیض تمام بخشتی ہے۔ اس سے تصور و ترحم ملتا ہے۔ اور تصرف سے سخاوت نصیب ہوتی ہے۔ جو شخص اس دائرہ کو ہمیشہ مدِ نظر رکھے گا، وہ باطنی دسترخوان سے خوراک حاصل کرے گا۔ اور ابتداء سے انتہاء تک بازی جیت جائے گا۔ وہ دونوں جہان میں زندہ رہے گا۔ اور کبھی نہیں مرے گا۔ اور یہ دائرہ مفتاح الارواح ہے۔ اور توحید، تجرید و تفرید کی کنجی ہے۔ اس سے نور حضور، قرب، قدر، امر حکم، فنا و بقا اور علم دعوت القبور حاصل ہوتا ہے۔ فقیر کامل فی اللہ حضور کا تصور پاتا ہے۔

(اے طالب! غور سے) سن! دعوت تین طرح کی ہوتی ہے:

ایک یہ کہ دعوت پڑھنے کا ارادہ کرے۔ اور اسماء اور جنات کو اپنی قید میں لائے۔

دوم یہ کہ دعوت پڑھنے کے ذریعے مؤکلات اور فرشتوں کو اپنے حکم اور قبضے میں لائے۔ اہل دعوت کو چاہیے کہ وہ جنوں، فرشتوں اور مؤکلوں کو اپنے حکم کے تابع

خورد، ہموندم غسل کند۔ این چنین دعوت از برای مسخرات جنّ فرشتہ مؤکل شدن کفر است و شرک و نفاق و استدراج۔

سیوم دعوت در تصرف خود آوردن جملہ روحانیات، ارواح انبیاء و اولیاء اللہ و شہداء و غوث و قطب و ابدال۔ ہر آنکس خواند کہ تصور حضوری اسم اللہ، میداند کہ عمل اُو تا روز قیامت باز نماند۔ دیگر عامل دعوت قبور، کشف الارواح شہسوار نظارہ، در یک ہفتہ از مشرق تا مغرب تمام عالم ملک ولایت را در تصرف خود آوردن، بحکم اختیار مردم فرمانبردار، عالم، عامل صاحب دعوت قبور باتوفیق تصور اسم اللہ ذات حضور ہفت اندام جثہ او نور۔ قبر اولیاء اللہ تیغ برہنہ رود۔ اُحْضَرُوْا یَا مَالِکَ الْاَرْوَاحِ الْمُقَدَّسِ لِلْمُسَخَّرَاتِ وباجذب قم باذن اللہ، روحانی وجود ظاہر باجثہ ظاہر از قبر بیرون برآمدہ، السّلام علیکم خواندہ، میگوید وعلیکم السّلام یا اہل القبور را دست مصافحہ بایکدیگر بچشم ظاہر ملاقات کند۔ آنچہ تصرف گنج غیبی لاریبی خزائن اللہ روحانی میفرماید بچشم ظاہر عینہ بعین مینماید۔ بدیدن گنج چندان کہ تصرف کند، زیادہ گردد، کم نشود و دیگر خواندن علم

کرے اور تمام عمر حیوانات کے گوشت جمالی، جلالی اور کمالی سے پرہیز رکھے۔ اور پوری احتیاط سے کام لے۔ اور اگر کچھ کھائے، تو فوراً غسل کرے۔ اس قسم کی دعوت جنات، فرشتوں اور مؤکلات کو مسخر کرنے کے لیے پڑھنا سراسر کفر، شرک، نفاق اور استدراج ہے۔

سوم دعوت وہ ہے جس کے ذریعے تمام روحانیوں، ارواح انبیاء، اولیاء اللہ، شہداء، غوث و قطب اور ابدال کو اپنے قبضے میں لایا جاتا ہے۔ جو شخص اسم اللہ کی حضوری اور تصور سے ایسی دعوت پڑھتا ہے، وہ جانتا ہے کہ اس کا عمل قیامت تک باز نہیں رہے گا۔ بلکہ دعوت قبور اور کشف الارواح کا عامل بمنزلہ شہسوار اور نظار کے ہوتا ہے، جو ایک ہی ہفتے میں مشرق سے مغرب تک تمام دنیا کے ممالک اور راج دھانیوں کو اپنے قبضے میں لے آتا ہے۔ اور تمام لوگ اس کے حکم کے تابع اور فرمانبردار ہوتے ہیں۔ نیز عالم، عامل، صاحب دعوت القبور باتوفیق کے ساتوں اعضاء اسم اللہ ذات کے تصور سے سراپا نور ہو جاتے ہیں۔ وہ اولیاء اللہ کی قبروں پر تیغ برہنہ لے جا کر کہتا ہے: اُحْضَرُوْا یَا مَالِکَ الْاَرْوَاحِ الْمُقَدَّسِ الْمُسَخَّرَاتِ ط اور پھر جذب کے ساتھ قُمْ بِاِذْنِ اللّٰہِ ط کہتا ہے، تو روحانی ظاہری وجود کے ساتھ قبر سے باہر آتا ہے اور السّلام علیکم کہتا ہے۔ اور دعوت پڑھنے والا وعلیکم السّلام یا اہل القبور! کہتا ہے۔ اس سے مصافحہ کرتا ہے۔ اور ظاہری آنکھ سے ایک دوسرے کے ساتھ باہم ملاقات ہوتی ہے۔ پھر روحانی اسے اللہ تعالیٰ کے غیبی لاریبی خزانوں کا تصرف ظاہری آنکھوں سے عین بعین دکھاتا ہے۔ خزانوں کے دیکھنے سے جتنا کہ وہ ان کا تصرف کرتا ہے، وہ

دعوت عامل ظاھر زبان در دھان می خواند واز قوت باطن بحضور مجلس محمدی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم۔ زبان دل وزبان روح گویائی گیرد۔ زبان خواندن درو از دھان مطلق بمیرد۔ عامل دعوت قبور، وصاحب تصور حضور از ھر حیوانات ولذّات می خورد۔ بتوجہ از آئینہ روشن ضمیر بود۔ ہم وحدت کار میکند۔ دریک ساعت ھر مہمات سرانجام رسد، خواہ آسان، خواہ مشکل۔ آخر انتہاء دعوت چیست؟ یک وجود شدن با ارواح انبیاء اولیاء اللہ۔ نفس بانفس، دم بادم، قلب باقلب، روح باروح۔ لَحْمُكَ لَحْمِیْ دَمُكَ دَمِیْ۔ ھر وقت کہ (از) ورد وظایف، قران مجید علم دعوت شروع کند، جملہ ارواح انبیاء، اولیاء اللہ بادور مدوّر خوانند گرد بگرد حلقہ بستہ درمیان جملہ ارواحہا نشستہ پیوستہ۔ ھر کہ این چنین دعوت خواندن عمل داند، بروی رواست۔ نہ دعوت خواندن کار احمق سرہواست۔

بیت

اہل دعوت حاکم است کامل فقیر۔ کُلّ و جز در قید اُو غالب امیر

زیادہ ہوتے جاتے ہیں، کم نہیں ہوتے۔ علاوہ ازیں عامل علم دعوت ظاہری زبان سے پڑھتا ہے اور باطنی قوت سے وہ اپنے تئیں جناب سرور کائنات صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی مجلس میں پہنچاتا ہے۔ اور آنحضرت صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے حضور میں اس کے دل اور روح کی زبانیں گویا ہو جاتی ہیں۔ اور منہ کے اندر زبان پڑھنے سے بالکل رک جاتی ہے۔ ایسا عامل دعوت قبور، صاحب تصوّر و حضور ہر حیوانات و لذّات سے بہرہ ور ہوتا ہے۔ اور توجّہ سے آئینہ کی طرح روشن ضمیر ہو جاتا ہے۔ ہم وحدت ہو کر کام کرتا ہے اور ایک پل میں سارے مہمات سرانجام دیتا ہے، خواہ وہ آسان ہوں، خواہ مشکل۔ آخر انتہائے دعوت کیا ہے؟ وہ یہ ہے کہ ارواح انبیاء و اولیا کے ساتھ یکجان ہو جائے۔ نفس بانفس، دم بادم، قلب با قلب، روح باروح ہو جائے۔ اور "تمہارا گوشت میرا گوشت اور تمہارا خون میرا خون ہے"، کا مصداق بن جائے۔ جس وقت اہل دعوت ورد وظائف، قرآن مجید سے علم دعوت شروع کرتا ہے، تو تمام انبیاء و اولیاء اللہ کی ارواح اس کے گرداگرد حلقہ باندھ کر دور مدوّر دعوت پڑھتی ہیں۔ اور وہ جملہ ارواح کے ساتھ وابستہ اور پیوستہ ہو کر درمیان میں بیٹھا ہوتا ہے۔ جو شخص دعوت پڑھنے کا ایسا عمل جانتا ہے، اس کے لیے دعوت کا پڑھنا جائز ہے۔ دعوت پڑھنا احمق اور نفسانی خواہشات کے حامل کا کام نہیں۔

بیت

اہل دعوت حاکم اور کامل فقیر ہوتا ہے۔ کل و جز اس کے قبضے میں ہوتا ہے۔ اور

علم دعوت یدم دوام بقلب روح تمام بہر مقام تصور۔ این تصور سی حرف سی ہزار علم بکشاید واز ہر یک حرف حکمت گنج تصرف مینماید۔

تصور تصرف ا کلید حاضرات	تصور تصرف ب کلید حاضرات	تصور تصرف ت کلید حاضرات	تصور تصرف ث کلید حاضرات	تصور تصرف ج کلید حاضرات
تصور تصرف ح کلید حاضرات	تصور تصرف خ کلید حاضرات	تصور تصرف د کلید حاضرات	تصور تصرف ذ کلید حاضرات	تصور تصرف ر کلید حاضرات
تصور تصرف ز کلید حاضرات	تصور تصرف س کلید حاضرات	تصور تصرف ش کلید حاضرات	تصور تصرف ص کلید حاضرات	تصور تصرف ض کلید حاضرات
تصور تصرف ط کلید حاضرات	تصور تصرف ظ کلید حاضرات	تصور تصرف ع کلید حاضرات	تصور تصرف غ کلید حاضرات	تصور تصرف ف کلید حاضرات
تصور تصرف ق کلید حاضرات	تصور تصرف ك کلید حاضرات	تصور تصرف ل کلید حاضرات	تصور تصرف م کلید حاضرات	تصور تصرف ن کلید حاضرات
تصور تصرف و کلید حاضرات	تصور تصرف ه کلید حاضرات	تصور تصرف لا کلید حاضرات	تصور تصرف ء کلید حاضرات	تصور تصرف ی کلید حاضرات

وہ غالب امیر ہوتا ہے۔

علم دعوت دم کے ساتھ دائمی طور پر اور قلب و روح کے ساتھ پورے طور پر اور ہر مقام پر تصور کے ساتھ پڑھا جاتا ہے۔ ان تیس[1] حروف کے تصور سے ہزار ہا علم حاصل ہوتے ہیں۔ ہر حرف سے گنج تصرف کی حکمت نمایاں ہوتی ہے۔

(حروف تہجی کا نقش سامنے صفحہ پر ملاحظہ فرمائیں)

۱۔ حروف تہجی کو حضرت سلطان باھوؒ نے اپنی بیشتر کتابوں میں نقوش اور دائروں کے طور پر درج کیا ہے۔ "عقل بیدار" کے علاوہ "نور الہدیٰ کلاں" میں بھی یہ نقش موجود ہے۔ حضرت قبلہ فقیر نور محمد صاحب کلاچویؒ نے "حق نما" (اردو ترجمہ نور الہدیٰ) صفحہ ۱۹۰ پر اس کی کچھ تشریح فرمائی ہے۔ اسے یہاں دہرانا باعث طوالت ہو گا۔ حروف تہجی کے اسرار و رموز پر متقدمین علماء اور فلاسفہ نے اپنی کتابوں میں بہت کچھ لکھا ہے۔ ان میں شیخ اکبر محی الدین ابن عربیؒ (۵۶۰ ھ ۶۳۵ ھ) کی کتاب "فتوحات مکیہ"، علامہ عبد الرحمٰن ابن خلدون المغربیؒ (۷۳۲ ھ ۸۰۸ ھ) کی کتاب "مقدمہ ابن خلدون"، شیخ ابو العباس احمد بن علی بونیؒ کی کتاب "شمس المعارف" اور موجودہ دور کے حضرت حسن نظامی دہلویؒ کی معرکۃ الآرا کتاب "اسرار اسم اعظم" سرفہرست ہیں۔ حروف تہجی کے اسرار و رموز پر ان بزرگوں نے جو کچھ لکھا ہے، اس کے صرف خلاصے کے لیے بھی ایک الگ کتاب درکار ہو گی۔ سب سے پہلے قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے حروف تہجی کو حروف مقطعات کی شکل میں بالکل الگ طور پر نازل فرمایا۔ حروف مقطعات حرف تہجی ہی ہیں اور یہی ان کی بہت بڑی اہمیت اور وقعت ہے۔ (مزید تفصیلات ان متذکرہ بالا کتب میں ملاحظہ فرمائیں)۔

سلطان العارفین حضرت سلطان باھوؒ نے حروف تہجی کو تصور میں تحریر اور مرقوم کرنے کا فلسفہ اور راز بتایا ہے۔ ان حروف تہجی کے تصور سے وہ تمام فوائد اور مقاصد حاصل ہو جاتے ہیں، جو ان سے متعلق اور وابستہ ہیں۔ ہر حروف کے چاروں طرف تصور، تصرف، کلید اور حاضرات کا لفظ لکھا ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ جب ان حروف کا تصور کیا جاتا ہے، تو ان کے ایک طرف تصور کی راہ کھلتی ہے اور دوسری طرف اس کا تصرف حاصل ہوتا ہے۔ ایک طرف اس کی کلید عطا ہوتی ہے، تو دوسری طرف اس کی حاضرات ہوتی ہے۔

تمام زبانیں، تمام آسمانی کتابیں، تمام اصوات اور آوازیں انہی حروف تہجی پر مشتمل ہیں۔ ان سے باہر کوئی شے نہیں۔

نقش وجودیہ کہ کشایندہ عقدۂ معرفت توحید بالیقین است۔ نقش این است۔

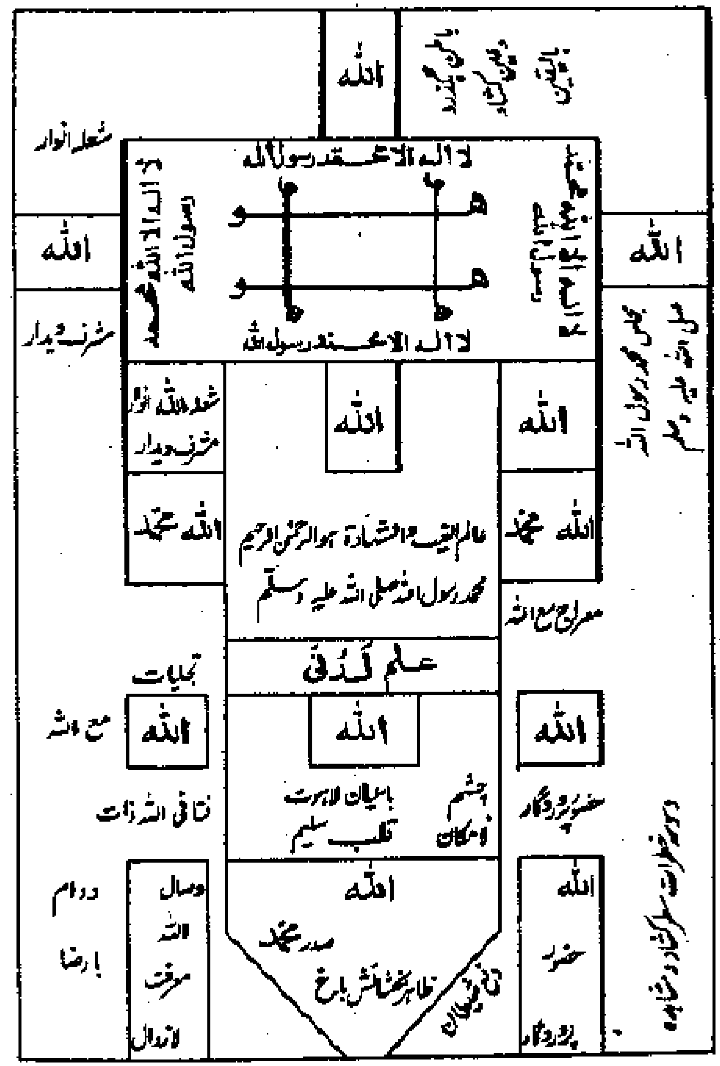

نقش وجودیہ[1] جو یقینی طور پر معرفت خداوندی اور توحید الٰہی کا عقدہ کھولنے والا ہے۔ نقش یہ ہے۔

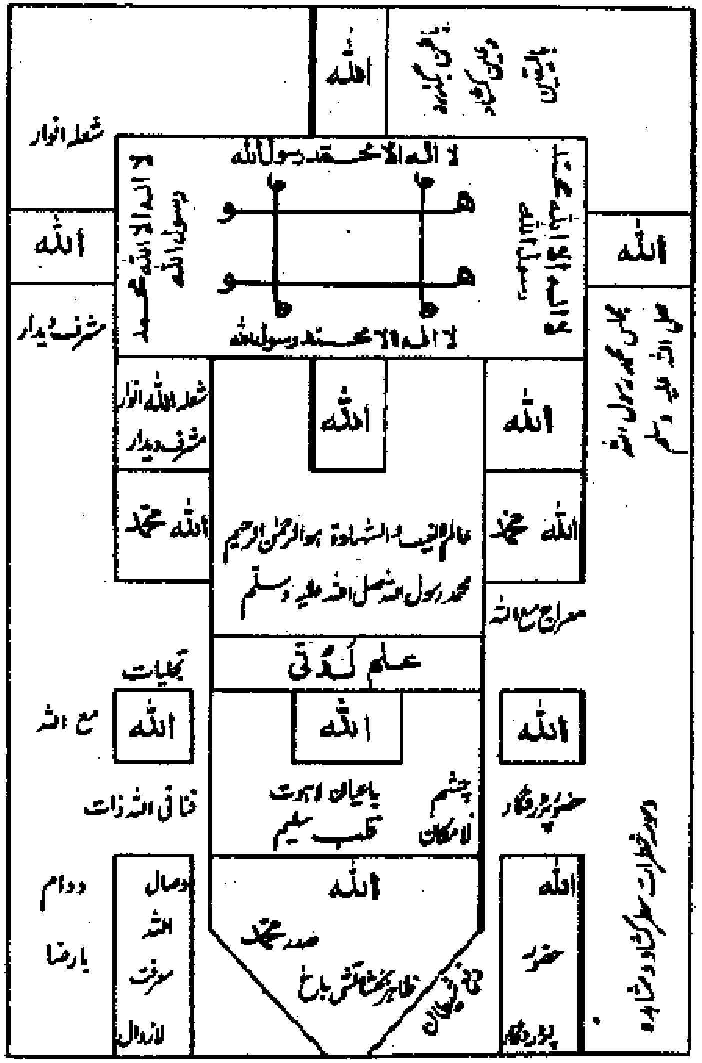

ا۔ یہ پورے جسم انسانی یا وجود کا نقش ہے۔ اور یہی نقش وجودیہ ہے۔ اسی کے تصور کی مشق کی جاتی ہے۔ جہاں جہاں جو اسماء تحریر ہیں، وہاں وہاں باری باری یہی اسماء تصور کے ذریعے نقش اور تحریر کیے جاتے ہیں۔ صرف اسماء یعنی اللہ، للہ، لہٗ، ھو اور اسم محمدؐ ہی نقش اور تحریر کیے جاتے ہیں۔ دوسرے الفاظ اور جملے تحریر کرنے کی ضرورت نہیں۔ اور اگر کوئی نقش نہ کر سکے، تو اسے صرف دیکھنا چاہیے۔ اگر ہو سکے، تو کلمہ طیبہ بھی تحریر کرنا چاہیے۔

محبت عین نما است و مؤمن حق بردار است۔ از مشق وجودیہ طالب را وجود مثل سیماب گردد، بجنبد۔ از یک جثہ ہزار شمار برآید۔ و جملہ جسمہا باز دریک جثہ درآید و گاہی بند بند جدا شود۔ ازین اعضاء، اعضاء باشد یکی گردد۔ گاہی از خود خود برآید، چنانچہ زن زاید فرزند را۔ مشق وجودیہ خلاف نفس، و خلاف دنیا و خلاف شیطان و خلاف شہوت و خلاف ہوا است۔

نقش اسماء الحسنٰی مبارکہ

یااللہ	یارحمٰن	یارحیم	یامالک	یاقدوس	یابدوح	یاسلام	یامومن	یامھیمن	یاعزیز
یاجبار	یاقہار	یاخالق	یاباریٔ	یاغفور	یاغفار	یاشکور	یاوہاب	یارزّاق	یامتکبر
یاعلیؐ	یاکبیر	یاحافظ	یامقیط	یاحسیب	یاجلیل	یاکریم	یارقیب	یامجیب	یاواسع
یاودود	یامجید	یاباعث	یاشہید	یاحق	یاوکیل	یاقوی	یافتاح	یاخالص	یاعالم
یاباسط	یاحفیظ	یاربّ	یارافع	یامعزّ	یامذل	یاسمیع	یابصیر	یاعلیم	یاعادل
یاخبیر	یاحلیم	یاعظیم	یاعفو	یامبین	یاولی	یاحمید	یاخفی	یابدیع	یامحی
یامیت	یامقسط	یاحیّ	یاقیوّم	یاقابض	یااحد	یاصمد	یاقادر	یامقتدر	یامقدم
یاآخر	یااوّل	یاظاہر	یاباطن	یاوالی	یامتعال	یابرُ	یاتوّاب	یامنعم	یامنتقم
یارؤف	یاذوالجلال	یاجامع	یاغنی	یامغنی	یامعطی	یانافع	یاصالح	یانور	یاہادی
یابدیع	یاباقی	یارشید	یاصبور	یاصادق	یاستّار	یٰسین	کمثلہ	شیٔ	وھو
السمیع	العلیم	وعلام	الحق	انّک	لاتخلف	المعیاد	محمّد	محمود	فقر
احد	فیض	فضل	جمیعت	تمام	کل	اللہ	محمّد	اللہ	محمّد

محبت عین نما ہے۔ اور مؤمن حق بردار ہے۔ مشق وجودیہ سے طالب کا وجود پارے کی مانند ہو جاتا ہے، جو حرکت کرتا ہے، تو اس کے ہزار حصے اور ٹکڑے بن جاتے ہیں۔ اور پھر تمام حصے اور ٹکڑے ایک جسم بن جاتے ہیں۔ اور کبھی جسم کے بند بند جدا ہو کر پھر ایک بن جاتے ہیں۔ اور پھر یہ اعضاء مل کر ایک ہو جاتے ہیں۔ اور پھر ان میں سے خود بخود اعضاء برآمد ہوتے ہیں۔ جیسے عورت بچے پیدا کرتی ہے۔ یہ وجودیہ مشق نفس، دنیا، شیطان، شہوت اور حرص و ہوا کے خلاف ہے۔

نقش اسماء الحسنٰی مبارکہ[1] سامنے صفحہ پر دیکھیں

۱۔ اللہ تعالیٰ کی یوں تو بے شمار صفات ہیں اور اس کی ہر صفت کا ایک اسم مظہر ہے۔ لیکن احادیث میں ننانوے اسماء صفات مذکور ہیں۔ جیسا کہ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا: کہ اللہ تعالیٰ کے ننانوے نام ہیں۔ اور جس نے ان کو یاد کر لیا۔ وہ جنت میں جائے گا۔ ان اسماء کے اسرار و رموز کے متعلق علماء اور مشایخ نے بہت کچھ تحریر کیا ہے۔ یہاں ان کا احاطہ کرنا ممکن نہیں۔ ان تمام ناموں میں سے صرف ایک خدا کا ذاتی نام ہے اور وہ ہے اسم اللہ۔ باقی تمام نام صفاتی ہیں۔ بعض علماء اور بزرگ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے تین ہزار نام ہیں۔ مگر قرآن اور احادیث میں ننانوے ناموں پر اکتفا کیا گیا ہے۔ چنانچہ وہ ننانوے اسماء حضرت سلطان العارفینؒ نے اس نقش میں درج فرمائے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا ہر اسم ایک صفت کو ظاہر کرتا ہے۔ اور اس صفت کا ایک عالمگیر دائمی فعل دنیا میں کار فرما ہے۔ مثلاً اللہ تعالیٰ کے اسم ربّ الرّحیم کو لو۔ چنانچہ اس اسم کے فعل کی ہمہ گیر کار فرمائی کو جب ہم دیکھتے ہیں، تو انسانی عقل دنگ رہ جاتی ہے۔ اس کی ادنیٰ مثال یہ ہے کہ دنیا میں جس قدر مخلوقات ادنیٰ، اعلیٰ، انسان، حیوان، چرند، پرند، کیڑے مکوڑے، کیا خاکی، آبی، ہوائی وغیرہ سب کی پرورش اور تربیت کا انتظام اس اسم کے عالمگیر قدرتی فعل کے ذریعے ہو رہا ہے۔ یعنی ہر جاندار کی مادہ اور ماں کو جو رحم اور شفقت اپنے بچے اور اولاد سے ہے، اس اسم ربّ الرّحیم کے فعل کا ایک ادنیٰ کرشمہ ہے۔ یہی رحم اور شفقت تمام مخلوقات کی تربیت اور پرورش کا ذریعہ اور سبب ہے۔ غرض اللہ تعالیٰ کی ہر صفت کے لیے ایک اسم مقرر ہے۔ اور ہر اسم کا ایک عالمگیر فعل اس دنیا میں کارفرما ہے۔ جو شخص جس اسم کا عامل ہو جائے۔ وہ اس اسم کی صفت سے متصف ہو کر اس کے نور صفات و اسماء و افعال سے منوّر ہو جاتا ہے۔ اور عالم، نفس و آفاق میں اس نور کے ساتھ کارفرما ہو جاتا ہے۔ چنانچہ ہر اسم کے بے شمار مؤکّل ملائکہ اس کی خدمت پر مامور ہوتے ہیں۔ وہ سب اس عامل کے عمل اور تصرّف میں آ جاتے ہیں، جس کی تفصیل بہت طوالانی ہے۔

این راه رفتن بپای جان است که برآن جان تصدق فدا هر دو جهان است۔ حاصل کردن نور ایمان و غالب شدن برشیطان، در حکم آوردن نفس حیوان۔ در وجود کسیکه اسمِ اللہ ذات و یاآنکه از اسماء نود و نُه نام باری تعالٰی و یاآنکه کلمہ طیب لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ و یاآنکه اسم حضرت ابوبکر صدیقؓ و یاآنکه اسم حضرت عمر خطابؓ و یاآنکه اسم حضرت عثمان غنیؓ و یاآنکه اسم حضرت علی المرتضٰی کرم اللہ وجہہٗ و یا اسم حروف بسم اللہ الرحمٰن الرحیم در جسد جسم نفع دهد، تاثیر کند و جمعیت بخشد و لایحتاج گرداند و بمشرف حضور رساند۔ این چنین صاحب عامل وجود گنج باطلسمات وجودیہ صاحب مشق، معرفت مقرب را بحق۔ نظر او نور، ہفت اندام اُو نور، قلب باقلب نور، خوردن اُو نور، خواب اُو نور، بیداری او نور۔ چون صاحب نور و آئینہ روشن ضمیر حضور۔ اگر آتش دوزخ درآید، از غلبات نور آتش دوزخ از بُود نابُود بسر خاک خاکستر شود۔ این چنین اہل دیدار در بہشت درآید، در نظر اُو بہشت، حور قصور زشت خوار۔ اینست مراتب عاشقان یک وجود دوام فی اللہ معبود۔

بیت

معشوق عشق عاشق هرسه یکی است اینجا　　چون وصل در نگنجد هجران چه کار آید

نقش ولایت ہادی ہدایت لانہایت این است :-

یہ راہ (فقر) جان کے پاؤں سے چل کر طے ہوتی ہے۔ جس پر جان (و مال) اور دونوں جہان صدقے ہیں۔ اس کے حاصل کرنے سے ایمانی نور حاصل ہوتا ہے اور شیطان پر غالب آتا ہے۔ اور حیوان نفس کو مطیع کر لیتا ہے۔ جس شخص کے وجود میں اسم اللہ ذات، یا باری تعالٰی کے ننانوے نام یا کلمہ طیبہ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ الرَّسُوْلُ اللّٰهِ، یا اسم حضرت ابوبکرؓ یا حضرت عمرؓ یا اسم حضرت عثمان غنیؓ یا اسم حضرت علی المرتضٰی کرم اللہ وجہہٗ، یا بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ کے حروف نفع اور تاثیر بخشتے ہیں اور جمعیت عطا کرتے ہیں، تو اسے لامحتاج بنا دیتے ہیں۔ اور حضوری سے مشرف کرتے ہیں۔ اس قسم کا گنج باطلسمات وجود رکھنے والا عامل، صاحب مشق وجودیہ، صاحب معرفت اور مقرب حق ہوتا ہے۔ اس کی نظر، اس کے ہفت اندام اور قلب نور ہو جاتے ہیں۔ اس کا کھانا (پینا)، اس کی نیند و بیداری نور ہو جاتے ہیں۔ اگر ایسا صاحب نور، آئینہ روشن ضمیر اور صاحب حضور آتش دوزخ میں چلا جائے، تو اس کے غلبات نور سے دوزخ کی آگ بود سے نابود اور جل کر راکھ بن جائے۔ ایسے اہل دیدار اگر بہشت میں آئیں گے، تو ان کی نظر میں بہشت اور حور و قصور بے وقعت اور خوار ہوں گے۔ یہ مراتب ان عاشقوں کے ہیں، جو اللہ معبود کے وجود کے ساتھ ہمیشہ ایک ہو جائیں گے۔

بیت

معشوق، عشق اور عاشق تینوں یہاں ایک ہیں۔ جب وصل کی گنجائش ہی نہیں، تو پھر ہجر کا کیا دخل؟

نقش ولایت[1] ہادی ہدایت لانہایت یہ ہے۔

[1] اس نقش کو حضرت سلطان باھوؒ نے نقش ولایت اس لیے کہا ہے کہ اس میں اسم اللہ ذات اور اسم محمدؐ کے علاوہ چار یار کے نام بھی تحریر کیے ہیں۔ اس نقش کو دیکھنے سے طالب کے دل میں چار یار کی الفت پیدا ہوتی ہے۔ اور چونکہ یہ چاروں اللہ تعالٰی کے بہت بڑے ولی بھی ہیں، اس لیے ان کی ولایت کے فیوض اور برکات بھی طالب کو حاصل ہوتے ہیں۔ اللہ تعالٰی خود بھی ولی ہے، کیونکہ اللہ تعالٰی کا ایک نام ولی بھی ہے اور نبی ولی بھی ہوتا ہے اور حضورؐ رسول ہونے کے ساتھ ساتھ ولی بھی ہیں۔ اس لیے یہ نقش ولایت ہے۔

الله جلّ شانہٗ		محمد صلّی اللہ علیہ وسلّم
ابوبکر صدّیق رضؓ		عمر ابن الخطاب رضؓ
عثمان ابن عفّان رضؓ		علی ابن ابی طالب رضؓ

اگر طالب روز اوّل می خواہد معرفت، قرب حضور، قرب فی اللہ حضور و غرق نور، جامع جمیعت کُل جز ابتداء و انتہاء یکبارگی از مرشد طلب کند، مرشد کامل را می باید از اسم اللہ ذات و یا از دائرہ نقش چنان بکشاید کہ آنچہ مطالب طالب است، مشروحاً نماید۔ از علم حضور، حضور بخشد و از جملہ ظلمات بیرون بر کشد۔

قَوْلُہٗ تَعَالٰی :-

اَللّٰہُ وَلِیُّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا یُخْرِجُھُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَی النُّوْرِ[1] ط

عارف فی اللہ نورانی، عالم باللہ سیرانی از علم سرّ خواند، سرا پردہ حجاب برخیزد۔ از سر تا قدم جثہ با جملہ نُور ریزد۔ اینست مراتب "ھمہ اوست"۔ سر مغز و پوست، پیوستہ باش بدوست۔ اگر دیدہ داری، دیدار ببین۔ اگر دیدہ نداری، طلب کن۔ مردار جیفہ بی دین۔ درمیان بندہ و خدای تعالیٰ کہ پردہ حجاب است، ہمین دنیا است۔ جُملہ بلا و آفات را دریک خانہ جمع کنند۔ کلید اُو ہمین دنیا است۔ دُنیا دُون است، فریب دھندہ ھر دو جہانست۔ عاقل را بس بود آنکہ

[1] سورہ البقرہ ۲: ۲۵۷

الله جلّ شانہٗ		محمد صلّی اللہ علیہ وسلّم
ابوبکر صدّیق رضؓ		عمر ابن الخطاب رضؓ
عثمان ابن عفّان رضؓ		علی ابن ابی طالب رضؓ

اگر طالب پہلے ہی دن مرشد سے معرفت، قرب حضور، قرب فی اللہ حضور، غرق نور اور جامع جمیعت کُل و جز ابتداء سے انتہاء تک یکبارگی طلب کرے، تو مرشد کامل کو چاہیے کہ اسم اللہ ذات یا نقش دائرہ سے طالب کے تمام مطالب کو اس طرح کھول دے کہ اس کی مکمل تشریح اس کو نظر آنے لگے۔ اور علم حضور سے اسے حضوری بخشے اور اسے جملہ تاریکیوں سے نکال دے۔

ارشاد خداوندی ہے :

"اللہ ایمان والوں کا دوست ہے۔ وہ ان کو اندھیروں سے نکال کر روشنی کی طرف لے آتا ہے۔"

عارف فنا فی اللہ نورانی اور عالم باللہ سیرانی جب علم سرّ پڑھتا ہے، تو تمام حجاب دور ہو جاتے ہیں۔ اور سر سے پاؤں تک اس کا تمام وجود نور بن جاتا ہے۔ یہ "ہمہ اوست" کے مراتب ہیں، جسے سر مغز و پوست بھی کہتے ہیں، جو دوست کے ساتھ ملاتا ہے۔ اگر تو آنکھ رکھتا ہے، تو دیدار کر۔ اگر تو آنکھ نہیں رکھتا، تو پھر (ایسی) آنکھ طلب کر۔ دنیا مردار اور بے دین لاشہ ہے۔ اور بندے اور اللہ کے درمیان پردہ اور حجاب یہی دنیا ہے۔ اگر تمام آفات اور مصائب کو ایک مکان میں جمع کر دیا جائے، تو اس کی اساس یہی دنیا ہے۔ دنیا کمینی ہے اور ہر دو جہان میں فریب دینے والی ہے۔ عقلمند کے لیے یہی

ولی اللہ اولیاء اللہ کہ گنج غیبی بی شمار تصرف کند از مشرق تا مغرب در قید ولی اللہ بود۔ ولی اللہ بادشاہ ظل اللہ۔ پیش فقیر قادری عارف نظار این مرتبہ آسان کار است۔ از برای جمعیت نمیکند اختیار۔ از ہزار بادشاہی بہتر است یکدم بحضور قرب الٰہی کہ میگذرد۔

بیت

بادشاہان از غلامان شد غلام زانکہ من دارم حضوری حق دوام

بادشاہ را مرتبۂ ذلت است۔

قَوْلُہٗ تَعَالٰی:۔

وَتُذِلُّ مَنْ تَشَآءُ[1] ط

و فقیر را مرتبۂ عزت است۔

قَوْلُہٗ تَعَالٰی:

وَتُعِزُّ مَنْ تَشَآءُ[2] ط

و یا فقیر بامعرفت تنہا در بر و یا آنکہ تنہا بر کنارۂ بحر و یا آنکہ تنہا بر قبر اولیاء اللہ شہسوار غالب الاولیاء چنان دعوت خواند کہ ہر دو جہان را بجنباند و جملہ ارواح انبیاء، اولیاء اللہ در حیرت و غم و جملہ مؤکل فرشتہ در عبرت۔ عالم ہژدہ ہزار در قید و افسوس۔ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بمع اصحاب کبار و حضرت امام حسن و امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما و حضرت شاہ محی الدین قدس سرہٗ العزیز مجمل مجموعہ جمع شدہ، اہل خوانندہ این چنین دعوت را باچشم ظاہر دست گرفتہ، آنچہ کار مشکل مہمات باشد، دینی و دنیوی

۱۔ سورہ آل عمران، ۳: ۲۶ ۲۔ ایضاً

ایک بات کافی ہے۔ بے شمار غیبی خزانے مشرق سے مغرب تک اولیاء اللہ کے تصرف اور قبضے میں ہوتے ہیں، جن کو وہ خرچ کرتا ہے۔ ولی اللہ بادشاہ اور ظل الٰہی ہوتا ہے۔ فقیر قادری عارف باللہ کے لیے ان مراتب تک پہنچنا آسان کام ہے۔

وہ (بادشاہی) کو جمعیت کے لیے اختیار نہیں کرتا۔ ہزار بادشاہتوں سے ایک لمحہ قرب حضور الٰہی میں رہنا بہتر ہے۔

بیت

بادشاہ میرے غلاموں کے غلام ہیں۔ اس لیے کہ میں دائمی طور پر حق تعالیٰ کی حضوری رکھتا ہوں۔

بادشاہ کا مرتبہ ذلت کا مرتبہ ہے۔

ارشاد خداوندی ہے:

"اور وہ جسے چاہتا ہے، ذلیل کرتا ہے۔"

اور فقیر کا مرتبہ عزت والا ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:۔

"اور وہ جسے چاہتا ہے، عزت دیتا ہے۔"

اور یا فقیر عارف تنہا صحرا میں یا سمندر کے کنارے یا یہ کہ تنہا اولیاء اللہ کی قبر پر شہسوار غالب الاولیاء کی طرح اس طرح دعوت پڑھتا ہے کہ دونوں جہانوں کو ہلا کر رکھ دیتا ہے، جس سے جملہ ارواح انبیاء اور اولیاء اللہ مغموم اور حیرت زدہ ہو جاتی ہیں۔ اور تمام مؤکلات اور فرشتے عبرت میں آ جاتے ہیں اور اٹھارہ ہزار عالم اس کی قید میں آ جاتے ہیں۔ اور افسوس کرتے ہیں۔ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صحابہ کرامؓ کے ساتھ، حضرت امام حسن اور حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے ساتھ اور حضرت شاہ محی الدین قدس اللہ سرہٗ العزیز کے ساتھ جمع ہو کر ایسی دعوت پڑھنے والے کا ہاتھ ظاہری آنکھوں کے ساتھ پکڑتے ہیں اور تمام دینی اور دنیوی مشکلات اور مہمات حل کر دیتے ہیں۔ اور دونوں جہان کے ہر مقصد کو پورا کر دیتے ہیں۔ بعد ازاں

حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم بکشاید میفرماید و آنچہ مطالب دارین است، مینماید۔ بعد ازان ہنوز بتوجہ علم خواندن دعوت نشود کہ کار اُو فرشتہ موکل پیش حاضر کند۔

بیت

باھُوؒ مرد را منصب بود اہل از مقام   دعوت از دم می برآید شد تمام

کامل عامل دعوت عدو را بادم چنان بگیرد کہ دران یکدم عدو بمیرد۔ بدین طریق اہل دعوت دم توفیق مثل مار است۔ ھرکرا بادم ازدم گیرد، دم را بادم کشتہ شود و بمیرد و کامل قادری محرم دم دوام است کہ دریکدم عالم طی تمام است۔ دم ازدم چنانچہ حاکم حکم مرقوم اعلام۔ کامل قادری را نظر گنج خزانہ غیبی لاریبی۔ احتیاج ندارد از روز معاش اورنگ زیب۔ فقیر را اوّل تصرّف آزمایش نان و تصرّف آزمایش جہان کند۔

قَالَ النَّبِیُّ عَلَیْهِ السَّلَامُ:۔

اِنَّ اللّٰہَ یَجْرِبُ الْمُؤمِنِیْنَ بِالْبَلَاءِ کَمَا یَجْرِبُ الذَّھَبَ فِی النَّارِ[1]

فقیر درویش عارف ولی اللہ عالم باللہ پیر مرشد استاد و طالب مرید و شاگرد اہل ولایت مراتب غوث و قطب صاحب منصب، ابدال، اوتاد۔ ھرآنکس باشد واصل کہ اوّل تصرّف ظاھر و تصرّف باطن میکند حاصل کہ آن را جملہ مجمل مجموعہ جمیعت دارین کُل گویند۔ ظاھر تصرّف آنچہ گنج سیم و زر نقد جنس اوّل خزائن اللہ تاثیر نظر۔ حال اکسیر کیمیا و علم تکسیر احوال کہ مطلق فقیر را ظاھر لا یحتاج عنایت است و تصرّف باطن تماشہ مقام ابد حسابگاہ یوم الحشر۔ بنظر نگاہ شب و روز زُد بدرد الحاہ آہ آہ آہ جان کباب بریان و از چشم خون گریان و

۱۔ نقل از فوائد الفواد

موکل اور فرشتے جب تک اس کا کام اس کے سامنے پیش نہ کریں، تو سمجھو کہ اس نے ٹھیک ٹھیک توجہ سے دعوت نہیں پڑھی۔

بیت

اے باھُوؒ! مرد کو منصب اور مقام حاصل ہوتا ہے۔ وہ لوگوں کو ہدایت کی دعوت اسی وقت دیتا ہے، جب مرد کامل ہو جاتا ہے۔

کامل عامل دعوت پڑھنے والا دشمن کو دم کے ساتھ اس طرح پکڑتا ہے کہ دشمن ایک لمحہ میں ہلاک ہو جاتا ہے۔ اس طریقے سے اہل دعوت صاحب توفیق کا دم سانپ کے دم کی طرح ہے، جسے وہ دم کے ساتھ گرفت میں لیتا ہے، تو اسے ہلاک کر دیتا ہے اور وہ مر جاتا ہے۔ کامل قادری دوامی دم سے آشنا ہے کہ فی الفور تمام عالم کو طے کر لیتا ہے۔ اس کا دم ایسا ہے جیسے حاکم کا تحریری حکم اور اعلان ہوتا ہے۔ کامل قادری کی نظر غیبی لاریبی خزانوں پر ہوتی ہے۔ اسے روزی کے لیے کسی اورنگ زیب (بادشاہ) کا محتاج نہیں ہونا پڑتا۔ فقیر پہلے تصرّف روزگار میں اور پھر تصرّف جہاں میں امتحان لیتا ہے۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا ارشاد گرامی ہے:

”بے شک اللہ تعالیٰ مؤمنین کی آزمائش مصائب سے اس طرح کرتا ہے، جس طرح سونے کی آزمائش آگ سے کی جاتی ہے۔“

جو پیر و مرشد و استاد خود فقیر درویش عارف ولی اللہ عالم باللہ (کامل) ہے، اس کا شاگرد یا طالب یا مرید خود ہی اہل ولایت، غوث، قطب، صاحب منصب، ابدال یا اوتاد کا مرتبہ حاصل کر لے گا۔ جو شخص واصل ہے، وہ پہلے ظاہری و باطنی تصرّف حاصل کرتا ہے۔ اس کو مکمل جمیعت دارین کُل کہتے ہیں۔ ظاہر تصرّف تو یہ ہے کہ پہلے سیم و زر اور نقد و جنس کے الٰہی خزانے نظر کی تاثیر سے بخشے اور اکسیر کیمیا اور علم تکسیر (علم دعوت القبور) کا حال احوال عنایت کرے۔ کیونکہ جو مطلق فقیر ہے، وہ ظاہری طور پر بالکل لایحتاج ہوتا ہے۔ اور تصرّف باطنی سے وہ مقام ابد اور مقام حشر یوم الحساب کا تماشا دن رات کرتا ہے۔ اور ان کو دیکھ کر درد کے مارے آہیں بھرتا ہے۔ اس کی جان جل

تمام تصرف تماشہ مقام دنیا۔ درقید قبض تصرف آوردن ملک سلیمانی ربانی۔ از دنیا تماشہ افسوس نمانی و تصرف تماشہ عقبیٰ۔ بہشت حور قصور، نعمت میوہ۔ مرشد طالب صادق این چہار مقام و چہار تصرف۔ در ہر تصرف جمیعت نفس نان و تصرف ہرزمان بیان۔ این ہرچہار تصرف چہار لذت است۔ اوّل لذت ذائقہ خوردن انواع طعام۔ دوم لذت شہوت، مجامعت زن۔ سیوم لذت حکم حکومت۔ چہارم: لذت علم بمطالعہ بی معرفت۔

این ہرچہار لذت نصیب کم بخت کم طالع۔ این چنین تصرف ناقص است، بلکہ این ہرچہار تصرف خوش وقتی نفس۔ برطالب اللہ مُردار در تصرف۔ پنجم: معرفت اللہ، و لذت پنجم دیدار کہ بہ از دنیا و بہشت بسیار۔

کامل را تصرف باطن ہدایت، آزمایش، تجربہ لانہایت کہ مرتبۂ ممات و تصرف ممات ولذت، تلخی ممات وحسابگاہ قبر ممات و گذر پل صراط ممات و دخل بہشت شدن ممات شراباً طہوراً ساغر از دست حضرت محمد الرسول صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم نوشیدن ممات و برخیز از قبر برآمدن مماۃ و صور اسرافیل علیہ السّلام باستماع ممات وزن ترازو ممات۔ این جملہ احوالات ہردم و ہمیشہ باعیان می بیند و دوام مجلس صحبت با اولیاء اللہ و انبیاء اللہ می باشد۔ این را جمیعت باطن گویند۔ ہرکہ این تماشا تصرف باتوفیق تحقیق از طریق در تصرف اختیار نبود، ہرگز فقیر نشود۔

کر کباب ہو جاتی ہے۔ اور آنکھوں سے خون کے آنسو بہتے ہیں۔ اور مقام دنیا کا تمام تصرّف اسے حاصل ہوتا ہے۔ اور ملک سلیمانی ربانی اس کی قید اور قبضے میں ہوتا ہے۔ اور وہ دنیا کے تماشے پر افسوس کرنے کے بغیر نہیں رہ سکتا۔ اور اسے عقبیٰ کا تصرّف بھی حاصل ہوتا ہے۔ اور بہشت، حور و قصور، (جنّت کی) نعمتیں اور میوہ جات اس کو میسّر ہوتے ہیں۔ مرشد طالب صادق کو یہ (حسب ذیل) چار مقام اور چار تصرّفات عنایت کرتا ہے۔ ہر تصرّف میں نفس کی روزی کی جمیعت اور ہر زمانے کا تصرّف شامل ہے۔ ان مذکورہ بالا تصرّفات میں چار لذّات ہیں:

پہلی لذت: مختلف انواع کے کھانوں کی لذّت۔ دوسری لذت: لذّت شہوت اور عورت سے جماع کرنے کی لذت۔ تیسری لذت: حکومت اور اقتدار کی لذّت ہے۔ چوتھی لذت: بے معرفت مطالعہ اور (ظاہری) علم کی لذت ہے۔

یہ چاروں لذات کم بخت اور بد قسمت کو نصیب ہوتی ہیں۔ اس قسم کا تصرّف ناقص ہے، بلکہ یہ چاروں تصرفات نفس کی خوش وقتی کے لیے ہیں۔ تصرّف کے لیے طالب اللہ پر حرام ہیں۔ پانچواں تصرّف معرفت الٰہی ہے۔ اور پانچویں لذت دیدار الٰہی ہے، جو کہ دنیا اور بہشت دونوں سے بہت بہتر ہے۔

کامل کو باطنی تصرّف سے ہدایت، آزمائش اور لاانتہا تجربہ حاصل ہوتا ہے، جو مرتبۂ موت ہے اور اس سے اس کو موت کا تصرّف، لذّت اور تلخی موت کا تصرّف اور موت کے حساب کتاب اور قبر کا تصرّف اور موت کے بعد پل صراط سے گزرنے کا تصرّف اور موت کے بعد بہشت میں داخل ہونے اور شراب طہورا کا پیالہ حضرت محمد رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے دست مبارک سے نوش کرنے کا تصرّف اور قبر سے اٹھنے اور باہر آنے کا تصرّف، اور صور اسرافیل علیہ السّلام سننے کا تصرّف اور بعد از موت وزن اور ترازو کا تصرّف حاصل ہوتا ہے۔ وہ یہ تمام احوال ہر لحہ اور ہمیشہ عیاں طور پر دیکھتا ہے۔ اور ہمیشہ مجلس اور صحبت انبیاء اللہ اور اولیاء اللہ میں حاضر رہتا ہے۔ اس کو "جمیعت باطنی" کہتے ہیں۔ جس کو ان جملہ نظاروں کا تصرّف، اختیار، تحقیق باتوفیق اور طریق کے ساتھ حاصل نہیں، وہ ہرگز فقیر نہیں ہو سکتا۔

ابیات

خلق را وہم است جثہ درقبر — جثہ را باخود برد صاحب نظر
گاہ در توحید گاہ با مصطفیؐ — عارفان را جثہ از قدرت اِلٰہ
گاہ بالا عرش گاہی در قبر — جثہ سر است نوری سربسر
جثہ نوری نباشد زیر خاک — معرفت توحید اللہ راز پاک
اولیاء را قبر جنت خانہ — ہر کہ محرم نیست زان بیگانہ
از قبر بیرون برآید اولیاء — ہم سخن با تو شود بہراز خدا
میدھد آگہ الہام از دلیل — روح را پیغام دز روحش خلیل
ھرکرا چشم است می بیند حضور — کی بہ بیند کور چشمی بی شعور
ھرکہ مُرشد را نیابد در جہان — از قبرعارف شود صاحب عیان
اولیاء حاضر شود درھر مقام — می بود حاضر بگفتن اسم نام
باھوؒ روحانی مکانی لامکان — نُور حاضر نُور شد بی جسم جان

ہرکرا این مراتب رسد، آنرا حیات و ممات یکی شود، بلکہ جثہ نور درلامکان مشرف

دیدار اللہ حضور میرساند کہ مرتبہ ممات وحیات یادنماند۔ اینست مراتب ”ھمہ ازوست

ابیات

مخلوق کا یہ گمان ہے کہ ولی کا جسم قبر میں پڑا ہے، مگر صاحب نظر ولی اپنا جسم بھی اپنے ساتھ لے جاتا ہے۔

ولی کبھی مقام توحید میں اور کبھی بارگاہ مصطفیٰ صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم میں ہوتا ہے۔ عارفوں کا جسم اللہ تعالیٰ کی قدرت کا نمونہ ہوتا ہے۔

ولی کبھی عرش پر اور کبھی قبر میں ہوتا ہے۔ اس کا جسم سربستہ راز اور مکمل نُور ہوتا ہے۔

ولی کا نورانی جسم مٹی کے نیچے نہیں ہوتا۔ بلکہ وہ معرفت الٰہی اور توحید کا پاک راز ہے۔

اولیا اللہ کے لیے ان کی قبر جنت کا نمونہ ہوتی ہے۔ جو کوئی اس راز سے بے خبر ہے، وہ بیگانہ ہے۔ اولیاء اللہ اپنی قبروں سے باہر آجاتے ہیں۔ وہ تمہارے ساتھ اللہ کی خاطر ہم کلام ہوتے ہیں۔

اولیاء اللہ الہام اور دلیل کے ذریعے آگاہی بخشتے ہیں۔ ان کی روح خلیل اللہ کی طرح لوگوں کی روح کو پیغام دیتی ہے۔

جس کے پاس باطنی آنکھ ہے، وہ اپنے سامنے کی ہر چیز دیکھتا ہے۔ اندھا کیسے دیکھ سکتا ہے، کیونکہ وہ بے شعور ہے۔

جسے دنیا میں مرشد (کامل) نہ ملے، وہ عارف کی قبر سے فیض حاصل کر کے صاحب نظر ہو سکتا ہے۔

ولی اللہ ہر مقام پر حاضر ہو سکتا ہے۔ (صرف) اس کا نام پکارا جائے، تو وہ حاضر ہو جاتا ہے۔

باھوؒ روحانی طور پر لامکان میں رہتا ہے۔ وہ بے جسم و جان ہو کر اور نور بن کر نور الٰہی میں شامل ہو گیا ہے۔

جس کسی کو یہ مراتب حاصل ہو جائیں، اس کے لیے موت اور زندگی برابر ہے۔ اس کا نورانی جثہ لامکان میں اللہ تعالیٰ کی حضوری اور دیدار سے مشرف ہوتا ہے۔ ایسے

در مغز و پوست"۔

اللہ بس ماسوی اللہ ہوس

باید دانست کہ بر سر قبر دعوۃ تیغ برہنہ ھر آنکس خواند یا باشد صاحب توفیق حضورو یا آنکہ احمق خواند بی شعور۔ صاحب حضور از قبر اولیاء اللہ گنج برگیرد و بی شعور رجعت خوردہ، بمیرد۔

ابیات

باھُوؒ دعوتی بر قبر خواند شہسوار — دست دارد تیغ مثل ذوالفقار
عامل و کامل شود صاحب نظر — اہل روحانی بود آن را خبر
رجعت قبر لا دوا است، مگر توجہ کامل فقیر عامل صاحب قرب دوا است۔

لوگوں کو موت و حیات کا مرتبہ یاد نہیں رہتا۔ یہ تمام مراتب "ہمہ از وست در مغز و پوست" کے ہیں۔

اللہ بس ماسوی اللہ ہوس

جاننا چاہیے کہ کسی (ولی اللہ) کی قبر پر دعوت تیغ برہنہ صرف وہی شخص پڑھ سکتا ہے، جو حضوری رکھتا ہو اور صاحب توفیق ہو۔ یا وہ (دعوت) پڑھتا ہے، جو احمق اور بے شعور ہو۔ صاحب حضور اولیاء اللہ کی قبر سے خزانہ حاصل کر لیتا ہے۔ اور بے شعور رجعت کھا کر (دیوانہ ہو کر) مر جاتا ہے۔

ابیات

اے باہُوؒ! قبر پر کوئی شہسوار ہی دعوت پڑھ سکتا ہے، جو اپنے ہاتھ میں تلوار (حضرت علیؓ کی تلوار) ذوالفقار صفت رکھتا ہو۔

اس سے وہ عامل و کامل اور صاحب نظر ہو جاتا ہے۔ اور اس کو روحانی حضرات کی خبر ہوتی ہے۔ (اس کو کیا غم ہے)۔

رجعت قبر لا دوا ہے۔ مگر صاحب قرب کامل عامل فقیر کی توجہ سے اس کا علاج ہو جاتا ہے۔

شرح علم دعوت

صاحب دل پُر درد را از مردان خدا مرد و توجّہ کامل۔ قطعۂ دل صافست کہ از تاب کسان آب شود ورنہ دیگری یک مضغہ از آب گِل است۔

بیت

غلغل تسبیح زاہد گرچہ مقبول است لیک   آہ درد آلود رندان را صفای دیگر است

عالم عامل صاحب دعوت را دو احوال۔ ظاہر بر زبان ورد وظایف قال و باطن حضوری معرفت اللہ وصال۔ اہل دعوت کہ بدین صفت موصوف (نباشد)[1] ، رجعت و خون او بر گردن وبال در زوال و عامل صاحب دعوت را دو منصب مراتب است۔ یکی علم دعوت تصرّف خواند بر قبور۔ دوم تصوّر داند از اسم اللہ ذات حضور ہفت اندام اُو پُر معرفت اللہ نُور۔ این چنین عامل کامل صاحب دعوت سورہ مزمّل ورد بر زبان خواند و باطن خود را بحضور مجلس محمد رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم میرساند۔

خوانندۂ علم دعوت از دو حکمت خالی نباشد۔ در یک ہفتہ از مشرق تا بمغرب از جنوب تا شمال ھر اقلیم ملک بادشاہی را در تصرّف آوردہ، تمام عالم را می گیرد، کامل عامل است و یا آنکہ بخواندن علم دعوت مجنون و دیوانہ شود بمیرد ناقص خام است۔ عامل کامل صاحب دعوت را دو گواہ است و عظیم مشکل دو علم راہ است : یکی مرد نر شیر شہسوار در دست دارد قاتل تیغ برھنہ ذوالفقار۔

۱۔ نسخۂ خطی از سلطان احمد

شرح علم دعوت

صاحب دل پُر درد ہی راہ خدا کا مرد ہوتا ہے۔ اور اس کی توجّہ کامل ہوتی ہے۔ دل کا حقیقی ٹکڑا وہی ہے، جو مردان خدا کی توجّہ کی گرمی سے پانی بن جائے۔ ورنہ (عام) دل پانی اور مٹی کا ایک لوتھڑا ہی ہے۔

بیت

زاھد کی تسبیح کا شور اگرچہ مقبول ہے۔ مگر رندوں کی درد آلود آہ کی صفائی بالکل علیحدہ شے ہے۔

عالم عامل صاحب دعوت کے دو احوال ہیں۔ ظاہر زبان پر ورد وظائف اور قیل و قال ہوتی ہے۔ اور باطن میں ان کو معرفت خداوندی، حضوری اور وصال الٰہی حاصل ہوتا ہے۔ جو صاحب دعوت اس صفت سے متّصف نہیں، تو اس کی رجعت اور خون کا وبال اور زوال اس کی اپنی گردن پر ہے۔ عامل صاحب دعوت کے دو منصب و مراتب ہیں۔ ایک قبور پر تصرّف کے ساتھ علم دعوت پڑھنا۔ دوسرے تصوّر اسم اللہ ذات حضور کو سمجھنا اور جاننا، جس سے اس کے ساتوں اعضاء اللہ تعالٰی کی معرفت کے ذریعے پر نور ہو جاتے ہیں۔ ایسا عامل کامل صاحب دعوت زبان سے سورہ مزمّل پڑھتا ہے۔ اور باطن میں اپنے آپ کو مجلس محمدی صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم میں پہنچا دیتا ہے۔

علم دعوت کا پڑھنے والا دو حکمتوں سے خالی نہیں، جو ایک ہفتہ کے اندر مشرق سے مغرب تک اور جنوب سے شمال تک ہر ایک ملک اور سلطنت کو تصرّف میں لے آئے۔ اور تمام عالم پر قابض ہو جائے، وہ عامل کامل ہے۔ اور یا جو ناقص اور خام ہوتا ہے، وہ علم دعوت پڑھنے سے پاگل اور دیوانہ ہو کر مر جاتا ہے۔ عامل کامل صاحب دعوت کے لیے دو گواہ ہیں اور عظیم مشکلات کے لیے دو علوم کا راستہ ہے۔ ایک یہ کہ مرد نر شیر

دوم عارف نظار۔ ہر کہ بدین صفت علم دعوت خواند، وقت شروع ورد وظایف اول فرشتہ مؤکل ہمچون قطرات مطرات باران پیش او سرخ مہرھای زرین می افشاند کہ تمام عمر خوانندہ تصرف گنج محتاج نماند۔

این چنین علم دعوت را تصرف عوام گویند۔ عالم علم دعوتی چندانکہ خواند تصرف کند۔ این ابتداء مرتبہ فقیر لایحتاج، نہ این فقیر گدا بر ھر در سوال صدا۔ فقیر با جمعیت بخش است۔ دل غنی و دل قوی و بحضور نبیؐ نظار است کہ در تصرف ہوشیار است۔ این چنین گنج خزائن اللہ تصرف دار دبی شمار تمام بر نفس خود روا ندارد یکدرم دام۔ نیز عامل دعوت را دو عمل است: تصرف توفیق و تصور تحقیق۔ عالم دعوۃ و عامل علم دعوۃ و کامل علم دعوت و مکمل علم دعوۃ۔ جامع علم دعوت را دو عمل است:۔

اول نیت، دوم نماز۔ عامل دعوت آنست کہ بشروع علم دعوت ورد وظایف آنچہ بروی زمین ولی است صاحب ولایت از مشرق تا مغرب، از جنوب تا شمال ربع مسکون و شش جہاۃ بر ولی اللہ کلید ولایت است بدست آوردہ میدھد۔ پس این چنین صاحب دعوت تمام عالم را چنانکہ ملک سلیمانی، ھر ولایت و ہفت اقلیم دریک ہفتہ در تصرف و قبض خود آورد، عجب مدار۔ بالیقین والاعتبار۔ آن کدام علم و عمل است؟ کہ بر ھر (چیز) غالب روز اول نصیب طالب و حاصل کند جملہ مطالب علم توجہ، بتصور حضور توفیق و تصرف قبور تحقیق۔ پس معلوم شد کہ بمطالعہ تمام عمر علم کتاب و تفسیرھا و مسائل فقہ و احادیث، نفس سر راست نگردد خبیث، اگرچہ شب و روز می خواند علم ہزاران ھزار و دعوت ورد وظایف خواندن بسیار وذکر فکر مراقبہ بی شمار و لشکر جمع کردن و گنج تصرف از حد

شہسوار کی طرح ہاتھ میں برہنہ تلوار ذوالفقار رکھے۔ دوم یہ کہ وہ عارف باللہ ہو۔ جو شخص ان صفات کے ساتھ دعوت پڑھتا ہے، تو ورد وظائف شروع کرتے وقت پہلے فرشتے اور مؤکل بارش کے قطرات کی طرح طلائی اشرفیاں اس کے سامنے پھینکتے ہیں اور دعوت پڑھنے والا یہ خزانہ پاکر تمام عمر کے لیے لایحتاج ہو جاتا ہے۔

اس قسم کے علم دعوت کو "تصرف عوام" کہتے ہیں۔ عالم علم دعوت جس قدر دعوت پڑھتا ہے، اسی قدر (زیادہ) تصرف حاصل کرتا ہے۔ یہ فقیر لایحتاج کا ابتدائی مرتبہ ہے، نہ کہ ان فقراء کا جو ہر دروازے پر بھیک مانگا کرتے ہیں۔ فقیر جمعیت بخش ہوتا ہے۔ اس کا دل غنی اور قوی ہوتا ہے۔ اور وہ حضوری نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں صاحب نظر ہوتا ہے اور وہ تصرف میں ہوشیار ہوتا ہے۔ اس قسم کے بے شمار خزانوں کا تصرف رکھنے کے باوجود اپنی ذات پر ایک درہم اور چھوٹی کوڑی بھی خرچ کرنا روا نہیں رکھتا۔ نیز عامل صاحب دعوت کے لیے دو عمل ہیں:۔ (ایک) تصرف کی توفیق کا عمل، دوسرے تصور کی تحقیق کا عمل۔ علم دعوت میں جو شخص عامل، کامل، مکمل اور جامع ہوتا ہے، اس کے واسطے بھی دو عمل ہیں۔ ایک نیت، دوم نماز۔

دعوت کا عامل وہ ہے کہ جب دعوت اور ورد وظائف شروع کرتا ہے، تو روئے زمین پر مشرق سے مغرب تک اور جنوب سے شمال تک اور شش جہات میں جس قدر بھی صاحب ولایت ولی اللہ ہیں، وہ تمام اسے کلید ولایت لا کر دیتے ہیں۔ پس اس قسم کا صاحب دعوت اگر تمام عالم کے ہفت اقلیم اور ہر ملک سلیمانی اور ہر ملک کا تصرف ایک ہفتے میں حاصل کر لے، تو کوئی تعجب کی بات نہیں۔ اس کا یقین اور اعتبار کرنا چاہیے۔

وہ کونسا علم اور عمل ہے، جس کے ذریعے پہلے ہی روز ہر ایک چیز پر غالب آسکتے ہیں۔ طالب مولیٰ کو پہلے ہی دن نصیب حاصل ہوتا ہے۔ اور تصور حضور توفیق سے، اور تصرف قبور تحقیق سے اور علم توجہ سے تمام مطالب پورے ہوتے ہیں۔

پس معلوم ہوا کہ اگر تمام عمر علم کتاب، تفاسیر، مسائل فقہ اور احادیث کا مطالعہ کرتے رہیں، تو بھی نفس خبیث کی اصلاح نہیں ہوتی۔ چاہے شب و روز ہزاروں علم اور ہزاروں دعوت اور ورد وظائف کرے اور بے شمار ذکر فکر اور مراقبہ کرے اور حد

زیادہ کار۔ ازان جملہ بہتر است توجہ فقیر کامل یکبار۔ ھرکہ این چنین توجہ از قرب حضوری اللہ میداند، روز بروز در ترقی تا قیامت توجہ توفیق او تحقیق باز نماند۔ پس توجہ کامل چیست؟ صاحب توجہ بعلم عامل کیست؟ عامل باید نہ بعلم حامل۔

قَالَ عَلَیْہِ السَّلَامُ:

اَلْعِلْمُ لِلْعَمَلِ وَلَا لِلْبَحْثِ وَلَا لِلتَّفَخُّرِ [1]

باید دانست کہ در علم دعوت دم دل دوام متوجہ با پروردگار۔ آنرا رجوع بمخلوق آوردن چہ درکار؟ اولیاء اللہ جان بلب رسیدہ، مُردہ اند، قدم بدر اہل دنیا نبردہ اند۔ واگر بردہ اند از حکمت خالی نبود۔ احوال بی خبر از قرب ایزد تعالیٰ، اگرچہ عالم باشد، در مراتب جاہل۔ این راہ نہ بقال است بمشاہدۂ حضوری احوال است۔

غنی اگر سوال کند حلال است و روا است کہ از غنایت جمیعت باخدا است واگر مفلس سوال کند، بروی حرام، بلکہ کافر شود و کاذب و مشرک بود۔

قَالَ النَّبِیُّ عَلَیْہِ السَّلَامُ:

اَلسُّوَالُ ذِلٌّ وَلَوْ کَانَ مِنْ اَبَوَیْہِ [2]

فرد

خدای دھاند خدای دھد ھر نصیب — مانع سائل بود اہل از رقیب

قَوْلُہٗ تَعَالٰی:۔

وَاَمَّا السَّآئِلَ فَلَا تَنْهَرْ [3]

۱۔ الحدیث ۲۔ ایضاً
۳۔ سورہ الضحیٰ، ۹۳: ۱۰

سے زیادہ لشکر جمع کر لے اور بے شمار خزانے خرچ کر ڈالے۔ ان تمام سے فقیر کامل کی ایک بار کی توجہ بہتر ہے۔ جو شخص قرب حضوری سے ایسی توجہ جانتا ہو، تو اس کی توفیق کی توجہ یقیناً روز بروز روبہ ترقی رہتی ہے اور قیامت تک جاری رہتی ہے۔ اب یہ دیکھنا چاہیے کہ کامل کی توجہ کیا ہے؟ اور صاحب توجہ علم کا عامل کون ہے؟ (اس لیے جاننا چاہیے کہ) علم کا عامل ہونا چاہیے نہ کہ حامل۔

ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم ہے:

علم عمل کی خاطر ہوتا ہے، نہ کہ بحث اور فخر کی خاطر۔

جاننا چاہیے کہ علم دعوت میں دل اور دم ہمیشہ اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہوتے ہیں۔ مخلوق کی طرف رجوع کرنے کی کیا ضرورت ہے؟ اولیاء اللہ جان بلب ہو کر مر گئے ہیں، مگر انہوں نے اہل دنیا کے دروازوں پر کبھی قدم نہیں رکھے ہیں۔ وہ اگر گئے بھی ہیں، تو ان کا جانا حکمت سے خالی نہیں۔ جو شخص قرب الٰہی کے احوال سے بے خبر ہے، وہ چاہے عالم ہی کیوں نہ ہو، وہ (درحقیقت) جاہل ہی کے مراتب میں ہے۔ فقر کا راستہ قلیل و قال سے طے نہیں ہوتا، بلکہ حضوری اور مشاہدہ کے احوال پر اس کا دارومدار ہے۔ غنی اگر سوال کرے، تو اس کے لیے حلال اور روا ہے۔ کیونکہ غنایت کی وجہ سے خدا اس کو جمیعت عطا کرتا ہے۔ اور اگر مفلس اور تنگ دست سوال کرے، تو اس کے لیے حرام ہے۔ بلکہ وہ کافر ہو جاتا ہے اور وہ جھوٹا اور مشرک ہوتا ہے۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا:

سوال ذلّت کا باعث ہے، چاہے والدین ہی سے کیوں نہ کیا جائے۔

فرد

ہر نصیب خدا دلاتا اور دیتا ہے۔ سائل کو روکنے والا (دین کا) دشمن ہوتا ہے۔

ارشاد خداوندی ہے:

"اور جو مانگتا ہو، اس کو مت جھڑک۔"

(جاننا چاہیے کہ) سخی کا دل اللہ تعالیٰ کی دو انگلیوں کے درمیان ہوتا ہے۔ اور بخیل

سخی را در دل دو انگشت رحمانی است و بخیل را در دل دو انگشت شیطانی۔ تو خود را از کدام میدانی؟ بگو ہُد ہُد بیا بجو۔ بخل قارونی از دل بشو۔ غنی فقیر است لایحتاج۔ دگر ہمہ مفلس و محتاج۔ ھر کہ باشد خواہ عالم باشد فاضل خواہ جاہل و جاہل آنرا گویند کہ بنفس خود جہاد نکند۔

ابیات

آنچہ من کردم گدا بہر از خدا　　بر ھر ملک غالب ترم من بادشاہ

تو مبین اہل الفقر را زان حقیر　　فقر حاکم غالب است بر ھر امیر

کا دل شیطان کی دو انگلیوں کے درمیان ہوتا ہے۔ تو اپنے آپ کو کس میں سے خیال کرتا ہے؟ ھدھد کو کہو کہ وہ آئے اور تلاش کرے۔ قارونی بخل کو دل سے دھو ڈال یعنی بخل کو چھوڑ دے۔ غنی اور لایحتاج (صرف) فقیر ہی ہوتا ہے۔ دیگر تمام لوگ مفلس اور محتاج ہیں۔ چاہے وہ کوئی عالم فاضل ہو، چاہے جاہل ہو اور جاہل اسے کہتے ہیں، جو اپنے نفس کے خلاف جہاد نہیں کرتا۔

ابیات

جو کچھ میں نے کیا ہے، وہ محض اللہ تعالیٰ کی بارگاہ کی گداگری کے لیے کیا ہے،
ورنہ (درحقیقت) میں ہر ملک پر غالب تر اور بادشاہ ہوں۔
تُو فقیروں کو اس وجہ سے حقیر مت سمجھ، بلکہ فقیر ہر امیر پر حاکم اور غالب ہے۔

شرح پیر و مرشد

پیر و مرشد معظم باعظمت، اہل شریعت، عظیم صفت، حلیم ویا آنکہ صفت حکیم و یا آنکہ صفت کریم ویا آنکہ صفت صراط المستقیم ویا آنکہ صفت قلب سلیم ویا آنکہ صفت رحیم ویا آنکہ صفت غالب بر نفس شیطان رجیم، حضوری دوام بمجلس محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم۔

اینست مراتب پیر مرشد جامع، یامع اللہ با جمعیت تمام بدین طریق در طریقہ قادریست تحقیق۔ باید دانست شرح مجلس پیر و مرشد در مجلس پیش نظر او عالم مفسر، صاحب تفسیر قال با تاثیر، بر نفس امیر و در مجلس دست راست او عالم فقیہی، فنافی النفس کہ نہ در و ہوا ماند و نماند ہوس، حَسْبِیَ اللّٰہَ وَ کَفٰی بِاللّٰہِ۔ اللہ بس ماسوی اللہ ہوس و در مجلس دست چپ او اہل تصوف، صبغۃ القلب، روشن ضمیر، فنافی اللہ فقیر و در مجلس پس پشت او مردم اہل دُنیا نشیند کہ باخلاص روی اہل دُنیا و دُنیا را نہ بیند۔

قَوْلُہٗ تَعَالٰی:۔

وَلَاتَرْكَنُوْٓا اِلَى الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا فَتَمَسَّكُمُ النَّارُ[1]

پیر مرشد بدین صفت موصوف لائق ارشاد والا راہزن طالبان، مایہ فساد۔

[1] سورہ ھود، ۱۱: ۱۱۳

شرح پیر و مرشد

پیر و مرشد معظم باعظمت، اہل شریعت، عظیم صفت اور بردبار ہونا چاہیے۔ یا یہ کہ حکیم صفت یا کریم صفت یا صراط مستقیم پر چلنے والا ہو، یا اس کا قلب سلیم ہو، رحیم ہو اور یا نفس اور شیطان لعین پر غالب ہو اور اسے مجلس محمدی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی دائمی حضوری حاصل ہو۔

یہ تمام مراتب یقیناً جامع، اللہ کے ساتھ پوری طرح جمعیت والے قادری طریقہ کے پیر و مرشد کے ہیں۔

جاننا چاہیے کہ پیر و مرشد کی مجلس کی تشریح یہ ہے کہ اس کی مجلس میں سامنے کی طرف عالم مفسر، صاحب تفسیر پر تاثیر قول والے اور نفس پر غلبہ رکھنے والے لوگ بیٹھے ہوں۔ اس کی داہنی جانب عالم فقیہہ، جن کا نفس فنا ہو چکا ہو، موجود ہوں اور جن میں ہوا و ہوس نہ ہو۔ اور حسبی اللہ اور کفیٰ باللہ اور اللہ بس ماسوائے اللہ ہوس پر عمل پیرا ہو۔ اور اس کی مجلس میں بائیں جانب وہ لوگ بیٹھے ہوں، جو اہل تصوف، صبغۃ القلب، روشن ضمیر اور فانی اللہ فقیر ہوں۔ اور اس کی مجلس میں اس کی پشت کی جانب اہل دنیا بیٹھے ہوں، تاکہ وہ اخلاص کے ساتھ دنیا اور اہل دنیا کا چہرہ نہ دیکھے۔

ارشاد خداوندی ہے:۔

"ان لوگوں کی طرف مائل نہ ہو، جنہوں نے ظلم کیا ہے۔ اگر تم ایسا کرو گے تو تمہیں آگ چھوئے گی۔"

ان صفات سے متصف پیر و مرشد لائق ارشاد ہے۔ ورنہ وہ طالبوں کا راہزن اور مایۂ فساد ہے۔

شرح طالب مرید

طالب مرید باادب باحیا، طالب خدا۔ در علم عالم فاضل، نظارہ، ہوشیار، بیدار مغز، باوفا، جان سپار۔ اینست طالب لایق تلقین پروردگار، بلکہ طالب بر مرکب نفس شہسوار، زندہ قلب، فرحت الروح و از بدعت بیزار بادانش شعور۔ اینست طالب کہ از مرشد طلب کند معرفت اللہ، قرب، حضور و ترک دانہ تسبیح، مسخرات مردم باز کردن کور۔ دانی؟ کہ سرمایہ ایمان علم است و روشنی بخشندہ ہر دو جہان علم است و رسانندہ لاہوت لامکان علم است۔ بعین عیان، توحید بیان۔ تیغ قاتل قتل کنندہ بنفس شیطان علم است۔ و علم کرا گویند؟ و علم چیست؟ و علم کرا خوانند؟ و از علم چہ چیز دانند؟ و علم چہ معنی دارد؟ و علم ظاہر علم عبادات و علم معاملات چنانچہ رجا و خوف۔ العلم دانستن۔ چہ چیز دانستن؟ دانستن دوام حق و حق کرا گویند؟ در وجود یکہ علم در آید، از آن وجود جملہ باطل بر آید۔ تو علم حق کرا خوانی؟ و باطل کرا دانی؟ حق حقایق، حقیقت و معرفت کہ حاصل کردن از بناء اسلام کہ مجمل جمیعت اساس علم است۔ و آنچہ ناشائستہ، کفر، شرک، باطل، بدعت، آفات نفسانی و شیطانی یا دنیا پریشانی زود دفع گرداند۔ اینست حق، عین العلم محققان را حق ز حق بخواند۔ دانی؟ کہ خواندن علم از برای بندگی است نہ از برای پر شکمی است و زمنت۔

شرح طالب مرید

طالب اور مرید باادب باحیا اور طالب مولیٰ ہونا چاہیے۔ اور اسے علم میں عالم فاضل، صاحب نظر، ہوشیار، بیدار مغز، باوفا اور جان نثار ہونا چاہیے۔ اس قسم کا طالب لائق تلقین پروردگار ہوتا ہے۔ بلکہ وہ نفس کی سواری کا شہسوار، زندہ قلب، روح کو فرحت دینے والا، بدعت سے بیزار اور بادانش و شعور ہونا چاہیے۔ طالب وہی ہے، جو مرشد سے معرفت خداوندی، قرب اور حضوری طلب کرے۔ اسے چاہیے کہ ایسی تسبیح کے دانوں کو چھوڑ دے، جس سے لوگوں کو مسخر کیا جاتا ہے۔ اور ذکر مذکور کو بھی ترک کر دے۔ کیا تو جانتا ہے؟ کہ علم سرمایۂ ایمان ہے اور علم ہر دو جہان کو روشنی بخشنے والا ہے۔ اور علم لاہوت اور لامکان میں پہنچانے والا ہے۔ اور علم ہی عین عیان اور توحید بیان کرنے والا ہے۔ اور نفس شیطان کے لیے تیغ قاتل اور ان کو قتل کرنے والا ہے۔ اور علم کسے کہتے ہیں؟ اور (یہ) علم کیا ہے؟ اور علم کس لیے پڑھتے ہیں؟ اور علم سے کیا شے حاصل ہوتی ہے؟ اور علم کے کیا معنی ہیں؟ ظاہری علم عبادات اور معاملات کا علم ہے۔ مثلاً خوف و رجاء علم کے معنی ہیں جاننا۔ لیکن کیا چیز جاننا؟ (اس کا جواب یہ ہے کہ) ہمیشہ حق کو جاننا چاہیے اور حق کسے کہتے ہیں؟ حق یہ ہے کہ اس کے ذریعے وجود میں علم آ جاتا ہے اور باطل تمام نکل جاتا ہے۔ اور تو علم حق کس کو کہتا ہے؟ اور باطل کس چیز کو سمجھتا ہے۔ حق یہ ہے کہ حقائق، حقیقت اور معرفت حاصل ہو۔ یعنی بنائے اسلام کا علم ہو، جو مجمل طور پر علم کی بنیاد ہے۔ اس کے علاوہ جو کچھ ہے، وہ ناشائستہ، کفر، شرک، بدعت، آفات نفسانی و شیطانی اور دنیاوی پریشانی اور مردود ہے، یہ علم حق سے جلد رفع ہو سکتی ہیں۔ یہ حق اور عین العلم ہے، جو محققین حق کو حق سے حاصل ہوتا ہے۔

کیا تو جانتا ہے؟ کہ علم پڑھنا بندگی کرنے کے لیے ہے نہ کہ زمنت اور شکم پروری کے لیے۔

قَوْلُهٗ تَعَالٰی:۔

كُلُوْا وَاشْرَبُوْا وَلَا تُسْرِفُوْا اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْمُسْرِفِيْنَ[1] ط

بیت

تا گلو پر مشو کہ دیگ نہ ‌ ‌ ‌ ‌ آب چندان مخور کہ ریگ نہ

بیت

گرچہ خدا گفت كُلُوْا وَاشْرَبُوْا[2] ط

لیکن نہ گفت است كُلُوْا تا گلو

علم از برای نصیحت و وعظ و پند۔ آنچہ امر معروف، حق پسند و نفس درقید آوردن دوام بند و نہ علم از برای روزگار تلاش دنیا و نہ علم از برای حاصل کردن از بادشاہ روز معاش۔

قَوْلُهٗ تَعَالٰی:

وَمَا مِنْ دَآبَّةٍ فِي الْاَرْضِ اِلَّا عَلَى اللّٰهِ رِزْقُهَا[3] ط

بیت

فرزند بندہ ایست خدا را غمش مخور ‌ ‌ ‌ ‌ تو کیستی کہ بہ ز خدا بندہ پروری

پس عالم بی عمل:

قَوْلُهٗ تَعَالٰی:۔

اَتَاْمُرُوْنَ النَّاسَ بِالْبِرِّ وَتَنْسَوْنَ اَنْفُسَكُمْ[4] ط

۱۔ سورہ الاعراف، ۷ : ۳۱ ‌ ‌ ‌ ۲۔ حضرت شیخ فرید الدین عطار

۳۔ سورہ ھود، ۱۱ : ۶ ‌ ‌ ‌ ۴۔ سورہ البقرہ، ۲ : ۴۴

ارشاد خداوندی ہے:۔

"کھاؤ پیو، لیکن فضول خرچی نہ کرو، کیونکہ اللہ تعالیٰ فضول خرچی کرنے والوں کو دوست نہیں رکھتا۔"

بیت

تو اپنے آپ کو گلے تک نہ بھر۔ (کیونکہ) تو دیگ نہیں ہے۔ پانی بھی زیادہ نہ پی، کیونکہ تو ریت نہیں ہے۔ (یعنی پانی بہت زیادہ مت پی کہ پیٹ ریت نہیں ہے، جو پانی کو جذب کر لے گا)۔

بیت

اگرچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: کہ "کھاؤ اور پیو"

لیکن یہ نہیں فرمایا ہے کہ گلے تک پیٹ بھر لو۔

علم نصیحت اور وعظ و پند کے لیے ہے۔ امر بالمعروف بجالانے، سچی بات کو پسند کرنے اور نفس کو ہمیشہ اپنے قابو میں رکھنے کے لیے ہے۔ اور علم اس لیے نہیں کہ اسے ذریعۂ معاش و روزگار بنایا جائے۔ یا اس کے ذریعے بادشاہوں سے روزی حاصل کی جائے۔

ارشاد خداوندی ہے:

"اور زمین پر چلنے والا کوئی جاندار ایسا نہیں، جس کا رزق اللہ کے ذمے نہ ہو۔"

بیت

تیرا بیٹا اللہ تعالیٰ کا بندہ ہے۔ اس کا غم مت کھا۔ تو کون ہوتا ہے، جو خدا سے بہتر بندہ پروری کر سکے۔

پس ایسے بے عمل عالم جو

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"کیا تم لوگوں کو نیکی کرنے کا حکم دیتے ہو اور اپنے آپ کو بھول جاتے ہو"، کے مصداق ہیں، بے شمار ہیں۔

این چنین بسیار است۔ علماء و فقراء ولی اللہ است واز ہزار یک کس باشد کہ جان سپار است۔ علم راستی راہ است و علم را علماء عامل گواہ است کہ علم وسیلہ بدرگاہ اِلٰہ است۔ عالمیکہ مخالف قرآن مجید رحمان است۔ و موافق نفس و شیطان است، برفرمودۂ حضرت علم عمل نکند، عاق شود۔

و علم سہ حرف است۔ ھرکہ از علم عینِ عین یافت، عین را وسیلۂ عین ساخت و از علم لام عالم لایحتاج شد و از علم میم مراجعت بخدا و بازگشت خود را از نفس ہوا۔ ھرکہ این سہ حرف را شناخت و ماہیت علم نیافت، از علم عین عاق و از علم لام لادین و از علم میم مردود و مطالعۂ علم را از سِرّ میم بگیرد و متابعت محمد الرسول اللہ صلّی اللہ علیہ و آلہٖ وسلّم۔ اگر عالم طالب طلب علم کند، تمامیت تحصیل علم دوازدہ سال شود و از نظر فقیران یک ساعت عالم فاضل شود۔ آن کدام علم است؟ علم لِدُنّی۔

قَوْلُهٗ تَعَالٰی:

وَ عَلَّمْنَاهُ مِنْ لَّدُنَّا عِلْمًا[1] ط

از علم الفؔ علم الف کشاید و علم الف در قید درآید۔ و علم الفؔ بخواند۔ باز آنرا احتیاج مطالعۂ علم ظاہر و باطن نماند۔

قَوْلُهٗ تَعَالٰی:۔

فَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَّرَهٗ ط وَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَّرَهٗ[2] ط

ہر آنکس عالم باللہ شد، ھرکہ علم را باعمل داند، از مطالعۂ علم غافل نماند۔ و الّا نادانستہ علم دوازدہ سال باید از کتاب صرف و نحو و تفسیر بیضاوی شب و روز بخواند۔

۱۔ سورہ کہف، ۱۸ : ۶۵ ۲۔ سورہ زلزال، ۹۹ : ۷ ۔ ۸

لیکن علماء جو فقراء اور ولی اللہ بھی ہوں، ہزار میں سے کوئی ایک ہو گا، جو جان سپار ہو۔ علم سچائی کا راستہ ہے۔ اور عامل عالم ہی علم کے (سچے) گواہ ہیں۔ کیونکہ علم درگاہِ خداوندی کا وسیلہ ہے۔ جو عالم قرآن مجید اور رحمٰن کا مخالف ہے۔ اور نفس و شیطان کا موافق ہے۔ اور علم کی ہدایت پر عمل نہیں کرتا، وہ عاق اور محروم ہو جاتا ہے۔

اور علم کے تین حروف ہیں۔ جس نے علم کی عؔ سے عین (ذات) کو پا لیا۔ اور عؔ کو وسیلۂ عین بنا لیا۔ اور علم کی لؔ سے عالم لایحتاج بن گیا اور علم کی مؔ سے اللہ کی طرف رجوع ہوا اور نفس اور ہوا و ہوس سے باز رہا اور جس نے ان تین حروف کو نہ پہچانا اور علم کی ماہیت (کنہ) سے واقف نہ ہوا، وہ علم کی عؔ سے عاق اور محروم رہا۔ اور علم کی لؔ سے لادین اور علم کی مؔ سے مردود ہو گیا۔ اور علم کے مطالعہ کو سِرّ م سے شروع کرنا چاہیے اور حضرت محمد رسول اللہ صلّی اللہ علیہ و آلہٖ وسلّم کی متابعت کرنی چاہیے۔ اگر عالم طالب شخص علم کی تحصیل کرتا ہے، تو علم کے مکمل حصول کے لیے اسے بارہ سال کا عرصہ لگ جاتا ہے اور فقیروں کی نظر سے ایک ساعت میں آدمی عالم فاضل ہو جاتا ہے۔ اور وہ کون سا علم ہے؟ وہ علم لِدُنّی ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:۔

"اور ہم نے اسے اپنے پاس سے علم سکھایا۔"

علم الفؔ سے علم الف حاصل ہوتا ہے۔ اور علم الفؔ قبضے میں آ جاتا ہے۔ اور جب علم الف پڑھتا ہے، تو پھر اسے ظاہری اور باطنی علوم کے مطالعہ کی ضرورت نہیں رہتی۔

ارشاد خداوندی ہے:

"پس جو ایک رائی کے برابر نیک عمل کرے گا، تو اسی کے مطابق اس کا اچھا صلہ پائے گا اور جو کوئی ایک رائی کے برابر برائی کرے گا، وہ اس کے مطابق ہی برا صلہ پائے گا۔"

جو شخص علم پر عمل کرتا ہے، وہی شخص عالم باللہ ہوتا ہے۔ وہ علم کے مطالعہ سے غافل نہیں رہتا۔ اگر یہ نہیں، تو خواہ دن رات بارہ سال صرف و نحو اور تفسیر بیضاوی کا مطالعہ کرتا رہے، وہ جاہلؔ ہی ہے۔

بیت

رفت عمری با مطالعہ با رقم   معرفت حاصل نشد افسوس غم

آری یقین است در کتاب دیا آنکہ در قرآن مجید حرف غلط باشد، غلط را محو گردانند و در وجود عالم کہ نفس و غضب غلط است، آنرا چہ علاج باید کرد؟ و نفس وجود دیہ غلط دفع راست اُو فقیر کامل است کہ نفس را فنا گرداند و بحضور رساند۔ دانی کہ نخست وحی جبرائیل علیہ السّلام غیب الغیب آوردہ۔ علم، حرف، دال، آیات، پیغام پیغمبران از برای معرفت، توحید، وصال است کہ معرفت توحید اصل است و علم انتہا وصل است۔

حدیث

اَلنِّھَایَۃُ ھُوَ الرُّجُوْعُ اِلَی الْبِدَایَۃِ[1]

معرفت مثل دانہ تخم و علم مثل نبات۔ چون نبات بآب پروردہ بخوشہ رسد و در خوشہ دانہ پختہ شود۔ باز آن دانہ امیدوار تخم زمین شود۔ فرزند آدم را نیز مثل ہمین است کہ انتہاء امیدوار ابتدا است و ابتداء امیدوار انتہاء یکی۔ در نظر اولیاء خدا عالم باللہ۔ علم از خدا غیب خواند و علم غیب را میداند۔ ہرکرا ظاہر و باطن باعیان بود، آنرا غیب نباشد۔ ببرکت کتاب علم لاریب، چنانچہ علم واردات لاریبی۔ ہر کہ غیب را درغیب بیند، عیب نیست۔ ظاہر و باطن یکی

۱۔ الحدیث

بیت

لکھنے پڑھنے میں عمر صرف ہوگئی، مگر غم اور افسوس ہے کہ معرفت خداوندی پھر بھی حاصل نہ ہوئی۔

ہاں یہ یقینی بات ہے کہ کسی کتاب یا قرآن مجید میں (کتابت کی غلطی کی وجہ سے) اگر کوئی حرف غلط لکھ دیا گیا ہو، تو اس غلطی کو درست کر لیا جاتا ہے، مگر کسی عالم کے وجود میں سے نفس اور غضب کی غلطی موجود ہو، تو اس کا کیا علاج کرنا چاہیے؟ وجود میں سے نفس اور غلطیوں کا دفع کرنا کامل فقیر ہی کا کام ہے، جو کہ نفس کو فنا کر کے حضوری میں پہنچا دیتا ہے۔ کیا تجھے معلوم ہے کہ پہلے پہل جبرائیل علیہ السّلام (پیغمبروں کے پاس) وحی غیب الغیب لائے؟ اور وہ علم، حروف، دلائل، آیات اور پیغامات پیغمبروں کے پاس معرفت اور توحید اور وصال کے لیے تھے، کیونکہ معرفت توحید اصل ہے اور علم انتہائے وصل ہے۔

حدیث

انتہاء کی طرف پہنچنا ابتداء کی طرف رجوع کرنا ہے۔

معرفت بمنزلہ بیج ہے اور علم بمنزلہ روئیدگی۔ جب نباتات کی پرورش پانی (وغیرہ) سے کی جاتی ہے، تو وہ خوشے تک پہنچتی ہے اور خوشے میں دانے پختہ ہوتے ہیں۔ پھر وہی دانہ پک کر زمین میں بویا جاتا ہے۔ فرزند آدم کی بھی یہی مثال ہے۔ کہ اس کی انتہاء اس کی ابتداء کی امیدوار ہے۔ اور اس کی ابتداء انتہاء کی امیدوار ہے۔ عالم باللہ اولیاء کی نظر میں ابتداء و انتہاء برابر ہے۔ وہ علم خدا سے غیبی طور پر حاصل کرتا ہے۔ اور علم غیب کو جانتا ہے۔ جس پر ظاہر و باطن سب کچھ عیاں ہو، اس کے لیے وہ غیب نہیں رہتا۔ اسے کتاب کی برکت سے غیبی لاریبی علم حاصل ہوتا ہے۔ جیسا کہ واردات کا علم لاریبی ہے۔ جو کوئی غیب کو غیب میں دیکھتا ہے، اس میں کوئی عیب نہیں۔ جس کا ظاہر و باطن ایک ہو گیا، اس کے لیے کوئی چیز عیب نہیں ہے۔ علم غیب پر ایمان لانا چاہیے اور

شد۔ عیب نیست۔ ایمان آوردن بر علم غیب و خاصہ علم غیب خدا داند و خاصگان انبیاء اللہ و اولیاء اللہ میخوانند علم لِدُنّی۔

قَوْلُہٗ تَعَالٰی:۔

وَعَلَّمْنَاهُ مِنْ لَّدُنَّا عِلْمًا[1]

علم ہمہ قال و در قال نفس ہمہ فربہ، خوشحال و در خاموشی سکونت، معرفت، وصال و در خاموشی سی چیز از حکمت است۔ و در ہر حکمت بیشمار حکمت کہ بامع اللہ مشاہدۂ حضور۔ از خاموشی نفس در حکم قید اُ شود از حضوری۔ خاموشی خاموشی عظیم، مگر خود فروشی۔ خاموشی خلوت عارفان است۔

ابیات

در قلب قبلہ بدیدم حق لقاء سر بسجدہ می نہادم با خدا

نیست آنجا قبلہ نی منزل مقام عارفان را شد مراتب این تمام

نور فی اللہ نور می بینم دوام بگذرم از عرش و کرسی ھر مقام

در نمازم با جوابم باصواب این مراتب عارفان را بی حجاب

من نمازی باحضوری خواندہ ایم حَسْبِیَ اللّٰہُ حیرت اندر ماندہ ایم

دل بہر کاری رود تو در نماز
این نمازی کی پذیرد بی نیاز

---

[1] سورۃ الکہف، ۱۸: ۶۵

خاص کر علم غیب اللہ جانتا ہے۔ اور اپنے خاص انبیاء و اولیاء اللہ کو علم لِدُنّی عطا کرتا ہے۔

ارشاد خداوندی ہے:۔

"اور ہم نے اسے اپنے پاس سے علم سکھایا۔"

علم سب قیل و قال ہے۔ اور قیل و قال سے نفس موٹا اور خوشحال ہوتا ہے۔ (اس کے برعکس) خاموشی میں سکون، معرفت اور وصال ہے۔ خاموشی میں تین حکمتیں پائی جاتی ہیں۔ اور ہر حکمت میں بے شمار حکمتیں ہیں۔ خاموشی سے اللہ کا مشاہدہ اور حضوری نصیب ہوتی ہے۔ خاموشی سے حضوری کے باعث نفس تابع ہو جاتا ہے اور قابو میں آ جاتا ہے۔ خاموشی، خاموشی عظیم ہے۔ (مگر بے حضوری کی خاموشی) سراسر خود فروشی ہے۔ خاموشی عارفین کی خلوت (کا نام) ہے۔

ابیات

میں نے اپنے دل میں قبلہ دیکھا۔ اور حق کا دیدار کیا۔ اور پھر اللہ کے سامنے سربسجود ہو گیا۔

وہاں نہ قبلہ ہے، نہ منزل ہے اور نہ ہی کوئی مقام ہے۔ اور یہی عارفوں کے ارفع مقامات ہیں۔

میں ہمیشہ اللہ کے نور کا مشاہدہ کرتا ہوں۔ اور عرش و کرسی اور ہر مقام سے گزر جاتا ہوں۔

نماز کے اندر مجھے جواب باصواب ملتا ہے۔ اور عارفوں کو ایسے بے حجاب مراتب حاصل ہیں۔

میں نے (ہمیشہ) حضوری کی نماز پڑھی ہے۔ میں حیرت زدہ ہوں اور میں نے کہا: مجھے اللہ کافی ہے۔

تو نماز پڑھ رہا ہوتا ہے اور تیرا دل دنیوی کاموں میں لگا رہتا ہے۔
وہ بے نیاز (اللہ) ایسی نماز (بھلا) کب قبول کرتا ہے؟

حدیث

لَا صَلٰوۃَ اِلَّا بِحُضُوْرِ الْقَلْبِ [1]

حدیث

اَلصَّلٰوۃُ مِعْرَاجُ الْمُؤْمِنِیْنَ [2]

ہر کہ در نماز مع اللہ حضور نشود، جواب باصواب نگیرد۔ از خطرات شیطانی خلاص نبود، ہر آنکس مؤمن مسلمان چطور است؟ کہ مثل ستور است۔ باحضوری نماز خاص اہل دلانست۔ ظاہر باطن خود را بحضور رسانند و در حضور نماز خوانند۔

ابیات

نیست دل پُرخون نہ مضغہ نہ لحم — دل یکی نور است اللہ با کرم
دل یکی گنج است باشد در وجود — اہل دل محمود محمود از نمود
دل کہ باخطرات خانۂ شیطنت — دل بود پُر نُور اہل معرفت
دل لطیفہ از لطائف با خدا — دل یکی سِرّ است وحدت حق لقاء
طالب دنیا نہ باشد اہل دل — بی حیاء و روسیاہ و با خجل
باھُوؒ دل و دم روح یکی گردد تمام — ہر کہ یک بایک سجودش صبح و شام

۱۔ کیمیای سعادت و احیاء العلوم از امام غزالیؒ ، مرغوب القلوب تبریزی
۲۔ انوار غوثیہ شرح الشمائل النبویہ از فقیر محمد امیر شاہ قادری گیلانی، لاہور ۱۹۷۶ء، ص ۳۲۶

حدیث

"وہ نماز، نماز نہیں ہوتی، جس میں دل کی حضوری نہ ہو۔"

حدیث

"نماز مؤمنوں کی معراج ہے۔"

جو شخص نماز میں اللہ کے ساتھ حاضر نہیں ہوتا، اور جواب باصواب نہیں لیتا۔ اور شیطانی خطرات سے نجات نہیں پاتا، وہ شخص کس طرح مؤمن مسلمان ہے؟ وہ تو حیوانات کی مانند ہے۔ خاص اہل دل لوگ ہی حضوری کی نماز ادا کرتے ہیں۔ اور ظاہر و باطن میں خود کو حضوری میں پہنچاتے ہیں۔ اور حضوری ہی میں نماز ادا کرتے ہیں۔

ابیات

یہ دل نہیں، جو خون اور گوشت کے لوتھڑے پر مشتمل ہے، بلکہ دل (تو) اللہ تعالیٰ کے کرم کا ایک نور ہے۔

دل ایک خزانہ ہے، جو جسم کے اندر ہوتا ہے۔ اہل دل قابل تعریف ہوتے ہیں۔ جو بظاہر بھی محمود ہوتے ہیں۔

جس دل میں خطرات اور وسوسہ ہو، وہ شیطان کا گھر بن جاتا ہے۔ اہل معرفت کا دل نور الٰہی سے منور ہو جاتا ہے۔

اللہ کے لطائف میں سے دل ایک پاکیزہ لطیفہ ہے۔ دل وحدت کا ایک مخفی راز ہے۔ اس کو اللہ کی لقاء حاصل ہوتی ہے۔

دنیا کے طالب اہل دل نہیں ہوتے۔ وہ (سراسر) بے حیا، روسیاہ اور شرمسار ہوتے ہیں۔

باھُوؒ اس شخص کا دل، دم اور روح تمام ایک ہو جاتے ہیں، جو ایک اللہ کا سجدہ بجا لاتا اور نماز صبح و شام ادا کرتا ہے۔

نماز حقیقی

نماز چہ معنی دارد؟ فیض فضل و رحمت ازان ازل راز حضوری باخدا معراج۔ وقتیکہ مؤمن مسلمان سجدہ دھد، بہ نظر رحمت اللہ بیشک شود و نمازی دوام از خود بگذرد و در لامکان برسد و ہمیشہ حضور بود۔ نماز وقتی عادت باسعادت است۔ چنانچہ فرض، واجب، سنّت، مستحب، قرض حسنہ عبادت است و نماز دائمی باعیانست۔ نہ آنجا جسم و نہ جانست باجثہ نور سجدہ دوام باحضور۔ این چنین نماز اہل دلانست۔ دل انگشتری سلیمانی در انگشت اھل دل۔ قلب او میگردد قالب بر ھر دو جہان میشود غالب۔ جملہ جنّ و انس مثل مرید طالب۔ اہل دل قلب و اہل دل و اہل روح و اہل سرّ کامل قادری است۔

بیت

ہر کہ بیند روی من شد اولیاء　　روی من با روی رحمت مصطفیٰؐ

اہل دل را حضور دوام است۔ و اہل روح را ملاقات با سلطان الفقر تمام است۔

بیت

دل کہ خواند اہل دل را با صفا　　اہل دل را شد حضوری مصطفیٰؐ

فقیر صاحب مراتب را اوّل مرتبہ تصرف مقرر حاصل شود۔ بعد ازان فقیر باجمعیت

نماز حقیقی

نماز کے کیا معنی ہیں؟ نماز ازلی فیض فضل اور رحمت الٰہی ہے۔ نماز حضوری کا راز اور خدا کی معراج ہے۔ جس وقت مؤمن مسلمان سجدہ کرتا ہے، بے شک اللہ تعالیٰ کی نظر رحمت اس پر ہوتی ہے۔ نمازی خود سے گزر کر لامکان میں پہنچ کر ہمیشہ اللہ کے حضور میں رہتا ہے۔ اور وقتی نماز ایک (بہت بڑی) نیک عادت ہے۔ چنانچہ فرض، واجب، سنّت، مستحب اور قرض حسنہ عبادت ہے۔ اور دائمی نماز بالکل عیاں ہے۔ وہاں نہ جسم ہے نہ جان ہے۔ بلکہ اس میں ہمیشہ نورانی جسم حضور میں سر بسجود ہے۔ ایسی نماز اہل دل کی ہے۔ دل سلیمانی انگشتری کی طرح اہل دل کی انگلی میں ہوتا ہے۔ اس کا دل اس کا قالب بن جاتا ہے، جو ہر دو جہاں پر غالب ہو جاتا ہے۔ اور تمام جنّ و انس اس کے طالب اور مریدوں کی طرح ہوتے ہیں۔ کامل قادری ہی اہل قلب و دل، اہل روح اور اہل راز ہوتا ہے۔

بیت

جو میرے چہرے کو دیکھ لے، وہ ولی اللہ ہو جاتا ہے۔ (کیونکہ) میرا چہرہ مصطفیٰؐ کے پُر رحمت چہرے کے ساتھ ہے۔

اہل دل کو دائمی حضوری حاصل ہوتی ہے۔ اور اہل روح کو سلطان الفقر کی پوری ملاقات حاصل ہوتی ہے۔

بیت

جو کوئی اہل دل کا ذکر کرے، تو پاکیزگی کے ساتھ کرے۔ کیونکہ اہل دل کو محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی حضوری حاصل ہوتی ہے۔

صاحب مراتب فقیر کو پہلے تصرف کا مرتبہ حاصل ہوتا ہے۔ اور پھر وہ باجمعیت

واصل بود و بعضی را تصرف روزینہ برجونیت دریابد بموافق نیت۔ بعضی را تصرف روزینہ بر مؤکل۔ بعضی را تصرف روزینہ بر حضرت خضر علیہ السّلام و بعضی را تصرف روزینہ بر خلق اللہ و بعضی را تصرف روزینہ بر روحانی قبور و بعضی را تصرف روزینہ از حضور۔

این چنین تصرف دو قسم است:

۱۔ تصرف ذات ۲۔ و تصرف صفات

تصرف کہ از ذات کم نگردد۔ و اگر تصرف را روزینہ صغیر یک لک مہر سرخ و کبیر کروڑ۔ هر کہ این چنین تصرف ندارد، از خزانہ غیب الحق، ہنوز بدعوت حق نرسیدہ، در قید رجعت باطل۔

بیت

ہر تصرف در تصرف یافت کُن جملہ تصرف بر زبان فقرش سخن

واصل ہو جاتا ہے۔ بعض کو ان کی نیت کے مطابق جنات پر روزینہ حاصل کرنے کا تصرف میسّر ہو جاتا ہے۔ بعض کو روزینہ کا تصرف مؤکل فرشتہ پر۔ بعض کو روزینہ کا تصرف حضرت خضر علیہ السّلام پر اور بعض کو اللہ تعالیٰ کی مخلوق پر، اور بعض کو روزینہ کا تصرف روحانی اہلِ قبور پر اور بعض کو روزینہ کا تصرف حضور سے حاصل ہوتا ہے۔

ایسا تصرف دو قسم کا ہوتا ہے:

ایک تصرف ذات اور دوسرا تصرف صفات

تصرف ذات کبھی کم نہیں ہوتا۔ اس کا کم از کم روزینہ کا تصرف ایک لاکھ[۱] دینار، اور زیادہ سے زیادہ ایک کروڑ اشرفی ہوتا ہے۔ جو شخص خزانہ غیب الحق سے اس طرح کا تصرف نہیں رکھتا، وہ ابھی دعوت حق کو نہیں پہنچا، بلکہ رجعت باطل کی قید میں ہے۔

بیت

ہر تصرف "کُن" کے تصرف سے حاصل ہوتا ہے۔ تمام تصرفات فقیر کی زبان اور بات سے میسر آتے ہیں۔

۱۔ ایک لاکھ یا ایک کروڑ اشرفی کا روزینہ حاصل کرنا فقراء اور اولیاء اللہ کے لیے کوئی مشکل نہیں، بلکہ اس تصرف اور اختیار کے باوجود وہ اس کے حصول سے باز رہتے ہیں۔ اور فقر و فاقہ کی مفلوک الحالی اور مسکینی کی زندگی بسر کرتے ہیں۔ حضور اکرم صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے ارشاد فرمایا کہ "اللہ تعالیٰ نے مجھ سے کہا کہ اے محمد (صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم)! اگر تو چاہے تو میں تیرے لیے احد کا پہاڑ سونے کا بنا دوں، تو میں نے عرض کیا: کہ الٰہی مجھ کو منظور نہیں، بلکہ میں چاہتا ہوں کہ میں ایک روز بھوکا رہوں اور ایک دن شکم سیر ہوں، تاکہ جس روز میں بھوکا رہوں، تو تیری درگاہ میں تضرع اور دعا کروں اور جس دن شکم سیر ہوں، اس میں تیری حمد و ثنا کروں"۔ (ترمذی، احیاء العلوم از امام غزالیؒ، جلد چہارم، اردو ترجمہ، مکتبہ رحمانیہ، سال اشاعت مذکور نہیں۔ ص ۳۶۲)۔ فقراء اور اولیاء بھی نبی کریم صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی تقلید میں سنت کے طور پر سیم و زر اور مال و دولت کا تصرف اور استعمال نہیں کرتے اور فقر و فاقہ میں اللہ تعالیٰ کے ذکر کو ترجیح دیتے ہیں۔ ورنہ اس قدر روزینہ کا حصول ان کے لیے آسان کام ہے۔

این چنین فقیر صاحب نظر کہ بنظر او برابر است خاک و زر۔ این راہ بہ گفت و شنید بہ جستجو حاصل نمی شود قال، مگر طلب کند از مرشد معرفت، وصال ترا، چنانچہ میفرماید، ہمچنان مینماید۔ شخصیکہ در قید نفس وعلایق و حوادثات آفات زن مرید و فرزند طالب واز مرشد جملہ میخواہد مطالب۔ این شدنی نیست بجز تفرید و تجرید۔ طالبی کہ در وجود لایق باشد، تصرّف معرفت اللہ توحید۔ اہل تقلید را درین راہ آگاہ نیست و کور چشم را بینای نظر نگاہ نیست۔ طالب کہ مشتاق دیدار، آنرا امروز فردا چہ کار؟

بیت

کعبۂ مقصور اگر باشد ہزاران سالہ راہ   نیم گامی ہم نباشد شوق چون رہبر شود

اس قسم کا فقیر صاحب نظر ہوتا ہے، اس کی نگاہ میں مٹی اور سونا برابر ہوتے ہیں۔ یہ راہ گفت و شنید، جستجو اور قیل و قال سے حاصل نہیں ہوتی۔ مگر تجھے چاہیے کہ مرشد سے معرفت اور وصال الٰہی طلب کرے۔ مرشد جس طرح فرماتا ہے، اسی طرح دکھا دیتا ہے۔ اور جو شخص نفس کی قید میں ہے۔ اور تعلقات، حوادثات اور آفات میں گرفتار ہے اور زن و فرزند کے جنجالوں میں مبتلا ہے اور پھر بھی مرشد سے یہ مطالب طلب کرتا ہے، تو سوائے تجرید و تفرید کے یہ ناممکن ہے۔ جس طالب کا وجود اس کام کے لائق ہو گا، وہی معرفت خداوندی کا تصرّف حاصل کر سکے گا۔ اہل تقلید کو اس راہ کی کچھ خبر نہیں۔ اور دل کے اندھے کو یہ راہ دکھائی نہیں دیتی۔ جو طالب دیدار (الٰہی) کا مشتاق ہے، اسے آج اور کل سے کیا سروکار ہے؟

بیت

اگر غرض کعبہ سے ہے، تو وہ چاہے ہزار ہا سال کی مسافت پر ہو۔ مگر جب شوق راہبری کرے، تو یہ راستہ نصف قدم میں طے ہو جاتا ہے۔

شناخت مرید ناقص و صادق

شوق شفق شفق است و اشتیاق تیغ برھنہ، لاسوی را قتل کند کہ بجز حق دیگر خوش نیاید و حق از حق نماید و حق از حق کشاید۔ ھر کہ حقیقت بحق رسد، حق الیقین بود۔ بعضی طالب مرید ناقص مانند در کشف کرامات، عزّ و جاہ دنیا، تصرف درجات و بعضی طالب مرید ناقص مانند بجنونیت و مؤکل، فرشتہ احوالات، خام خیالات و بعضی طالب مرید ناقص مانندیہ ذکر فکر مراقبہ بلذّات ناسوۃ و یا آنکہ بلذّت ملکوۃ و یا آنکہ بلذّۃ جبروت و یا آنکہ بلذّت لاہوت، الہام، قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ و لاہوت فنافی اللہ فقیر و بعضی طالب مرید ناقص مانند و جواب باصواب از صورت خود وہم خیال و مید انند حضوری قرب وصال و بعضی طالب مرید ناقص مانند در مقام تجلّیات و احوالات، تماشای ہژدہ ہزار عالم کلّ مخلوقات و بعضی طالب مرید ناقص مانند نقش دائرہ پر کردن، تمام عالم مسخرات، بعلم رمل، جمع کردن جنس مال و بعضی طالب مرید ناقص مانند بطیر سیر زمین و تماشای عرش کرسی، مطالعہ لوح محفوظ، منزل آسمان ہوا کہ از ہوا است۔ عاقل طالب مرید آنست کہ باشعور ابتدا حاصل کند مرتبہ قرب اللہ، معرفت، حضور۔ چنان در حضور فنافی اللہ شود کہ ہیچ منزل و مقام نظر نکند۔

بعضی طالب مرید در طلب مراتب محمود و مقصود و بعضی طالب در طلب مراتب مرذود و طالب بہروقت خود را آزمایش و امتحان محاسبہ۔ (در) ظاہر باطن مرتبہ

صادق و ناقص مرید کی شناخت

شوق شفقت سے منسلک ہے۔ اور اشتیاق ننگی تلوار ہے۔ جو ماسوی اللہ کو قتل کر دیتا ہے۔ کیونکہ اسے حق کے سوا اور کچھ بھی اچھا نہیں لگتا۔ اور وہ حق سے حق کو دیکھتا ہے۔ اور حق سے حق کو کھولتا ہے۔ جس کو حقیقت حق رسیدہ کرتی ہے، وہ حق الیقین ہو جاتا ہے۔ بعض ناقص طالب مرید کشف و کرامات، عزّ و جاہ دنیا اور درجات تصرف میں رہ جاتے ہیں۔ اور بعض ناقص طالب مرید مؤکلات، فرشتوں کے احوال اور خام خیالات میں پھنس جاتے ہیں۔ اور بعض ناقص طالب مرید ذکر، فکر، مراقبے اور ناسوتی لذات میں گرفتار ہو جاتے ہیں۔ اور یا لذّت ملکوت، یا لذّت جبروت، یا لذّت لاہوت، لذّت الہام و قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ اور بعض فقیر لاہوت فنافی اللہ میں رہ جاتے ہیں۔ اور بعض ناقص طالب مرید جواب باصواب کو اپنی ہی صورت سے وہم و خیال کرتے ہیں اور اسی کو حضوری اور قرب وصل جانتے ہیں۔ اور بعض ناقص طالب مرید تجلّیات، احوالات اور اٹھارہ ہزار عالم اور کل مخلوقات کے تماشے میں رہ جاتے ہیں۔ اور بعض ناقص طالب مرید نقش اور دائرے پُر کرنے، تمام جہاں کو مسخر کرنے، اور علم رمل اور نقد و جنس کے جمع کرنے میں مشغول ہیں۔ اور بعض ناقص طالب مرید زمین کی طیر سیر، اور تماشائے عرش و کرسی اور مطالعہ لوح محفوظ اور آسمانی فضائی منازل میں رہ جاتے ہیں، جن کا تعلّق نفسانی خواہشات سے ہے۔ عاقل طالب مرید وہ ہے، جو عقل و شعور کے ساتھ پہلے قرب الٰہی، معرفت اور حضوری کا مرتبہ حاصل کرے اور حضوری میں اس طرح فنافی اللہ ہو جائے کہ کسی منزل اور مقام کی طرف نظر نہ کرے۔ بعض طالب مرید مراتب محمود و مقصود کی طلب میں لگے رہتے ہیں۔ اور بعض طالب مردود مراتب کے چکر میں پڑے رہتے ہیں۔ اور بعض طالب اپنے آپ کو ہر وقت آزمائش، امتحان اور محاسبہ میں ڈالے رکھتے ہیں۔ اور ظاہر و باطن میں مرتبہ حضوری اور مرتبہ دوری اور

حضوری و مرتبۂ دوری باقرب رحمانی یا آفات شیطانی یا از دنیا پریشانی، در هر الہام ذکر فکر، مذکور نور حضور بہ نظر اللہ منظور۔ ہر آنجا توحید تمام رسید، بآنجا رسیدن شیطان و فرشتہ و جنونیت دنیا را قدرت نبود۔ اینست مراتب سلطانی۔

حدیث

اِذَا تَمَّ الْفَقْرُ فَهُوَ اللّٰهُ[1]

تمام سر معدۂ فقیر پُر نُور معرفت است۔ عالم را شکم آوند جانست و شکم فقراء کان نُور است و سینۂ فقراء صدف و دل درو دُر بے بہا۔ اینست مراتب فقیر و دُر بے قیمت درین خرید و فروخت مشتری حق شناس باشد۔ چنانچہ خود را فی اللہ رساند کہ موۃ ممات و حیات، اسم و رسم یاد نماند۔ ہر آفات آیندہ، حال، آگاہ ماضی مستقبل، بلا در نظر نگاہ۔

حدیث

اَلْفَقْرُ لَا يَلْتَفِتُ اِلَى الدُّنْيَا وَلَا يَرْضٰى فِى الْاٰخِرَةِ
يَكْفٰى بِالْمَوْلٰى اِلَى الْمَوْلٰى[2]

ابیات

گنج را دریافتم من در فقر　　احتیاجی نیست ما را سیم و زر
در دلم دیگر نماند جز خدا　　اوّل فنا اوسط بقا آخر لقاء

۱۔ انفاس العارفین از حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ
۲۔ الحدیث

مرتبۂ قربِ رحمانی حاصل کرتے ہیں۔ بعض طالب شیطانی آفات یا دنیاوی پریشانی میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔ اور بعض طالب ہر الہام، ذکر، فکر، مذکور اور نور حضور سے اللہ کی نظر میں منظور ہو جاتے ہیں۔ جہاں توحید مکمل ہو جاتی ہے، وہاں شیطان، فرشتہ اور جنونیت دنیا کو پہنچنے کی قوت نہیں ہوتی۔ یہ مراتب سلطان الفقر کے ہیں۔

حدیث

"جب فقر انتہاء کو پہنچتا ہے، تو وہی اللہ ہوتا ہے"۔

فقیر کا معدہ سراسر نُور معرفت سے پُر ہوتا ہے۔ لیکن عالم کا شکم بمنزلہ ایک بھٹی ہے۔ اور فقراء کا شکم نور کی کان ہے۔ اور فقراء کا سینہ سیپی اور ان کا دل اس میں ایسے موتی کی طرح ہے، جس کی قیمت کا اندازہ نہیں ہو سکتا۔ یہ فقراء کے مراتب ہیں۔ بیش بہا موتی کی خرید و فروخت کے لیے خریدار حق شناس ہونا چاہیے۔ جو خود کو فنا فی اللہ کے مرتبہ پر پہنچائے۔ تاکہ موت اور زندگی اور اسم و رسم اسے بھولے سے بھی یاد نہ آئیں۔ اور اسے آئندہ، ماضی، حال اور مستقبل کی تمام آفات سے آگاہی رہے اور تمام مصائب اس کے مد نظر رہیں۔

حدیث

"فقیر نہ دنیا کی طرف متوجہ ہوتا ہے اور نہ آخرت پر راضی ہوتا ہے،
بلکہ وہ مولیٰ سے مولیٰ کو کافی سمجھتا ہے۔"

ابیات

میں نے فقر میں خزانہ پالیا۔ (اب) ہمیں سیم و زر کی ضرورت نہیں ہے۔
میرے دل میں اللہ کے سوا اور کسی کے سمانے کی گنجائش نہیں ہے۔ اوّل فنا ہے،

کسی طالب را کہ مرشد تلقین کند، روز اوّل مشرف دیدار اللہ میشود۔ ہر آنکس بمرتبۂ فقر و معرفت برسد۔

دیدار پروردگار را چہار گواہ است و از علم چہار راہ است۔

اوّل ھر کہ می بیند دیدار، دوام بیمار۔

دوّم: از دنیا و اہل دنیا او را بُوی می آید گندگی جیفہ مردار۔ ھر کہ می بیند دیدار۔ از جملہ مقامات کشف و کرامات بیزار، ہزار بار استغفار۔

سیوم: آنکہ ھر کہ می بیند دیدار، زندہ قلب، روح بیدار۔

چہارم: ھر کہ می بیند دیدار، در مستی ہوشیار۔ اوّل مشرف لقا۔ بعدہٗ خطاب یافت اولیاء۔ ھر کہ دید نگفت و ھر کہ گفت، ندید۔ بعضی صاحب اختیار، گو مگو برابر۔

حدیث

مَنْ عَرَفَ رَبَّهٗ فَقَدْ كَلَّ لِسَانُهٗ [1]

این ھر دو مراتب اولیاء است۔

۱۔ نقل از شرح شیخ فرید الدین عطار

اوسط بقا ہے اور آخر لقاء حاصل ہوتی ہے۔ کسی طالب کو جب مرشد تلقین کرتا ہے، تو طالب پہلے روز ہی دیدار الٰہی سے مشرف ہو جاتا ہے۔ اور ہر وہ طالب فقر اور معرفت کے مرتبہ پر پہنچ جاتا ہے۔

دیدار پروردگار کے لیے چار علامات ہیں: اور اس علم کی چار راہیں ہیں:

اوّل یہ کہ جسے دیدار حاصل ہوتا ہے، وہ ہمیشہ بیمار رہتا ہے۔

دوم یہ کہ اسے دنیا اور اہل دنیا سے گندگی اور مردار جیفہ کی سی بدبو آتی ہے۔ اور جو شخص دیدار کرتا ہے، وہ کشف و کرامات کے تمام مقامات سے بیزار ہوتا ہے اور ہزار بار استغفار کرتا ہے۔

سوم یہ کہ جو شخص دیدار سے مشرف ہوتا ہے، اس کا قلب زندہ اور اس کی روح بیدار ہوتی ہے۔

چہارم یہ کہ جسے دیدار ہوتا ہے، وہ مستی میں (بھی) ہوشیار رہتا ہے۔ پہلے وہ لقا سے مشرف ہوتا ہے۔ بعد میں وہ ولی کا خطاب پاتا ہے۔ جس نے دیکھا، اس نے بیان نہ کیا اور جس نے بیان کیا، اس نے نہیں دیکھا۔ اور بعض صاحب اختیار ہوتے ہیں۔ ان کے لیے کہنا یا نہ کہنا برابر ہوتا ہے۔

حدیث

"جس نے اپنے ربّ کو پہچان لیا۔ پس اس کی زبان گونگی ہو گئی"۔

یہ دونوں مراتب اولیاء اللہ کو حاصل ہیں۔

قَوْلُهٗ تَعَالٰی:

وَمَا كَانُوْٓا اَوْلِيَآءَهٗ ؕ اِنْ اَوْلِيَآؤُهٗٓ اِلَّا الْمُتَّقُوْنَ [۱] ؕ

قَوْلُهٗ تَعَالٰی:-

فِيْهِ هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ [۲] ؕ

آن نہ متقی، مجاہدہ و متقی ازل، صاحب ہدایت، مشاہدہ، متقی دوام بینندہ دیدار نفس را باز و دارد از ہوا، جیفۂ مردار و بعضی بقلب دید و بعضی بروح دید و بعضی بسر دید و بعضی عارف نور انوار دوام مشرف دیدار۔ ہر وقت کہ خواہد بحضور شود۔ این را فقیر عارف باللہ گویند۔

۱۔ سورہ الانفال، ۸: ۳۴

۲۔ سورہ البقرہ، ۲: ۲

ارشاد خداوندی ہے:

اور وہ اس کے اولیاء نہیں۔ بلکہ اس کے اولیاء تو متقی ہی ہوا کرتے ہیں۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"اس میں پرہیزگاروں کے لیے ہدایت ہے"۔

پرہیزگار وہ نہیں، جو صرف مجاہدہ کرے، بلکہ پرہیزگار ازلی طور پر صاحب ہدایت اور صاحب مشاہدہ ہوتا ہے۔ متقی وہ ہوتا ہے، جو ہمیشہ دیدار سے مشرف ہوتا ہے۔ اور اپنے نفس کو دنیاوی حرص و ہوا سے اور دنیا کے جیفۂ مردار سے باز رکھتا ہے۔ بعض نے قلب کی آنکھ سے دیکھا۔ بعض نے روح اور سر کی آنکھ سے دیکھا۔ اور بعض عارف دائمی طور پر انوار الٰہی اور دیدار خداوندی سے مشرف ہوتے ہیں۔ اور جس وقت چاہیں، حضور تک پہنچ جاتے ہیں۔ ایسے شخص کو فقیر عارف باللہ کہتے ہیں۔

شرح معرفت

چیزی را کہ تو دیدہ ای ویا آنکہ از راہ عقل و دانش فہمیدہ ای ویا آنکہ بگفت گو پرسیدہ ای ویا آنکہ لذۃ از خلوق چشیدہ ای ویا آنکہ بہر منزل مقامات ولایت حکایت رسیدہ۔ این معرفت اللہ نیست۔

معرفت را چہار مراتب است۔ محبت یا موت، مشاہدہ با مجلس ملاقات با ارواح انبیاء اولیاء اللہ ونیز معرفت را چہار گواہ است۔ آگاہ، نگاہ، مرشد ہمراہ و رفیق اللہ۔ معرفت را نیز چہار علم است۔ عمل، اعلیٰ، عاقبت بالخیر عفو۔ معرفت را چہار نُور۔ حضور مع اللہ، ذکر، مذکور، وجود مغفور۔

قَوْلُہٗ تَعَالٰی:۔

لِیَغْفِرَلَکَ اللّٰہُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْۢبِکَ وَمَا تَاَخَّرَ[1] ط

معرفت را چہار مکان است۔ مکان عیان و مکان لاہوت و مکان لامکان و مکان فنافی اللہ۔ عارف آنچہ می بیند، از حضوری بیند و آنچہ گوید ہر سخن از کنہ کُن حضور گوید و آنچہ شنود از حضور شنود۔ توجہ عارف از قرب اللہ دوام است کہ ہر دو جہان در قید عارف تمام۔ معرفت شناخت را گویند۔ شناخت یافت ہر کہ یافت، دید ہر کہ دید یافت، خود درمیان نماند۔

بیت

بی سر و بی چشم بینم ہر دوام　　بی زبان ہم سخن فقرش شد تمام

[1] سورہ الفتح، ۴۸ : ۲

شرح معرفت

جس چیز کو تو نے دیکھا ہے یا یہ کہ تو نے ازروئے عقل و دانش سمجھا ہے اور یا یہ کہ تو نے گفتگو کے ذریعے دریافت کیا ہے۔ اور یا یہ کہ مخلوق سے لذت چکھی ہے اور یا یہ کہ ہر منزل اور ہر مقام ولایت و حکایت تک (اپنی دانست سے) رسائی حاصل کی۔ یہ (دراصل) معرفت خداوندی نہیں ہے۔

معرفت کے چار مراتب ہیں :۔ محبت، موت، مشاہدہ اور ارواح انبیاء و اولیاء اللہ سے ملاقات اور مجلس۔ نیز معرفت کی چار نشانیاں ہیں۔ آگاہ، نگاہ، مرشد ہمراہ، رفیق اللہ۔

اس کے علاوہ معرفت کے لیے بھی چار علوم ہیں :

عمل، اعلیٰ، عاقبت بالخیر، عفو۔ معرفت کے چار نور ہیں :۔ مع اللہ حضور، ذکر، مذکور، اور وجود مغفور۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے :

"تاکہ اللہ تعالیٰ آپؐ کی اگلی اور پچھلی کی پوری کر دے"۔

معرفت کے چار مکان ہیں :۔ مکان عیان، مکان لاہوت، مکان لامکان اور مکان فنافی اللہ۔

عارف جو کچھ دیکھتا ہے، حضوری سے دیکھتا ہے۔ اور جو کچھ کہتا ہے، ہر بات حضوری کنۂ کن سے کہتا ہے۔ اور جو کچھ سنتا ہے، حضوری سے سنتا ہے۔ عارف کی توجہ ہمیشہ قرب الٰہی سے ہوتی ہے۔ اور ہر دو جہان پوری طرح عارف کے تصرف میں ہوتے ہیں۔ معرفت شناخت کو کہتے ہیں۔ اور پہچانا جس نے پہچانا اور دیکھا جس نے دیکھا، وہ خود اپنے آپ میں نہ رہا۔

بیت

میں ہمیشہ سر اور آنکھ کے بغیر اس کا مشاہدہ کرتا ہوں۔ (اور) بغیر زبان کے اس سے

وبعضی درین مقام عارف ہم سخن نفس باقدرت نفس وہم سخن قلب باقدرت قلب وہم سخن روح باقدرت روح وہم سخن سرّ باقدرت سرّ وہم سخن نُور باقدرت نُور وہم سخن دم باقدرت دم۔ نفس را از نفس الہام وقلب را از قلب اعلام وروح را از روح پیغام وسرّ را از سرّ اوہام۔ وحدانیت معرفت فقیر را بشد تمام۔ اگر روندگان راہ نبودی ظاہر باطن این چنین قرب الٰہ، جملگی اولیاء اللہ سالک سلوک گمراہ گشتی، چنانچہ فقیر را برفاقت ظاہر باطن لشکر شہید۔ مُردہ تن وزندہ جان ولشکر غوث، قطب نظر بین بچشم عیان ولشکر ابدال واوتاد ولشکر ہوا فرشتگان جملہ موکّل باجنونیت ولشکر ارواح انبیاء واولیاء اللہ ہزاران ہزار کروڑ بیشمار۔ بنابران فقیر غالب است برشاہجہان۔ فقیر را کہ دوام نظر بر قیامت حسابگاہ۔ اختیار نکند مرتبۂ بادشاہی آہ آہ آہ۔ ہر کہ عارف تر است، عاجز تر است۔ گاہ رجاء، گاہ خوف۔

قَوْلُہٗ تَعَالٰی:۔

وَلَقَدْ جِئْتُمُوْنَا فُرَادٰی كَمَا خَلَقْنٰكُمْ اَوَّلَ مَرَّةٍ [1]

قَوْلُہٗ تَعَالٰی:۔

كُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ الْمَوْتِ [2]

قَوْلُہٗ تَعَالٰی:۔

فَفِرُّوْٓا اِلَى اللّٰهِ [3]

این مراتب کشف الارواح القبور۔ طالب نفسانی بذکر فکر نفس طالب قلبی بذکر فکر دوام حضور بانُور، طالب روحانی غرق فنافی اللہ۔ نظر براحوالات قبور۔

۱۔ سورہ الانعام، ۶ : ۹۵

۲۔ سورہ آل عمران، ۳ : ۱۸۵

۳۔ سورہ الذّٰریٰت، ۵۱ : ۵۰

ہمکلام ہوتا ہوں۔ اور یہ فقر کی انتہا ہے۔

اور بعض دفعہ اس مقام پہ عارف نفس کی قوت سے نفس کے ساتھ، قلب کی قوت سے قلب کے ساتھ، روح کی قوت سے روح کے ساتھ، سرّ کی قوت سے سرّ کے ساتھ اور نور کی قوت سے نور کے ساتھ، اور دم کی قوت سے دم کے ساتھ ہمکلام ہوتا ہے۔ نفس کو نفس سے الہام، قلب کو قلب سے اعلام، روح کو روح سے پیغام اور سرّ کو سرّ سے اوہام ہوتا ہے اور پھر وحدانیت کی معرفت فقیر کے لیے مکمل ہو جاتی ہے۔ اگر اللہ کے قرب کے راستے پر چلنے والوں کا ظاہر و باطن اس طرح نہ ہوتا، تو جملہ اولیاء اللہ اور سالک سلوک والے گمراہ ہو جاتے۔ چنانچہ فقیر کی رفاقت میں ظاہری اور باطنی طور پر شہیدوں کا لشکر ہوتا ہے، جو بدن کے لحاظ سے مردہ ہیں، لیکن بلحاظ جان زندہ ہیں۔ نیز فقیر کے ہمراہ چشم عیاں سے مشاہدہ کرنے والے غوث، قطب، قطب کا لشکر اور ابدال، اوتاد، ملائکہ، موکّلات اور جنّات کا لشکر اور ارواح انبیاء و اولیاء اللہ کا لشکر ہزاروں اور کروڑوں کی تعداد میں ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ فقیر جہاں کے بادشاہ پر غالب ہوتا ہے۔ فقیر کی نگاہ ہمیشہ قیامت کی حساب گاہ پر ہوتی ہے۔ (اسی لیے) وہ مرتبۂ بادشاہی کو اختیار نہیں کرتا۔ آہ، آہ، آہ۔ جو کوئی زیادہ عارف ہے، وہ زیادہ عاجز ہے۔ وہ کبھی خوف میں ہوتا ہے اور کبھی امید میں ہوتا ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"اور البتہ تم ہمارے پاس اکیلے آئے، جیسا کہ ہم نے تمہیں پہلی بار پیدا کیا۔"

ارشاد خداوندی ہے:

"ہر ایک ذی روح نے موت کا مزہ چکھنا ہے۔"

ارشاد خداوندی ہے: "سو اللہ کی طرف بھاگو۔" (یعنی ہر چیز سے منہ موڑ کر اللہ کا قرب حاصل کرنے کی کوشش کرو۔)

یہ مراتب کشف الارواح القبور کے ہیں۔ انہیں طالب نفسانی، نفسانی ذکر فکر سے، طالب قلبی دوامی ذکر و فکر سے نوری حضوری میں پہنچ جاتا ہے۔ اور طالب روحانی غرق فنا فی اللہ ہوتا ہے۔ احوال قبر کو دیکھتا ہے۔ طالب سرّی عین باعین اور نور با نور

طالب سرّی کہ عین باعین نُو رباتُور۔ ایںست مراتب عارف قادری باطن معمور۔ ہر کہ بایں مراتب برسد، بعضی مقام قُمْ بِاِذْنِ اللّٰہِ روحانی از قبر بر آمدہ، دست مصافحہ ملاقات کند۔ بحقیقت احوالات ماضی و مستقبل۔ مراتب باجمعیت است بر آمدن از خطرات خلل و بعضی از اولیاء اللہ ایں مراتب کشف را مراتب منجم گویند و بعضی دریں مقام قُمْ بِاِذْنِی میگویند و مردہ زندہ شود۔ نزدیک اللہ تعالیٰ کفر است۔ اما اصل قُمْ بِاِذْنِ اللّٰہِ وَ قُمْ بِاِذْنِی از قرب دم حضرت عیسیٰ علیہ السّلام روح اللہ ویا آنکہ از دم حضرت آدم صفی اللہ ویا آنکہ از دم حضرت موسیٰ کلیم اللہ ویا آنکہ از دم حضرت ابراہیم خلیل اللہ ویا آنکہ از دم حضرت اسماعیل ذبیح اللہ صلوٰۃ اللّٰہ علٰی نبیناو علیہ السّلام ویا آنکہ از دم حضرت محمد مصطفیٰ صلّی اللہ علیہ و آلہٖ وسلّم۔ جمل دم یک شود دم وَنَفَخْتُ فِیْهِ مِنْ رُّوْحِیْ [1] قدرت اللہ است۔

بیت

دم نہ بادی نہ ہوا نہ نظر   دم یکی قدرت بود از حق امر

قَوْلُہٗ تَعَالٰی:۔

اِنِّیْ جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَةً [2]

مراتب دم از ریح است کہ آواز روح تسبیح۔ ایںست مراتب انسان صحیح۔

ابیات

خود پسند آن بی خبر از حق مقام   مُردہ را کی زندہ کند آن مرد خام

۱۔ سورہ الحجر ۱۵: ۲۹

۲۔ سورہ البقرہ ۲: ۳۰

مشاہدہ کرتا ہے۔ یہ مراتب عارف قادری باطن معمور کے ہیں۔ جو شخص ان مراتب کو پہنچتا ہے، تو بعض مقام پر جب وہ "اللہ کے حکم سے اُٹھ،" کہتا ہے، تو روحانی قبر سے باہر نکل کر مصافحہ اور ملاقات کرتا ہے۔ اور ماضی اور مستقبل کے حقیقی حالات بتاتا ہے۔ یہ مراتب خطرات و خلل سے باہر آنے اور تسکین قلب حاصل کرنے کے ہیں۔ اور بعض اولیاء اللہ ان کشف کے مراتب کو نجومیوں کا کام بتاتے ہیں۔ اور بعض اس مقام پر قُمْ بِاِذْنِی (میرے حکم سے اُٹھ) کہتے ہیں۔ اور مردہ زندہ ہو جاتا ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ کے نزدیک یہ کفر ہے۔ لیکن قُمْ بِاِذْنِ اللّٰہِ (اللہ تعالیٰ کے حکم سے اُٹھ) اور قُمْ بِاِذْنِی (میرے حکم سے اُٹھ) کی اصل حضرت عیسیٰ علیہ السّلام روح اللہ کے قرب دم سے ہے اور یا حضرت آدم صفی اللہ کے دم سے اور یا حضرت موسیٰ کلیم اللہ کے دم سے، یا حضرت ابراہیم خلیل اللہ کے دم سے، یا حضرت اسمٰعیل ذبیح اللہ صلوٰۃ اللہ علٰی نبیّنا و علیہ السّلام کے دم سے اور یا حضرت محمد رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے دم سے ہے۔ جملہ دم ایک دم ہو جاتے ہیں۔

وَ نَفَخْتُ فِیْهِ مِنْ رُّوْحِیْ ("اور اس میں میں نے اپنی روح پھونک دی۔") ایک دم ہے۔ یہ (سراسر) اللہ کی قدرت سے ہے۔

بیت

دم نہ باد ہے، نہ ہوا ہے اور نہ نظر ہے۔   دم اللہ کی قدرتوں میں سے اس کا امر ہے۔

ارشاد خداوندی ہے:

"بے شک میں زمین پر ایک خلیفہ بنانے والا ہوں۔"

مراتب دم ریح سے ہیں، اور روح کی آواز تسبیح ہے۔ یہ مراتب کامل انسان کے ہیں۔

ابیات

خود پسند (مغرور) اللہ کے مقام سے بے خبر ہے۔ ایسا ناقص آدمی مُردہ کو (کب) زندہ کر سکتا ہے؟

کامل مُردہ را زندہ کند ازل و ابد — زندہ ماند تا قیامت در لحد

باھوؒ مُردہ را زندہ کند بہراہ خدا — ھرگز نمیرد آنکہ بیند حق لقاء

باھوؒ مُردہ را زندہ کند با اسم ذات — ھرگز نمیرد آن مع اللہ شد حیات

این مراتب فقیر عاشق، عارف باللہ اہل نُور، چنانچہ وجود مبارک حضرت محمدؐ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ و آلہٖ وسلّم از نُور اللہ تعالیٰ۔ تمام عالم پیدا و ہویدا از نُور حضرت محمدؐ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ و آلہٖ وسلّم۔ اصل انسان است بموافق عمل نفس خطاب۔ بموافق احوال قلب خطاب بموافق وصال روح خطاب۔ چون نفس و قلب، روح ھر سہ یک وجود میشود، نُور این را انسان کامل گویند۔

حدیث

اَلْعَقْلُ لَایَنَامُ فِی الْاِنْسَانِ اَلْاِنْسَانُ مِرْاٰۃُ الرَّبِّ [1]

ہر کرا عقل بیدار، کلّی بمشرف دیدار۔ ھر کہ یافت باجمیعت بالیقین باعتبار، ھر کہ ندید و نیافت او را مرتبہ وحشت سرگردان، بی قرار و فرار۔ این مراتب از مرگ سخت تر است۔ ما را و جمیع مسلمانان را یا اللہ این را نگہدار۔ این را اشتیاق مردود این راہ گویند، چنانچہ کبیرہ گناہ۔

بدانکہ از ہزار مرشد خام بہتر است یک نظر کامل کہ بحضور رساند مجلس محمد الرّسول اللہ صلّی اللہ علیہ و آلہٖ وسلّم کہ در طریقہ خام بدعت شیطان است و طریقہ شریعت بخشندۂ قرب رحمان است۔ آخر انتہاء نہایت کامل کیست؟

۱۔ الحدیث

پیر کامل مُردہ کو زندہ کرتا ہے۔ ازل سے ابد تک وہ قبر کے اندر قیامت تک زندہ رہتا ہے۔

باھوؒ مُردہ کو اللہ کے لیے زندہ کرتا ہے۔ جسے اللہ کی لقا حاصل ہو جاتی ہے، وہ کبھی بھی نہیں مرتا۔

باھوؒ مُردہ کو اسم ذات سے زندہ کرتا ہے۔ جس کی زندگی اللہ کے لیے وقف ہو گئی، وہ کبھی نہیں مرتا۔

یہ مراتب فقیر عاشق، عارف باللہ اہل نور کے ہیں۔ چنانچہ حضرت محمد رسول اللہ صلّی اللہ علیہ و آلہٖ وسلّم کا وجود مبارک اللہ تعالیٰ کے نور سے پیدا ہوا اور پھر تمام عالم حضرت محمد مصطفیٰ صلّی اللہ علیہ و آلہٖ وسلّم کے نور سے پیدا اور ظہور میں آیا۔

دراصل انسان کو نفس کے عمل کے مطابق خطاب کیا جاتا ہے۔ (یا پھر) احوال قلب کے موافق یا وصال روح کے مطابق خطاب کیا جاتا ہے۔ جب نفس، قلب اور روح تینوں ایک وجود ہو جاتے ہیں، تو ان کے نور کو ہی انسان کامل کہتے ہیں۔

حدیث

عقل انسان کے اندر بیدار رہتی ہے۔ اور انسان اپنے رب کا آئینہ ہے۔

جس کی عقل بیدار ہے، وہ کلّی طور پر دیدار الٰہی سے مشرف ہوتا ہے۔ جس نے (دیدار) پا لیا، اسے اطمینان قلب، یقین اور اعتبار آگیا۔ اور جس نے دیدار نہ کیا اور نہ پایا، وہ وحشت میں سرگرداں، بے قرار اور فرار ہوا۔ یہ مراتب موت سے بھی زیادہ سخت ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اور تمام مسلمانوں کو اس سے محفوظ رکھے۔ کیونکہ اس راہ سے مردود لوگ اشتیاق رکھتے ہیں اور یہ گناہ کبیرہ کی طرح ہے۔

(اے طالب صادق!) (یہ اچھی طرح) جان لے کہ ہزاروں خام مرشدوں سے کامل کی ایک نظر بہتر ہے، جو کہ مجلس محمدی صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم میں پہنچا دے۔ کیونکہ ناقص کا طریقہ شیطانی بدعت ہے اور شریعت کا طریقہ رحمانی قرب الٰہی عطا کرنے والا ہے۔ آخر کامل کی انتہا کیا ہے؟ کامل کی انتہا یہ ہے کہ وہ ہمیشہ صاحب حضوری ہو اور دنیا

وچیست؟ دریں حردوام حضوری۔ مشاہدۂ معراج فی الدنیا والآخرۃ، بی غم لایحتاج۔ کامل راہفت اندام نُور، توجّہ حضور، تصرّف قیور و تصوّر بتہ نظر اللہ منظور۔

ابیات

هر کہ از جان رفت می بیند لقاء　　هر کہ جان باجانان دهد یابد بقاء

گر نبودی دیدن رویت روا　　از خدا محروم ماندی اولیاء

هر کہ می بیند عیان گردد بجان　　عین بینا کم بوَد اندر جهان

لذّت دیدار اللہ تعالیٰ ولذّت معرفت اللہ تعالیٰ ولذّت قرب اللہ تعالیٰ ولذّت شوق اشتیاق اللہ تعالیٰ ولذّت ذکر فکر مراقبہ فنانی اللہ بقا باللہ ولذّت تصرّف، تصوّر، نُور، تفکّر الااللہ۔

حدیث

تَفَكُّرُ سَاعَةٍ خَيْرٌ مِّنْ عِبَادَةِ الثَّقَلَيْنِ[1] ط

این لذّت و تفکّر از حضور مشاہدۂ انوار دیدار باقی است ولذّت نفس دنیا اگرچہ در تصرّف در آید ملک سلیمانی فانی است۔ پس مرد آنست کہ نظر اُو بر مراتب کُلَّ يَوْمٍ هُوَ فِيْ شَأْنٍ[2] ط ویا آنکہ بر مراتب يَوْمَ يَفِرُّ الْمَرْءُ مِنْ اَخِيْهِ وَ اُمِّهٖ وَ اَبِيْهِ وَصَاحِبَتِهٖ وَبَنِيْهِ[3] ط

این چنین عارف نظر دوام گریان و گاہ خندان میباشد۔ مُرشد کامل اوّل طالب

۱۔ زین الحلم شرح عین العلم از حضرت ملّا علی قاری"

۲۔ سورۃ الرحمٰن، ۵۵ : ۲۹　　۳۔ سورۃ عبس، ۸۰ : ۳۴—۳۶

و آخرت کی معراج کا مشاہدہ کرتا رہے اور بے غم اور لایحتاج ہو۔ کامل کے ساتوں اعضاء نورین جاتے ہیں۔ اسے توجّہ حضور اور تصرّف قیور حاصل ہوتا ہے۔ اور اللہ کا منظور تصوّر میسّر آتا ہے۔

ابیات

جو جان سے گزر جاتا ہے، وہ لقا پا لیتا ہے۔ اور جو جان جاناں کے سپرد کرتا ہے، وہی بقاء پاتا ہے۔

اگر دیدار الٰہی روا نہ ہوتا (یعنی اگر دیدار خداوندی ناممکن ہوتا) تو اولیاء اللہ خدا (کے الطاف و اکرام) سے محروم رہتے۔

جو اس کو عیاں طور پر دیکھ لیتا ہے، وہ اپنی جان سے بھی بھاگتا ہے۔ صاحب نظر دنیا میں بہت کم ہیں۔

دنیا میں اگر کوئی لذّت ہے، تو وہ اللہ تعالیٰ کے دیدار کی لذّت، اللہ تعالیٰ کی معرفت کی لذّت، اللہ تعالیٰ کے قرب کی لذّت، اللہ تعالیٰ کے شوق و اشتیاق کی لذّت، ذکر، فکر، مراقبہ، فنا فی اللہ بقا باللہ کی لذّت اور تصرّف و تصوّر، نور اور تفکّر اِلَی اللہ کی لذّت ہے۔

حدیث

"ایک گھڑی کی سوچ بچار دونوں جہان کی عبادت سے بہتر ہے۔"

یہ سب لذّات اور تفکّر ربّانی کی حضوری اور اس کی دیدار کے انوار کے مشاہدہ کے باعث باقی ہیں۔ (ان کے مقابلے میں) دنیاوی نفسانی لذّات بالکل ہیچ اور فانی ہیں، چاہے کسی کے تصرّف میں ملک سلیمانی ہی کیوں نہ آ جائے۔

پس مرد وہ ہے جس کی نظر "وہ ہر لمحہ نئی شان میں ہے" کے مراتب پر ہو یا اس کی نظر "اس دن آدمی اپنے بھائی، اپنے والدین اور بیوی اور بیٹوں سے بھاگے گا"، پر ہو۔

اس قسم کا عارف ناظر ہمیشہ روتا رہتا ہے اور کبھی ہنستا ہے۔ مرشد کامل پہلے طالب اللہ کو

اللہ را با ہریک لذت از حاضرات اسم اللہ ذات تصرفات بکشاید و مینماید کہ در دل طالب اللہ باقی افسوس و غم نماند۔ در نظر فقر اہل غنی لا یحتاج، ہشت ہزاری امراء بی حیا۔ بادشاہ را لذت دنیا بادشاہی باز دارد از معرفت قرب الٰہی۔ بادشاہ مثل ابراہیم ادھم و حضرت جنید رحمۃ اللہ علیہما۔ بادشاہ ازین قسم بادشاہی ترک دادہ یکبارگی بقرب معرفت فقر ھدایت تمام رسیدہ باز روی بادشاہ و بادشاہی ندیدہ۔

حدیث

تَرْكُ الدُّنْيَا رَأْسُ كُلِّ عِبَادَةٍ وَحُبُّ الدُّنْيَا رَأْسُ كُلِّ خَطِيْئَةٍ[1] ط

آنہا کہ عبادت حق را بگذارند و باطل دنیا خطرات را با اخلاص دارند، آن مؤمن مسلمان چہ طور باشند کہ بدتر از ستور باشند۔ ھر پیر و مرشد کامل را فرض عین است کہ ھر تصرف کہ طالب مرید خواہد از دست مرشد، سلطان العارفین مثل سلطان بایزید بخش کند کہ طالب با جمعیت بالیقین بہرہ ور شود۔

بیت

طالب حق حق طلب وحدت فقر　　طالب باطل بباطل سیم و زر

بشنو! حضوری راہ است کہ ابتدا معرفت قرب اللہ و بی حضوری ہمہ راہ زن، فتنہ گناہ است۔ کہ باحب دنیا دل سیاہ است۔ بعمارت بام، باغیچہ، روضہ، خانقاہ بعید دارد از توحید مجلس حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم۔ فقیر آنرا گویند کہ نہ در طلب عزّ و جاہ، نہ عمارت، روضہ، خانقاہ و نہ سجادہ نشیند و

۱۔ عین العلم و ابن ماجہ

ہر ایک لذت کا تصرف بذریعہ حاضرات اسم اللہ ذات عطا کرتا ہے اور دکھاتا ہے، تاکہ طالب کے دل میں کوئی افسوس اور غم باقی نہ رہے۔ اہل غنی اور لایحتاج فقیر کی نگاہوں میں بے حیا ہشت ہزاری امراء، بلکہ بادشاہ تک حقیر ہیں۔ کیونکہ بادشاہ کو دنیا کی لذت اور بادشاہی معرفت اور قرب خداوندی سے باز رکھتی ہے۔ بادشاہ حضرت ابراہیم ادھمؒ اور حضرت جنید بغدادیؒ کی طرح ہونا چاہیے۔ جنہوں نے یکبارگی بادشاہی کو چھوڑ دیا اور قرب معرفت اور فقر ہدایت کاملہ تک جا پہنچے اور پھر بادشاہ اور بادشاہی کا منہ نہیں دیکھا۔

حدیث

”دنیا سے منہ موڑنا تمام عبادتوں کی جڑ ہے اور دنیا کی محبت تمام گناہوں کی اصل ہے۔“

وہ لوگ جو عبادت الٰہی سے منہ موڑ کر باطل دنیاوی خطرات کو اخلاص سے اپنا لیتے ہیں، وہ کس طرح مؤمن مسلمان ہو سکتے ہیں؟ وہ تو جانوروں سے بھی بدتر ہیں۔ ہر کامل پیر و مرشد پر فرض عین ہے کہ طالب مرید جو بھی تصرف مرشد کے ہاں سے طلب کرے، وہ سلطان العارفین حضرت بایزید بسطامیؒ کی طرح اسے عنایت کرے، تاکہ طالب جمعیت اور یقین سے بہرہ ور ہو۔

بیت

طالب حق وحدت فقر اور حق طلب کرتا ہے۔ اور باطل کا طالب باطل سونے چاندی کو طلب کرتا ہے۔

(اے طالب حق!) سن! حضوری معرفت خداوندی اور قرب الٰہی کا پہلا راستہ ہے۔ اور بے حضوری سراسر راہزنی اور فتنہ و گناہ ہے۔ حب دنیا سے دل سیاہ ہو جاتا ہے۔ بلند عمارات، باغیچے، روضے اور خانقاہیں وغیرہ توحید اور مجلس حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دور کر دیتے ہیں۔ فقیر اس کو کہتے ہیں کہ جو نہ عزّ و جاہ طلب کرے اور نہ عمارت، روضہ اور خانقاہ کی خواہش کرے اور نہ ہی سجادے پر بیٹھے (یعنی نہ سجادہ نشین بنے) اور نہ ہی اپنے آپ کو ہمیشہ کے لیے زندہ رہنے والا

نہ خود را ہمیشہ حیات بیند۔ بلکہ فقیر آنست کہ نہ از موت میترسد و نہ غم از ممات و نہ خوشوقت فرحت بر منصب عیش حیات، بلکہ فقیر از مرتبۂ ممات حیات نجات، نُور بانُور، فنافی اللہ ذات۔ مراتب فقیر را مطالعۂ علم محمدی صلّی اللہ علیہ و آلہٖ و سلّم نُور است و عالم نُور را مطالعۂ توحید حضور است۔ این دور مدوّر حافظ ربّانی گویند و یا دور مدوّر حافظ محمّدی صلّی اللہ علیہ و آلہٖ و سلّم نُور است و عالم حقّانی گویند۔ این چنین فقیر را قدم بر قدم حضرت محمد صلّی اللہ علیہ و آلہٖ و سلّم و دم با دم حضرت محمد صلّی اللہ علیہ و آلہٖ و سلّم و نفس با نفس حضرت محمد صلّی اللہ علیہ و آلہٖ و سلّم و قلب با قلب حضرت محمد صلّی اللہ علیہ و آلہٖ و سلّم و روح با روح حضرت محمد صلّی اللہ علیہ و آلہٖ و سلّم و نُور با نُور حضرت محمد صلّی اللہ علیہ و آلہٖ و سلّم و حضور با حضور حضرت محمد صلّی اللہ علیہ و آلہٖ و سلّم۔ این چنین عارف نظّار را با یک وجود حضرت محمد صلّی اللہ علیہ و آلہٖ و سلّم۔ جانسپار آن را با قبر و با جثّہ و نفس چہ در کار؟ هر کہ بدین صفت خاک بوس حضرت محمد صلّی اللہ علیہ و آلہٖ و سلّم شُد با حضرت محمد صلّی اللہ علیہ و آلہٖ و سلّم یار است۔

مصرعہ : هر مطالب طالبان را شد خُدا۔

حدیث

مَنْ لَّهُ الْمَوْلٰى فَلَهُ الْكُلُّ [1]

اہل حیا یار است و بی حیا اغیار است و علم با معرفت یار است و جاہل بی معرفت اغیار است۔ دین محمّدی صلّی اللہ علیہ و آلہٖ و سلّم یار است و کفر کاذب (کافر) دشمن اغیار است۔ دنیا دون پرست و قلب و روح یار است و نفس ہوا اغیار است۔ پس ہر یکی دوست و دشمن را بوقت عاجزی و دستگیری بکار آزمائش شناختہ میشود۔ تنی و زبانی را چہ اعتبار است؟ و دوست ربّانی و جانی یک وجودگی

۱۔ الحدیث

سمجھے۔ بلکہ فقیر وہ ہے، جو نہ موت سے ڈرتا ہے۔ اور نہ موت کا غم کھاتا ہے۔ اور نہ ہی منصب اور زندگی کے عیش سے خوشی اور فرحت محسوس کرتا ہے۔ بلکہ فقیر مرتبۂ حیات و ممات سے نجات حاصل کرلیتا ہے۔ اور وہ نور کے ساتھ نور ہو جاتا ہے۔ اور اللہ کی ذات کے ساتھ فنا پا لیتا ہے۔ مراتب فقیر کے لیے علم محمّدی صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کا مطالعہ عین نور ہے۔ اور ایسے نوری عالم کے لیے توحید کا مطالعہ حضوری کا باعث ہے۔ اس کو دور مدوّر حافظ ربّانی کہتے ہیں اور یا دور مدوّر حافظ محمّدی صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم جو کہ حامل نور ہے، عالم حقّانی کہتے ہیں۔ ایسے فقیر کا قدم، دم، نفس، قلب، روح اور نور اور حضور حضرت محمد رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے قدم، دم، نفس، قلب، روح، نور اور حضور کے ساتھ ہوتا ہے۔

ایسا عارف صاحب نظر حضرت محمد مصطفیٰ صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم پر سراپا جان قربان کر دیتا ہے۔ ایسے جانثار کو قبر، جسم اور نفس کی کیا ضرورت ہے؟ جو شخص ان صفات سے حضور نبی کریم علیہ الصّلوٰۃ والتسلیم کا خاک بوس ہو جاتا ہے، وہ حضور علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کا دوست ہوتا ہے۔

مصرعہ : طالبوں کا ہر مطلب اللہ تعالیٰ کی ذات ہے۔

حدیث

"جس کا مولیٰ ہے، اس کا سب کچھ ہے۔"

اہل حیا (اللہ تعالیٰ) کا دوست ہے۔ اور بے حیا اغیار ہے۔ اور علم جو معرفت کے ساتھ ہو، تو (انسان کا) دوست ہے اور جاہل بے معرفت اغیار ہے۔ دین محمّدی صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم یار ہے۔ اور کفر اور جھوٹ (آدمی کا) دشمن اور اغیار ہے۔ دنیا دون پرست ہے۔ اور قلب اور روح (انسان کے) دوست ہیں۔ اور نفس و ہوا اس کے دشمن ہیں۔ پس ہر دوست اور دشمن کی پہچان اور شناخت عاجزی اور مدد کے وقت بطور آزمائش ہوا کرتی ہے۔ تنی اور زبانی دوست کا کیا اعتبار ہے؟ اور ربّانی اور جانی دوست ہی یک وجودگی کا مظاہرہ کرتے ہوئے ہمدرد اور ہمدم ہوتا ہے۔ یار اور ہوتے ہیں اور

محدرد و محدم بدین شعار است۔ اغیار دیگر یار دیگر میباشد۔ عمر مثل ریگ وجود مثل شیشہ و دم مثل آورد برد و درین مراتب چشم کہ چشم را از چشم کشاید۔ ھر کہ این معما چشم را از چشم نماید۔ این رمزیست رمز ایمان سید انند اولیاء خدا۔

بیت

خاک پایت کہ درین چشم است ما را گرد آن   متصل چون شیشہ ھای ساعت ریگ روان

باھوؒ ھر کی را می شناسد با نگہ   احتیاجی نیست کامل را ز راہ

آخر انتہاء فقر کل و ابتداء تمامیت بی طاعت حاصل کردن دریک ساعت۔ از فقیر کامل درویش طلب آنچہ باشد ترا حاجت مطلب۔ طالب را نظر بر راہ باشد و یا قرب اللہ باشد۔ نہ از نیک و بد افعال مُرشد۔ نظر نگاہ مُرشد مثل اہل دُکان است۔ پس اہل سودا را متاع سودا درکار است۔ و اہل سودا را کفر اسلام آن را چہ درکار است؟

قول علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ:

اَلْحِكْمَةُ ضَالَّةُ الْمُؤْمِنِيْنَ فَاطْلُبُهَا وَلَوْ كَانَ عِنْدَ الْكَافِرِ [1]

بر مُرشد یکہ رجوع خلق و دنیا و نفس شیطان غالب، ہمہ از سرگناہ اسیر شرمندگی طالب۔

بیت

طالب آن باشد بود دل جان صفا   پیر و مُرشد یک بود نی جا بجا

بر ہر دروازہ کار سگان است و یا آنکہ طالب بی اعتقاد و بی نصیب، بی

---

[1] اَلْحِكْمَةُ ضَالَّةُ الْمُؤْمِنِ فَحَيْثُ وَجَدَهَا فَهُوَ اَحَقُّ بِهَا (بحر العلوم)
(دانائی کی بات مؤمن کا گمشدہ سرمایہ ہے۔ جہاں کہیں بھی وہ اسے پاتا ہے، وہ اسے حاصل کرنے کا زیادہ مستحق ہے۔)

اغیار اور۔ عمر ریت کی طرح ہے۔ وجود شیشہ کی مانند ہے اور دم آنے جانے والی چیز ہے۔ ان مراتب میں اہل چشم کو آنکھ کھولنی چاہیے۔ یہ ایک معمہ ہے، جو آنکھ کے ذریعے حل ہوتا ہے۔ یہ ایمان کی ایک رمز ہے، جسے اولیاء اللہ ہی شناخت کرتے ہیں۔

بیت

تیرے پاؤں کی خاک ہماری آنکھ کا سرمہ ہے۔ اور اس کی گرد ہماری آنکھ کے اس طرح متصل ہے، جیسے گھڑی کے شیشوں میں ریگ رواں ہوتی ہے۔

باھوؒ ہر ایک کو ایک نگاہ سے پہچان لیتا ہے۔ کامل کو کبھی راہ کی احتیاج نہیں ہوتی۔

فقیر کامل فقر کی ابتداء و انتہاء کو بغیر (ظاہری) عبادت کے ایک ساعت میں پا لیتا ہے۔ کامل درویش اور فقیر سے وہی چیز طلب کر، جس کی تجھے ضرورت ہے۔ اور تجھے مطلوب ہے۔ طالب کی نظر راہ پر ہونی چاہیے۔ اور یا قرب خداوندی پر۔ نہ کہ مرشد کے نیک و بد افعال پر۔ مرشد کی نگاہ و نظر دکاندار کی طرح ہوتی ہے۔ پس گاہکوں کو سودا درکار ہے۔ انہیں دکاندار کے کفر و اسلام سے (بھلا) کیا سروکار ہے؟

حضرت علی المرتضیٰؓ کا قول ہے:

"حکمت مؤمن کی گمشدہ پونجی ہے، اس کو حاصل کرنا چاہیے، خواہ وہ کسی کافر کے پاس ہی کیوں نہ ہو۔"

جس مرشد کی طرف مخلوق دنیا کا رجوع ہو اور اس پر نفس شیطان غالب ہو، تو یہ طالب کے لیے سراسر گناہ اور شرمندگی کا موجب ہے۔

بیت

طالب وہ ہوتا ہے، جس کا دل اور روح صاف و شفاف ہو۔ پیر و مرشد ایک ہی ہوتا ہے۔ جا بجا نہیں پھرنا چاہیے۔

ہر ایک دروازے پر جانا کتوں کا کام ہے۔ اور یا یہ کہ جو طالب بے اعتقاد، بے نصیب، بے جمعیت اور پریشان ہو، تو اس کا کیا علاج ہے؟ اس کا علاج یہ ہے کہ ایسے

جمعیت، پریشان، آنرا چه علاج است؟ این چنین طالب را اوّل در تصرّف دنیا غرق کند با مُردار۔ بعد ازان مثل مردہ شود۔ طالب مُردہ مُردار را غسل دادہ و پاک نمودہ، میبرد بمعرفت دیدار۔ مُرشدیکه این توفیق ندارد، راہ فقر تحقیق ندارد۔ مُرشد عقدہ کشاء باید۔ چون طالب را اعتقاد عقد کشاید، آنچه مطالب طالب است، مُرشد دریک لحظه میتماید۔ آری یقین است که مُرشد طالب را یک قوت بموجب جمعیت هرروز نصیب کند که طالب بی اعتقاد نشود۔

ابیات

بردر مُرشد برو ہر صبح و شام تا ترا حاصل شود مطلب تمام

گر ترا برسر زند سر پیش نہ آنچه داری در ملک مُرشد بده

گنج بخشد مُرشد از فضلش عطا شد نصیب طالبان وحدت خدا

مُرشد باشد شهباز۔ این نه مُرشد ناقص اند غلیواز اہل بدعت، زوبه باز۔

حدیث

خُذْ مَا صَفَا وَدَعْ مَا كَدَرَ[1] ط

شرح

دل و قلب و روح و نفس و شیطان و سرّ این جمله مجموعه ہریک در وجود طالب آمیخته، چنانچه خون بدم و بجان است۔ پس معلوم شد که وجود آدمی مثل

1۔ الحدیث

طالب کو مرشد پہلے تصرّف دنیا مردار میں غرق کرے، تاکہ وہ مردے کی طرح ہو جائے۔ بعد ازاں اسے غسل دے کر پاک کرے اور اسے معرفت اور دیدار الٰہی میں لے جائے۔ جو مرشد یہ توفیق نہیں رکھتا، وہ یقیناً راہ فقر سے واقف نہیں۔ مرشد کو عقدہ کشا ہونا چاہیے۔ جب طالب کی عقدہ کشائی ہو جائے اور اس کا اعتقاد درست ہو جائے، پھر طالب کے جو مطالب ہوں، مرشد ایک لحظہ میں انہیں پورا کردیتا ہے۔ ہاں مرشد یقیناً طالب کو اس کے اطمینان قلب کے لیے ہر روز ایک قوت عنایت کرتا ہے، تاکہ طالب بے اعتقاد نہ ہو جائے۔

ابیات

مرشد کے دروازے پر ہر صبح و شام جا، تاکہ تجھے تیرے تمام مقاصد حاصل ہو جائیں۔

اگر تیرا مرشد تجھے سر پر بھی مارے، تو بھی اپنا سر اپنے مرشد کے آگے جھکا دے (اور) جو کچھ تیرے پاس ہے، وہ مرشد کو دے دے۔

اللہ تعالٰی کے فضل و عطا سے مرشد (کامل) خزانہ بخش دیتا ہے۔ اور اسی سے طالبوں کو اللہ تعالٰی کی وحدت نصیب ہوتی ہے۔

مرشد (کامل) شہباز صفت ہونا چاہیے۔ یہ مرشد ناقص اہل بدعت ہوتے ہیں۔ ان کی مثال چیلوں کی سی ہے۔ تُو شہباز کا رخ کر۔

حدیث

"جو کچھ صاف ہے، وہ لے لے اور جو میلا ہے، اسے چھوڑ دے۔"

شرح

دل، قلب، روح، نفس، شیطان اور سرّ تمام انسان کے وجود میں اس طرح ملحق ہیں، جیسے خون دم اور جان میں پیوست ہے۔ پس معلوم ہوا کہ آدمی کا وجود دودھ کی مانند ہے۔ جس طرح دودھ میں چھاچھ، دہی، مکھن اور گھی یہ تمام شامل ہوتے ہیں۔ پس اسی طرح مرشد کامل کو لازم ہے کہ طالبوں میں سے ہر ایک کا مسئلہ حل کر دے اور

شیر است و دوغ و جغرات و مسکہ و روغن این تمامی در شیر است۔ پس مُرشد کامل ہر یکی را از احوالات حل نمودہ، جدا جدا بہر محل بنماید۔ علیحدہ علیحدہ ہر یک در نطق در آید۔ مطلب اینست کہ در وجود نفس بادشاہ و شیطان وزیر اوست و میان نفس و شیطان چنان مفارقت باید کہ باز در وجود شیطان نہ در آید۔ چون نفس شیطان شد جُدا، ہمودم طالب برسد بمرتبۂ اولیاء و یافت معرفت از خدا۔ مُرشد ناظر، بتوجہ کند حاضر۔

بیت

فقر از فرض است سنّت زان طلب　　اہل بدعت مُرشد صفت از کلب

نقش نقّاش آنچہ لاسوی اللہ از دل بتراش۔ اسم اَللّٰہ و اسم لِلّٰہ و اسم لَہٗ و اسم ھُو و باسم محمد رسول اللہ صلّی اللہ علیہ و آلہٖ وسلّم رقم رقوم، چنانچہ حرف سطر سیاہی بر کاغذ میشود معلوم۔ نہ کاغذ از حرف جُدا و نہ از حرف کاغذ جُدا۔ ہمچنانست وجود طالب باسم اللہ ذات با وجود طالب یکتا ہمچنان است چنانچہ آب و شیر و یا آنکہ نمک در طعام و یا آنکہ اخگر در آتش و یا آنکہ جان در جسد و یا آنکہ زر در بوتہ۔ این چنین مراتب صاحب تصوّر اسم اللہ ذات مشق مرقوم باتفکر است۔ المطلب آنکہ برروی زمین علماء عامل و فقیر کامل و فرشتگان، عابد، زاہد، جنّ و انس از حضرت آدم علیہ السّلام تا روز قیامت اعمال ثواب و عبادت ظاہر باطن یکجا جمع کنی، یک مرتبہ کہ صاحب تصوّر اسم اللہ ذات را در وجود کہ مشق مرقوم کند باتفکر بہ از عبادت الثقلین۔

ان کو جدا جدا کر کے اپنے اپنے مقام پر دکھلا دے اور ہر ایک سے علیحدہ علیحدہ کلام کرے۔ مطلب یہ ہے کہ انسانی وجود میں نفس بادشاہ کی طرح ہے اور شیطان اس کے وزیر کی طرح ہے۔ نفس اور شیطان کے درمیان ایسی جدائی ڈالنی چاہیے کہ پھر وجود میں شیطان داخل نہ ہو سکے۔ جب نفس اور شیطان جدا ہو جائیں، تو اسی وقت طالب اولیاء اللہ کے مرتبہ تک پہنچ جاتا ہے۔ اور اسے معرفت خداوندی حاصل ہو جاتی ہے۔ مرشد صاحب نظر ہوتا ہے۔ اور وہ اپنی توجہ سے ہر چیز حاضر کر دیتا ہے۔

بیت

فقر فرائض کی ادائیگی سے ہے۔ سنّت کو اس کے بعد طلب کر۔ اور اہل بدعت مرشد کتے کی صفات کا حامل ہوتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کے سوا ہر نقش نقّاش کو دل سے مٹا دے۔ اسم اللہ، اسم للہ، اسم لہٗ اور اسم محمد رسول اللہ صلّی اللہ علیہ و آلہٖ وسلّم دل پر اس طرح جما، جیسے حروف اور سطر کی سیاہی کاغذ پر نمایاں ہوتی ہے۔ نہ کاغذ حرف سے جدا ہوتا ہے اور نہ حرف سے کاغذ جدا ہوتا ہے۔ اسی طرح اسم اللہ ذات اور طالب کے وجود کی یکتا ہونی چاہیے اور طالب کا وجود اور اسم اللہ ذات باہم اس طرح ملنے چاہئیں، جیسے پانی اور دودھ یا کھانے میں نمک ہوتا ہے۔ یا جیسے آگ میں انگارا یا جیسے جسم میں روح یا جیسے سونا کٹھالی میں ہوتا ہے۔

اس قسم کے مراتب صاحب تصوّر اسم اللہ ذات کے ہیں، جو اسے وہ تفکّر کے ساتھ مشق مرقوم کرتا ہے۔ مطلب یہ کہ اگر تو روئے زمین کے تمام علماء عامل، فقرائے کامل، فرشتوں، عابدوں، زاہدوں، جنّ و انس جتنے بھی ہیں، حضرت آدم علیہ السّلام سے لے کر روز قیامت تک ان کے تمام ظاہری و باطنی اعمال ثواب و عبادت کو ایک جگہ اکٹھا کرے، تو ان تمام سے وہ تفکّر بہتر ہے، جس کے ذریعے صاحب تصوّر اسم ذات اپنے وجود میں ایک مرتبہ مشق کے ذریعے مرقوم کرتا ہے۔ یہی عبادت دونوں جہانوں سے بہتر ہے۔

قَوْلُهٗ تَعَالٰی:-

وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِیَعْبُدُوْنِ [1] ط اَیْ لِیَعْرِفُوْنَ۔

معرفت تفکر مجمل عبادت است۔

حدیث

تَفَکُّرُ سَاعَةٍ خَیْرٌ مِّنْ عِبَادَةِ الثَّقَلَیْنِ [2] ط

تفکر سہ قسم است: تفکر مبتدی بمقابلہ عبادت ہفتاد سال است۔ و تفکر متوسط بعبادت ہزار سال است و تفکر منتہی بمقابلہ عبادت جن و انس۔ این تفکر حضوری ذات، مشاہدہ، تجلی انوار، غرق فنافی اللہ ذات مشرف دیدار است و نہ تفکر صفات اوصاف زمین آسمان طبقات درجات۔

۱۔ سورہ الذّٰریٰت، ۵۱ : ۵۶
۲۔ زین العلم شرح عین العلم از حضرت ملا علی قاریؒ

ارشاد خداوندی ہے:

"اور ہم نے جنوں اور انسانوں کو صرف اس لیے پیدا کیا، کہ وہ ہماری عبادت کریں۔" یعنی وہ مجھے پہچانیں۔

معرفت اور تفکر ہی مجمل عبادت ہے۔

حدیث

"ایک گھڑی کی سوچ بچار دونوں جہان کی عبادت سے بہتر ہے۔"

تفکر تین قسم کا ہے:-

مُبتدی کا تفکر ستر سال کی عبادت کے ثواب کے برابر ہے۔

متوسط کا تفکر ایک ہزار سال کی عبادت کے ثواب کے برابر ہے۔

اور منتہی کا تفکر تمام جن و انس کی عبادت کے ثواب کے برابر ہے۔

اس تفکر سے ذات کی حضوری، مشاہدہ اور تجلی انوار حاصل ہوتا ہے اور فنا فی اللہ ذات میں غرق ہو کر مشرف دیدار ہوتا ہے۔ ذات و صفات کے تفکر کو زمین و آسمان کے طبقات و درجات کے اوصاف نہیں پہنچ سکتے۔

شرح اسم اللہ ذات
و شرح اسم سرور کائنات صلّی اللہ علیہ و آلہٖ و سلّم

اگر تمام دریای آنچہ بروی زمین و آسمان باران رحمت سیاہی شود و زمین کاغذ گردد و درخت و گیاہ قلم بود و جن و انس و فرشتگان ہژدہ ہزار عالم و کل مخلوقات کاتب نویسندہ تا روز قیامت بنویسند، ثواب اسم اللہ ذات مشق مرقوم وجودیہ نتوانند نوشت۔ این مراتب را قدر آن زمان معلوم شود کہ مرشد کامل توحید معرفت از اسم اللہ ذات بکشاید و از اسم اللہ ذات طالب در آید در لاہوت و لامکان نماید۔

بیت

چنان کن جسم را در اسم پنہان   کہ می گردد الف در بسم پنہان

قَوْلُہٗ تَعَالٰی:۔

قُلْ لَّوْ كَانَ الْبَحْرُ مِدَادًا لِّكَلِمٰتِ رَبِّيْ لَنَفِدَ الْبَحْرُ
قَبْلَ اَنْ تَنْفَدَ كَلِمٰتُ رَبِّيْ وَلَوْ جِئْنَا بِمِثْلِهٖ مَدَدًا [۱] ط

ہر کہ اسم اللہ تعالیٰ را خواند، اسم اللہ تعالیٰ باد جاودان بماند۔ پیش مرشد کامل ہر تصرف کیمیا اکسیر و ہر تصرف حضور قرب اللہ، روشن ضمیر و حکمت بتوجہ شدن امیر آسان کار است۔ ہیچ مشکل و دشوار نیست۔ چنانچہ سیماب کشتہ

۱۔ سورۃ الکہف، ۱۸: ۱۰۹

شرح اسم اللہ ذات
و شرح اسم سرور کائنات صلّی اللہ علیہ و آلہٖ و سلّم

اگر روئے زمین کے تمام دریا اور آسمان کی باران رحمت (یعنی بارش کا پانی) سب سیاہی بن جائیں اور زمین کاغذ بن جائے اور تمام درخت اور گھاس (یعنی تمام نباتات) قلم بن جائیں۔ اور تمام جن و انس اور ملائکہ اور اٹھارہ ہزار عالم اور کل مخلوقات کاتب اور لکھنے والے بن جائیں اور روز قیامت تک لکھتے رہیں، تو بھی اسم اللہ ذات مشق مرقوم وجودیہ کا ثواب نہیں لکھ سکتے۔ ان مراتب کی قدر و منزلت اس وقت معلوم ہوتی ہے، جب مرشد کامل اسم اللہ ذات سے توحید اور معرفت الٰہی منکشف کر دیتا ہے۔ اور اسم اللہ ذات کے ذریعے طالب کو لاہوت و لامکان کا مشاہدہ کرا دیتا ہے۔

بیت

جسم کو اسم اللہ ذات میں اس طرح چھپا دے، جیسے الف بسم میں پوشیدہ ہے۔

ارشاد خداوندی ہے:

فرما دیجئے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم! اگر میرے رب کے کلمات تحریر کرنے کے لیے سمندر سیاہی بن جائیں، تو پیشتر اس کے کہ کلمات ربی ختم ہوں، سمندر خشک ہو جائیں، خواہ ان کی مدد کے لیے ویسے ہی اور سمندر ہی کیوں نہ آ جائیں۔

جو شخص اللہ تعالیٰ کے اسم کو پڑھتا ہے، تو اسم اللہ تعالیٰ اس کے ساتھ ہمیشہ رہتا ہے۔ کامل مرشد کے نزدیک ہر تصرف کیمیا اکسیر، اور ہر تصور قرب اللہ حضور، روشن ضمیری اور حکمت اور توجہ سے امیری عطا کرنا آسان کام ہے، کچھ بھی مشکل اور دشوار نہیں ہے۔ جب تک پارہ کُشتہ نہ ہو جائے، کھانے کے قابل نہیں ہوتا اور اسے سوائے عامل کیمیاگر کے کوئی کُشتہ نہیں کر سکتا، خواہ منوس، جو اکسیر کے عمل سے ناواقف ہے، ہزاروں گھر ہی کیوں نہ برباد کر دے۔ اسی طرح طالب کبھی کامل فقیر نہیں بن سکتا،

نشود، لائق خوردن نہ بود، بجز کیمیا اکسیر عامل اگرچہ مہوس ہزاران ہزار خانہ خراب از ہر عمل اکسیر محروم و فقیر کامل نگردد تا آنکہ مرشد مکمل او را دست ندہد، اگرچہ با غوغا خلق معظم مخدوم۔

ابیات

عامل شدی کامل شدی اکمل کجا — گر شوی تو غوث و قطب و سرہوا
راہ فقرش دیگر است قرب حضور — ذات با ذات است نورش یافت نور

ہر منزل و مقام کہ برسی، اگر بر آب روی، خسی۔ اگر بپری، مگسی۔ این ہمہ مراتب ہا بازیگری، از فقر محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بعید، مطلق حجاب است۔ دور از معرفت و توحید۔ پیش مرشد و پیر کامل باتوجہ ہر دو جہان را طی طرفہ زد آدروه دروست۔ یک مشت تماشای کونین را بہ بیند بر ناخن پشت۔ آنرا چہ احتیاج خواندن و نوشتن و قلم گرفتن در قبضہ سہ انگشت؟ این مراتب نیز آسان کار است، ہیچ مشکل و دشوار نیست۔ این مراتب بازیگری نخری واگر خری گاؤ خری۔ پس معرفت و توحید اللہ تعالیٰ را کدام علم راہ است کہ مطلق حضوری قرب الٰہ است۔ تصور نور کرا گویند؟ واز کہ حاصل شود؟ واز مرشد جامع طلب کند۔ مرشد چہ می فرماید؟ از تصور اسم اللہ ذات حضور نماید۔ چہ می بیند؟ و چہ می یابد؟ وی شناسد۔ می بیند بعین می یابد بعنایت۔ می شناسد بولایت کہ در آن مطلق ہدایت لاحد ولاعد کہ در وہم و فہم نگنجد۔ آنچہ مکان است ہر آنکس برسد کہ بداند نور مشرف نور بی جسم بیجان است۔ میدانی کہ انسان پیدائش از برای عبادت، ودوام آزمائش

جب تک کہ کامل مرشد اس کی دستگیری نہ کرے، خواہ مخلوق کی نظروں میں شہرت اور غوغا کے باعث وہ کتنا ہی معزز و محترم اور مخدوم ہی کیوں نہ ہو۔

ابیات

تو عامل ہو گیا۔ کامل ہو گیا، مگر اکمل کب ہو گا؟ اگر تو غوث و قطب بھی ہو جائے، مگر پھر بھی تیرے اندر خواہشات کا ہجوم رہے گا۔

فقر کا راستہ دوسرا ہے۔ اس میں (صرف) قرب و حضوری ہے۔ ذات کا تعلق ذات سے ہوتا ہے۔ اور نور سے نور ملتا ہے۔

تو جس مرتبہ اور مقام کو بھی پہنچ جائے۔ اگر تو پانی پر چلے گا، تو (محض) تنکا ہے۔ اگر ہوا میں اڑے گا، تو (محض) مکھی ہے۔ یہ تمام شعبدہ بازی کے مراتب ہیں۔ اور فقر محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بعید اور مطلق حجاب میں ہے۔ اور معرفت اور توحید سے دور ہے۔ کامل پیر و مرشد کی توجہ سے دونوں جہان کو ایک ہی لحظہ میں طے لیا جا سکتا ہے۔ اور ان کو تصرف میں لایا جا سکتا ہے۔ اور ہر دو جہان کا تماشا یک مشت پشت ناخن پر کیا جا سکتا ہے۔ ایسے شخص کو لکھنے پڑھنے اور تین انگلیوں میں قلم پکڑنے کی کیا حاجت ہے؟ ان مراتب کا حصول بھی آسان کام ہے۔ اس میں کچھ مشکل اور دشواری نہیں ہے۔ یہ شعبدہ بازی کے مراتب ہیں۔ انہیں تو نہ خرید۔ اگر تو خریدے گا، تو تو گاؤ خر (حیوان) ہے۔ پس معرفت اور اللہ تعالیٰ کی توحید کے علم کا راستہ کون سا ہے؟ وہ مطلق حضوری اور قرب الٰہی کا راستہ ہے۔ تصور نور کس کو کہتے ہیں؟ اور کس سے حاصل ہوتا ہے۔ اسے مرشد کامل سے طلب کرنا چاہیے۔ مرشد (اس ضمن میں) کیا فرماتا ہے؟ وہ تصور اسم اللہ ذات کے ذریعے حضوری کا مشاہدہ کراتا ہے۔ طالب کیا دیکھتا ہے؟ اور وہ کیا حاصل کرتا ہے؟ اور وہ کیا شناخت کرتا ہے؟ وہ جو کچھ دیکھتا ہے، وہ عین بعین عنایت سے پا لیتا ہے۔ اور ولایت سے شناخت کرتا ہے کہ جس میں بے حد اور بے شمار اور مطلق ایسی ہدایت ہے، جو وہم و گمان میں بھی نہیں آ سکتی۔ اس مقام پر وہ شخص پہنچ سکتا ہے، جو نور کو جانتا ہے اور نور سے مشرف ہوتا ہے اور نور تو بے جسم و جان

است، نہ ازبرای نفس پروری و آسائش دنیاولذات است، نہ ازبرای روز معاش بعیش خوردن طعام عاش۔ این ہوس از دل بتراش۔ حیلہ د حجت شیطانی رابگذار و روی بمعرفت مولیٰ آر۔

قَوْلُهٗ تَعَالٰی:

اِنِّیْ وَجَّهْتُ وَجْهِیَ لِلَّذِیْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ
حَنِیْفًا وَّمَآ اَنَا مِنَ الْمُشْرِكِیْنَ [1]

بیت

روی خود آوردہ ام با روی تو — نَحْنُ اَقْرَبُ [2] گفت با ما سخن تو

بیت

سخن زان الہام شُد رحمت کرم — ہر کہ وحدت یافت آن رانیست غم

مقام بلند تر عظیم تر بر عارف صاحب نظر کدام کہ طالب اللہ رابا یک نظر طرفہ زد بخشد فقر و ہدایت تمام۔ این نیز تصور حضور را۔ آخر ابتداء تصور چیست؟ آخر انتہاء تصور کیست؟ و تصور چہ باشد و متوسط تصور کرا خوانند؟ تصور توفیق ہر طرف کہ متوجہ شود تصور برساند تحقیق۔ اگر تصور باغیب الغیب بر خدا کند، تصور بی شک بحضور خدا رساند یا آنکہ تصور بر صاحب تصور خدای تعالیٰ را مہربان گرداند۔ تصور بخشندۂ حضوری قرب اللہ۔ صاحب تصور را

۱۔ سورہ الانعام، ۶: ۸۰

۲۔ سورہ ق، ۵۰: ۱۶

ہوتا ہے۔

تو جانتا ہے کہ انسان عبادت اور دائمی آزمائش کے لیے پیدا کیا گیا ہے۔ نہ کہ نفس پروری اور دنیاوی لذات اور آسائش کے لیے۔ اور نہ ہی اس کی پیدائش دنیاوی روزگار، معاش اور عیش و آرام سے خورد و نوش کے لیے ہوئی ہے۔ یہ ہوس دل سے نکال دے۔ اور شیطانی حیل د حجت کو چھوڑ کر مولیٰ کی معرفت کا رخ کر۔

ارشاد خداوندی ہے:

"میں نے اپنے منہ کو اسی کی طرف متوجہ کر لیا۔ جس نے آسمان اور زمین سب سے یکسو ہو کر بنائے۔ اور میں مشرکوں میں سے نہیں ہوں۔"

بیت

اے اللہ! میں نے اپنے آپ کو تیرے رو برو پیش کر دیا ہے۔ کیونکہ تو نے "ہم تمہارے قریب ہیں" خود ہی ہم سے فرمایا ہے۔

بیت

اس سے گفتگو الہامی ہوتی ہے، اگر اس کی رحمت اور کرم ہو جائے۔ جس نے اللہ کی وحدت کو پا لیا، تو اس کو کوئی غم نہیں ہے۔

صاحب نظر عارف کا وہ کون سا بلند تر اور عظیم تر مقام ہے کہ وہ ایک ہی نظر اور ایک ہی لحظہ میں طالب اللہ کو فقر اور ہدایت تمام عطا کر دیتا ہے۔ یہ سب کچھ تصور اور حضور سے ہوتا ہے۔ آخر دیکھنا یہ ہے کہ تصور کی ابتداء کیا ہے؟ اور انتہاء کیا؟ اور تصور کیا ہوتا ہے؟ اور متوسط تصور کسے کہتے ہیں؟ تصور میں یہ توفیق ہے کہ صاحب تصور جس طرف متوجہ ہوتا ہے، وہاں اسے یقیناً پہنچا دیتا ہے۔ خواہ وہ غیب الغیب خدا کا تصور ہی کیوں نہ کرے، وہ بلاشک و شبہ خدا کی حضوری میں پہنچا دیتا ہے۔ یا کم از کم یہ تصور صاحب تصور پر اللہ تعالیٰ کو مہربان کر دیتا ہے۔ تصور قرب خداوندی اور حضوری بخشنے والا ہے۔ صاحب تصور کو کسی وسیلہ، طریق اور راہ کی ضرورت نہیں ہوتی۔ کیونکہ

ہیچ درکار نباشد وسیلہ، طریق، راہ۔ کہ در راہ ہمہ آفات رہزنی۔ آہ آہ آہ۔ ای ناقص احمق! از مرشد طلب کن ناظرات حاضرات نظر نگاہ۔ آخر تصور باطن صورت یک شخصی را در تصرف خود آوردہ، آنچہ در خواب دیا در مراقبہ دیا در استخارہ دیا باعیان نظارہ آن را باطن تعلیم کند دیا تلقین دھد دباز رو برو میشود، تصرف باطنی آنرا تصرف ظاہر کند۔ معلوم شد کہ (صاحب) تصور عامل است۔ صاحب تصور باتوجہ حجاب بردار است کہ با اعتبار است۔

راستے میں سراسر آفات و راہزنی ہوتی ہے۔ آہ! ارے ناقص احمق! مرشد سے نظر و نگاہ کی ناظرات و حاضرات طلب کر، کیونکہ تصور باطنی سے کسی شخص کی صورت اپنے تصرف میں لا کر اسے خواب، مراقبہ یا استخارہ کے ذریعے یا ظاہری طور پر باطنی تعلیم و تلقین کرتا ہے اور پھر اسے رو برو لاتا ہے۔ (اس طرح) تصور باطنی اس کو تصور ظاہری میں لے آتا ہے۔

پس معلوم ہوا کہ صاحب تصور عامل ہے۔ اور صاحب تصور اپنی توجہ سے درمیانی پردوں کو چاک کر دیتا ہے اور اس طرح اعتبار پیدا ہوتا ہے۔

شرح یقین

یقین علم است کہ عالم بایقین و جاہل بی دین است۔ علم یقین سہ قسم است وباسہ اسم است۔

اوّل علم الیقین: کہ علماء رابر علم یقین۔ دوّم علم عین الیقین کہ مرتبہ مجذوب است آنچہ باعین عین دیدہ واز خود جان تن بی خبر۔ در تماشہ زیر زبر خود رانہ دید۔ سیوم علم حق الیقین: مرتبہ محبوب عجائب مرغوب۔ برساند طالبان را بسر مطلوب کہ حق الیقین حق بحق رسید۔ زحق الحق بحق دید، یافت، بخواند در میان خود نماند۔ خود را فنا ساخت۔

اوّل مُرشد کامل تجرید مرشد کامل آزمایش و مرشد کامل امتحان ازبرای جمیعت طالب مُرید۔ از حاضرات اسم اللہ ذات آنچہ ممات حیات، جن و انس و فرشتہ میشود مسخرات۔ بہ بیند احوالات مشاہدات از ہریک نُور تجلیات۔ اینکہ مُرشد بنماید۔ بعد ازان طالب مرید بمرتبہ یقین درست درآید۔

اَلْمُرِیْدُ لَا یُرِیْدُ ط

ہر کہ معرفت اللہ یافت و گنج یافت، از فقیر یافت و فقر را رفیق خود ساخت نہ از فقر۔ درمیان فقیر و فقر چہ فرق است؟ صاحب مرتبہ فقر را ہمیشہ حضوری مشاہدہ ذائقہ و فقیر دوام فاقہ مجاہدہ۔ حیات حیات النّبیؐ کہ تمام امت راحیاء وحیاتی وحب "از وست بر مغرو

شرح یقین

یقین ایک علم ہے۔ عالم یقین والا ہوتا ہے۔ اور جاہل بے دین ہے۔ علم یقین تین اقسام میں منقسم ہے، اور تین اسماء کے ساتھ ہے۔

اوّل علم الیقین: جیسا کہ علماء کو علم پر یقین ہے۔

قسم دوّم: عین الیقین: یہ مجذوبوں کا مرتبہ ہے، جو عین بعین دیکھ لیتے ہیں۔ اور اپنے تن بدن سے بے خبر ہو جاتے ہیں۔ اور زیر و زبر کے تماشے میں خود کو نہیں دیکھتے۔

سوم: علم حق الیقین: یہ محبوب عجائب مرغوب کا مرتبہ ہے۔ جو طالبوں کو ہر مطلب تک پہنچا دیتا ہے کیونکہ حق الیقین میں حق سے حق کو پہنچتا ہے۔ حق الحق سے حق کو دیکھتا ہے، پالیتا ہے، بلا لیتا ہے۔ اور خود درمیان میں نہیں آتا۔ خود کو فنا کر دیتا ہے۔

اوّل مرشد کامل تجرید کے ذریعے آزمائش اور امتحان کرتا ہے، تاکہ طالب مرید کو اطمینان قلب حاصل ہو سکے۔ اور حاضرات اسم اللہ ذات سے مردہ اور زندہ، جن و انس اور ملائکہ طالب کے مسخر ہو جاتے ہیں۔ اور تمام انوار کی تجلیات اور احوال و مشاہدات کو دیکھ لیتا ہے، کیونکہ مرشد سب کچھ دکھا دیتا ہے۔ بعد ازاں طالب مرید کا یقین درست ہوتا ہے۔ مثل مشہور ہے:

"مرید کی اپنی کوئی خواہش نہیں ہوتی۔"

جس کسی نے معرفت الٰہی کا خزانہ پایا، فقیر سے ہی پایا۔ اور فقر کو اپنا رفیق اور ساتھی بنایا اور فقر سے کوئی ذاتی فائدہ نہیں اٹھایا۔ فقیر اور فقر میں کیا فرق ہے؟ صاحب مرتبہ فقر کو ہمیشہ حضوری کا مشاہدہ اور لطف حاصل ہوتا ہے۔ اور فقیر ہر وقت فاقہ اور مجاہدہ میں رہتا ہے۔ حقیقی زندگی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو حاصل ہے۔ اور انہی کی وساطت سے تمام امت کی حیاء اور زندگی اور محبت "ہمہ از دست بر مغرو

پوست"۔ ہر کہ حیات النبیؐ راحیات نخواند و ممات داند۔ خاک در دہن اُو، روی سیاہ اُو فی الدنیا والآخرۃ از شفاعت حضرت محمد صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم محروم ماند۔ ہر آنکس منافق، کاذب، از امت نبیؐ صاحب نیست۔

حدیث

اَلْکَذَّابُ لَیْسَ مِنْ اُمَّتِیْ [1]

اہل شقی بی خبر از علم تصرف تصوّف طریق باشد۔ ازان اہل زندیق کہ موت انبیاء و اولیاء اللہ را مرتبۂ مشاہدۂ حضوری، معراج است کہ در ممات انبیاء و اولیاء اللہ را ترقی، سیر درجات کہ دوام حیات حی با حق، حیّ فی الدارین بین العبد والرب جانبین۔ ہر کہ باخلاص بالیقین حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم را یاد کند فریادرس یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم با جماع لشکر اصحاب و امام حسن و امام حسین رضی اللہ تعالی عنہما ہمو ندم حاضر شوند۔ چشم بینا با عیانی زیارت کند و سر بر قدم حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم نہد و خاکپائی در چشم سرمہ کشد و بی اخلاص و بی یقین اگر شب و روز دوگانہ خواند، خود از خود بحجاب ماند و مرشد کامل از طریق باطنی با توفیق در مجلس حضرت محمد صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم بحضور رساند۔ این حقیقت را احمق مردہ دل چہ داند؟! اگرچہ تمام عمر مطالعۂ علم خواند۔

بدانکہ طالب مردود و مرید مرتد کہ ہیچ حال اعتبار نیارد۔ بر گفتۂ پیر مرشد معرفت اللہ وصال، بحضوری جمال یقین نیارد۔ آن طالب مردود و مرید مرتد را چہ علاج است بیماری مرض؟ آنکہ بی یقین بی دین را دارون و دوا شفا بحضوری،

---

[1] الحدیث

پوست" کے مصداق قائم ہے۔ جو شخص حیات النبیؐ کو حیات نہیں سمجھتا، اور ان کو مردہ جانتا ہے، اس کے منہ میں خاک، وہ خود دونوں جہاں میں روسیاہ ہے اور وہ ضرور بالضرور شفاعت محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے محروم رہے گا۔ ہر ایسا شخص منافق اور جھوٹا ہے اور وہ نبیؐ کی امت میں سے نہیں ہے۔

حدیث

"جھوٹا میری امت میں سے نہیں ہے۔"

جو علم تصور و تصوف اور طریق سے بے خبر ہے، ایسا شخص بدبخت ہے۔ اسی لیے وہ بے دین لوگوں میں سے ہے۔ انبیاء اور اولیاء اللہ کے لیے (ظاہری) موت (گویا) مشاہدۂ حضوری کا مرتبہ ہے۔ اور بمنزلہ معراج ہے۔ کیونکہ موت کے بعد انبیاء و اولیاء اللہ کو ترقی، سیر درجات اور دائمی زندگی عطا ہوتی ہے۔ اور وہ دونوں جہان کے اندر بندوں اور رب کے درمیان زندہ اور حیات ہیں۔ جو شخص اخلاص اور یقین سے حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یاد کرتا ہے اور یہ عرض کرتا ہے کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! میری فریاد سننا، تو اسی وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لشکر اصحاب کے انبوہ کے ساتھ اور امام حسن اور امام حسین رضی اللہ تعالی عنہما کے ساتھ حاضر ہوتے ہیں۔ اور ظاہری اور کھلی آنکھ سے اس کو زیارت ہوتی ہے۔ اور وہ اپنا سر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قدم مبارک پر رکھتا ہے۔ اور وہ آپؐ کی خاک پا کو سرمہ بناتا ہے۔ لیکن بے اخلاص اور بے یقین اگر دن رات بھی دوگانہ ادا کرتا رہے، تو بھی خود بخود حجاب میں رہے گا۔ مرشد کامل باطنی طریق اور اپنی توفیق سے حضور نبی کریم علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم کی مجلس میں طالب کو پہنچا دیتا ہے۔ اس حقیقت کو احمق مردہ دل کیا جانے؟ خواہ وہ تمام عمر علم کا مطالعہ ہی کیوں نہ کرتا رہے۔

جان لے کہ طالب مردود اور مرید مرتد جو کسی حال میں بھی پیر و مرشد کے کہنے پر اعتبار نہ کرے۔ اور معرفت الٰہی اور وصال اور حضوری جمال پر یقین نہ کرے، تو ایسے

مشرف لقا باخدا۔ اگر بالیقین بہ بیند دیمناید، برحال صاحب وصل والّا جذب خوردہ در معارض زوال دیا در طلب دنیا، زن مرید یا نفس پرست دیا خود نما۔
باخبر باش! در راہ فقر ہر آنکس قدم زند کہ پیر مرشد را پیشوای وسیلہ خود کند و یقین توشہ بردار و پیر مرشد بر طالب مرید نگہبان ہوشیار، چنانچہ مادر بر پسر شیر خوار۔ آری یقین۔

اَلصَّبِیُّ صَبِیٌّ وَلَوْ کَانَ ابْنَ النَّبِیِّ ؎

ہر کرا درین راہ درد نیست، ہر آنکس مرد نیست۔

حدیث

طَالِبُ الدُّنْیَا مُخَنَّثٌ وَطَالِبُ الْعُقْبٰی مُؤَنَّثٌ
وَ طَالِبُ الْمَوْلٰی مُذَکَّرٌ [1]

(اگر) طالب مرید قادری ہفت روز ذکر کند لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ بردل ضرب زند، ہفت اندام ذاکر از سر تا قدم نُور شود و باز از یک ہفتہ در مشاہدۂ حضور بود۔

بیت

طالبان مدّعی شیطان صفت   در شکایت باحکایت معرفت

اوّل مرشد کامل کہ بر طالب تلقین علم تعلیم کند، از علم دعوت کہ آنرا کلّی شود مطالب۔ کہ علم دعوت طالب را عین نما است و از ہر کار مشکل کشاء کہ علم

۱۔ الحدیث

مردود طالب اور مرتد مرید کی بیماری اور مرض کا کیا علاج ہے؟ ایسے بے یقین اور بے دین مرید کی شافی دوا یہ ہے کہ اسے حضوری میں پہنچا دے اور اللہ کی لقا سے مشرف کر دے۔ اگر وہ یقین سے مشاہدہ کرے گا اور دیکھ لے گا، تو وہ فی الفور صاحب وصال ہو جائے گا۔ ورنہ وہ رجعت میں پڑ کر معرض زوال یا طلب دنیا میں مبتلا ہو جائے گا۔ یا زن مرید اور نفس پرست اور یا خود نما ہو جائے گا۔
خبردار رہ! راہ فقر میں صرف وہی شخص قدم رکھے، جو پیرو مرشد کو اپنا پیشوا اور وسیلہ بنائے اور یقین کو توشہ بنائے۔ وہ پیرو مرشد بھی (ہر وقت) ہوشیار رہ کر طالب مرید کی نگہبانی کرتا ہے۔ جیسے ماں شیر خوار بچے کی رکھوالی کرتی ہے۔ ہاں اس بات پر یقین رکھ۔

بچہ آخر بچہ ہی ہوتا ہے، خواہ وہ نبی کا بچہ ہی کیوں نہ ہو۔
جس شخص کو اس راہ میں درد حاصل نہیں، وہ مرد ہی نہیں ہے۔

حدیث

"طالب دنیا مخنث ہے اور طالب عقبیٰ مؤنث اور طالب مولیٰ مرد ہے۔"
اگر طالب مرید قادری سات دن تک لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کی ضرب دل پر لگائے، تو اس کے ساتوں اعضاء سر سے لے کر پاؤں تک ذاکر اور منور ہو جاتے ہیں۔ اور پھر ایک ہفتہ کے بعد اسے مشاہدۂ حضوری حاصل ہو جاتا ہے۔

بیت

جو طالب دعویٰ کریں، وہ شیطان صفت ہوتے ہیں۔ شکایت میں معرفت کے واقعات بیان کرتے ہیں۔
اوّل مرشد کامل طالب کو جس علم کی تلقین کرتا ہے، وہ علم دعوت ہے، تاکہ اس کے سب مطالب پورے ہو جائیں۔ اس لیے کہ علم دعوت طالب کے لیے عین نما ہے۔ اور ہر مشکل کام کو حل کرنے والا ہے۔ کیونکہ علم دعوت امر غالب ہے۔ اور اطمینان

دعوت امر غالب است، جمعیت بخشندہ۔ ہر کہ در علم دعوت در آید، منطق معانی کلّ مخلوقات باو زبان کشاید و ہم زبان سخن در آید۔ اگر بصحرا رود، نہال گوید کہ نبات از زمین برآید : ای ولی اللہ! مرا بہ ہمراہ خود بر کہ من نہال ترکیب کیمیا اکسیرام۔ در مس مرا خلط بساز کہ زر سرخ گردد۔ و اگر تلاوت قرآن مجید کند، اسم اعظم آواز دھد کہ ای ولی اللہ! مرا ورد بکن و آنچہ مطلب داشتہ باشی، مرا بخوان کہ جمعیت کلّ است وساعت روز جمعہ نیک ندا دہد، آنچہ در ساعت سعد من ھر سخن از کنۂ کُن قبول و اگر درکوہ رود، از سنگریزہ آواز برآید کہ ای ولی اللہ! کہ من سنگپارس ام، در سنگریزہ مرا کار نیست۔ مرا از سنگریزہ بردار و باآہن سخت بچسپان کہ از صحبت من آن آہن زر گردد۔ ھر کہ این چنین علم عمل دعوت قرآن مجید خواندن برقبور و تصوّر حضور نداند، ھرآنکس احمق است کہ علم دعوت را میخواند کہ صاحب دعوت لا یحتاج است۔ آنچہ در ھر دوجہان است، در قید او محتاج۔ آخر علم دعوت کامل را معراج و ناقص را استدراج۔ ھر کہ خواند، گنج غیبی عنایت و معرفت لاریبی ہدایت از مرشد کامل طلب۔ مرشد کامل از کدام علم شناختہ شود؟ بنظر توجّہ حضور رساند و باتفکّر تصرّف باز گرداند و نہ از زبان چیزی بگوید و نخواند۔ یکی خاموشی و بعضی خاموشی از سر مکر۔ اہل مکر را مراقبہ مردود است۔ یعنی اصل او باخطرات و اہل معرفت را مراقبہ محمود۔ یعنی وصل او باذات۔ درین راہ چشم باید۔ چشم از چشم بنماید و چشم باچشم عین بکشاید۔ آن عین کہ وَ لَا تَخَفْ وَ لَا تَحْزَنْ [1] ط سر عنایت نصیب عاشقان از

[1] سورہ العنکبوت، ۲۹ : ۳۳

قلب بخشتا ہے۔ جو شخص علم دعوت پڑھتا ہے، تو تمام مخلوق اس سے معانی منطق کے متعلق باتیں کرنے لگتی ہے۔ اور ہمکلام ہونے لگتی ہے۔ اگر وہ جنگل میں جائے، تو تمام درخت اور نباتات اسے کہتے ہیں : کہ اے اللہ کے دوست ! مجھے اپنے ساتھ لے جا، کیونکہ میں کیمیا اور اکسیر کی ترکیب کی بوٹی ہوں۔ مجھے پگھلے ہوئے تانبے میں ملائے گا، تو سارا تانبا سونا بن جائے گا اور اگر (طالب) قرآن مجید کی تلاوت کرتا ہے، تو اسم اعظم اسے آواز دے گا، کہ اے اللہ کے ولی ! میرا ورد کرتا رہ اور تو جو بھی مقصد اور مطلب رکھتا ہے، اس کے لیے میری تلاوت کر، کیونکہ میں ہی جمعیت کلّ ہوں۔ اور روز جمعہ کی نیک گھڑی اسے آواز دیتی ہے۔ اور کہتی ہے کہ میری نیک گھڑی میں تیری ہر بات کنۂ کُن سے قبول ہو گی۔ اور اگر پہاڑ پر جائے، تو پتھر کا ہر ٹکڑا گویا ہوتا ہے کہ اے اللہ کے دوست ! میں سنگ پارس ہوں۔ سنگریزوں میں پڑے ہوئے میری کچھ قدر و منزلت نہیں۔ مجھے پتھروں سے اٹھا لے اور سخت لوہے کے ساتھ چسپاں کر دے، تو وہ لوہا میرے ساتھ لگنے سے سونا بن جائے گا۔ جو شخص قرآن مجید سے اولیاء کی قبروں پر تصوّر حضور کے ساتھ اس طرح کا علم عمل دعوت پڑھنا نہیں جانتا، وہ اگر علم دعوت پڑھتا ہے، تو وہ سراسر احمق ہے۔ کیونکہ صاحب دعوت لایحتاج ہوتا ہے۔ جو کچھ چیزیں دونوں جہان میں ہیں۔ وہ سب اس کے قبضے میں آ جاتی ہیں اور اس کی محتاج ہو جاتی ہیں۔ علم دعوت کامل کی انتہاء اس کے لیے معراج ہے اور ناقص کے لیے استدراج ہے۔ جو کوئی دعوت پڑھتا ہے، اسے غیبی خزانہ عنایت ہوتا ہے اور (اے طالب !) تو معرفت لاریبی کی ہدایت مرشد کامل سے طلب کر۔ مرشد کامل کی پہچان کس علم کے ذریعے ہوتی ہے؟ مرشد کامل کی شناخت یہ ہے کہ وہ نظر اور توجہ ہی سے حضوری میں پہنچا دیتا ہے۔ اور پھر تفکّر اور تصرّف سے اسے واپس لے آتا ہے۔ حالانکہ وہ زبان سے نہ کچھ کہتا ہے اور نہ کچھ پڑھتا ہے۔ مکمل خاموشی اختیار کرلیتا ہے۔ بعض کی خاموشی تو مکر و فریب سے ہوتی ہے۔ اہل مکر کا مراقبہ مردود ہے۔ یعنی اس کی بنیاد خطرات شیطانی پر ہے۔ اور اہل معرفت کا مراقبہ مستحسن اور قابل تعریف ہے۔ یعنی وہ ذات سے ملا ہوا ہوتا ہے۔ اس راستے میں ایسی آنکھ ہونی چاہیے، جو آنکھ سے آنکھ کا مشاہدہ کرے۔ اور

ہدایت کہ در قید نہایت۔ ھرکہ خود را فی اللہ رساند و ہدایت و بدایت یاد نماند۔ زاہد از خوف دوزخ رنجور است و عاشق ہمیشہ باشتیاق مسرور است و عالم بر علم مغرور است و فقیر غرق فی النور حضور است۔ اینست توحید عالم فاضل بتمامیت تحصیل علم علماء۔ ھر آنکس برسد در باب کسی بحکم محمدی صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم فقیر کامل اولیاء اللہ ظاہر باطن توجہ کند۔

پس معلوم شُد کہ فقیر اولیاء علماء را فیض فضل بخش دھد۔ علماء بدیدن فقیر را در غضب درآید، خشم خورد، از دیدۂ حسد دیدہ نمیتواند، اگرچہ فقیر صاحب علم باحلم، نص حدیث میخواند۔ این چہ حکمت است؟ علماء میگوید کہ من موج دریائیم، نہ خدائیم، نہ از خدا جدائیم و فقیران می گویند کہ من دریائیم، خودئیم، دائم بخدائیم، نہ از خدا جدائیم۔ پس علماء و فقراء ھر دو برحق است۔ ابتداء علماء و انتہاء اولیاء۔ بی علم ہیچ کس بخدا نرسد۔ ای احمق، جاہل، بی حیاء۔ جاہل آنرا گویند کہ چیزی را از خدای تعالیٰ بہتر می داند۔

ابیات

غرق فی التوحید ذات نُور — گم شدم زان غلغلہ شہرت ظہور
ناتوانی خویش را از خلق پوش — عارفانی کی بود این خود فروش

برسر فقیر نام اللہ تعالیٰ است و از عظمت عزت اسم اللہ ادب فقیر را نگہدار، اگرچہ

آنکھ کے ساتھ بصیرت کی آنکھ کھل جائے۔ وہ آنکھ "نہ ڈر اور نہ غم کر" کے مصداق ہوتی ہے۔ یہ آنکھ صرف ان عاشقوں کو نصیب ہوتی ہے، جو خود حیطۂ ضبط میں ہیں اور ہدایت کی انتہاء پر پہنچے ہوئے ہیں۔ جو اپنے آپ کو فنا فی اللہ کے مرتبہ پر پہنچاتا ہے، تو اسے ہدایت و بدایت یاد نہیں رہتی۔ زاہد دوزخ کے خوف سے غمگین رہتا ہے، مگر عاشق ہمیشہ اشتیاق میں مسرور اور شاداں رہتا ہے۔

اور عالم (صرف) علم پر مغرور ہے اور فقیر حضوری کے نُور میں مستغرق ہے۔ یہ ہے توحید الٰہی جو اس عالم فاضل کو حاصل ہوتی ہے، جس نے علماء کے علم کو مکمل طور پر حاصل کر لیا ہے۔ اس مرتبہ پر وہی شخص پہنچتا ہے، جس کو نبی کریم افضل الصلوٰۃ والتسلیم کے حکم سے کوئی کامل ولی اللہ فقیر ظاہری و باطنی توجہ بھی کرے۔

پس معلوم ہوا کہ فقراء اور اولیاء اللہ علماء کو فیض اور فضل عطا کرتے ہیں۔ (لیکن علماء کا یہ حال ہے) کہ وہ فقراء کو دیکھ کر غیظ و غضب میں آ جاتے ہیں۔ اور غصہ کرتے ہیں۔ اور حسد کے مارے انھیں دیکھنا بھی گوارا نہیں کرتے۔ خواہ فقیر صاحب علم و حلم ہی کیوں نہ ہو۔ اور قرآن و حدیث بھی کیوں نہ پڑھتا ہو۔ اس میں کیا حکمت ہے؟ علماء کہتے ہیں کہ ہم موج دریا ہیں۔ نہ خدا ہیں اور نہ خدا سے جدا ہیں۔ اور فقراء کہتے ہیں کہ ہم دریا ہیں، خود خدا نہیں، بلکہ دائمی طور پر خدا کے ساتھ ہیں۔ اور خدا سے جدا نہیں ہیں۔ پس علماء اور فقراء دونوں حق پر ہیں۔

اے احمق، جاہل اور بے حیا! (غور سے سن لے) کہ علماء ابتداء ہیں اور اولیاء (فقراء) انتہاء ہیں۔ علم کے بغیر کوئی شخص خدا تک نہیں پہنچ سکتا۔ جاہل اسے کہتے ہیں، جو کسی چیز کو اللہ تعالیٰ سے بہتر جانے۔

ابیات

میں توحید میں مستغرق ہو کر ذات کے ساتھ نُور ہو گیا۔ اور ظاہری شہرت اور شور و غوغا سے کنارہ کش رہا۔

جہاں تک ہو سکے خود کو مخلوق کی نظر سے پوشیدہ رکھ۔ عارف لوگوں کو اس طرح

صورت فقیر نوشتہ برخاک دیوار و بر سر علماء نام علم است و علم دانستن و یافتن از اسم اللہ است۔ اوّل آیت کہ:

اِقۡرَاۡ بِاسۡمِ رَبِّکَ الَّذِیۡ خَلَقَ [1]

پس تمام قرآن مجید شرح و تفسیر اسم اللہ است۔ ہر کہ از کُنہٖ کن اسم اللہ خواند، از ہیچ چیز علم علوم مخفی و پوشیدہ نماند۔ آری یقین است اگر یکبارگی تمام عالم را با توجہ، نظر، توفیق فقیر کامل باطن تحقیق و حضور در معرفت توحید اِلَّا اللّٰہُ و مجلس محمد الرسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم رسانیدن آسان کار است و مرتبۂ حضوری، معرفت و قرب و باجمیعت، گنج ولایت، ہدایت، لیکن خزائن اللہ در وجود کم حوصلہ، طالب خام و مرید ناتمام نگاہ داشتن مشکل خیلی دشوار است کہ آوند خام وجود ناتمام شکستہ پارہ پارہ گردد۔ مگر اوّل مرشد کامل با نظر، توجہ وجود پختہ گرداند۔ بعد ازاں طالب مرید را حضور رساند کہ سلامت و برحال ماند۔

بیت

زسادگی است ز فرزند ہر کہ خورسند است   پدر و مادر را ایام غم فرزند است

علم ہمہ قیل و قال و گفت و شنود، حجاب اکبر است۔ باز دارد از معرفت معبود۔ غرّہ گرداند در وجود نفس امارہ یہود۔ ہر کہ اینجا رسد و نفس را بگذارد و خود یاد نماند و خود پرستی، ہر کہ برسد، ھمونذم بداند کہ عین را لعین خواند،

۱۔ سورۃ العلق، ۹۶:۱

کی خود فروشی بھلا کب پسند ہے؟

فقیر کے سر پر اللہ تعالیٰ کا نام ہے۔ اور (اے طالب صادق!) اسم اللہ ذات کی عظمت اور عزت کے باعث فقیر کے ادب کو ملحوظ خاطر رکھ۔ خواہ فقیر کی تصویر دیوار پر بنی ہو۔ اور علماء کے سر پر علم کا نام ہے۔ اور علم سے مراد اسم اللہ ذات کا جاننا اور پا لینا ہے۔ قرآن مجید کی سب سے اوّل آیت جو نازل ہوئی، وہ یہ تھی۔

"پڑھ اپنے رب کے نام سے، جس نے سب کو پیدا کیا۔"

پس سارا قرآن مجید اسم اللہ کی شرح اور تفسیر ہے۔ جو شخص کُن کی حقیقت سے اسم اللہ پڑھتا ہے۔ اس سے کسی قسم کا علم علوم مخفی اور پوشیدہ نہیں رہتا۔ ہاں یہ یقینی امر ہے کہ فقیر کامل اگر چاہے تو وہ اپنی توجہ، نظر اور توفیق کے ذریعے ایک لحظہ میں تمام دنیا کے لوگوں کو باطن میں توحید اِلَّا اللّٰہ کی معرفت اور حضوری تک اور مجلس محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم تک آسانی کے ساتھ پہنچا سکتا ہے۔ اور مرتبۂ حضوری، معرفت، قرب، جمعیت، گنج ولایت و ہدایت عطا کرتا ہے۔ لیکن کم حوصلہ، طالب خام اور مرید ناتمام کے وجود میں اللہ تعالیٰ کے ان خزانوں کا محفوظ رکھنا مشکل اور نہایت دشوار ہے۔ کیونکہ خام کا وجود کچے برتن کی طرح ٹکڑے ٹکڑے ہو جاتا ہے۔ (پس مرشد کے لیے نہایت لازمی ہے کہ) پہلے مرشد کامل اس کے (کچے) وجود کو اپنی توجہ اور نظر سے پختہ کرے۔ بعد ازاں طالب مرید کو حضوری میں پہنچائے، تاکہ وہ سلامت اور اپنی حالت پر قائم رہے۔

بیت

فرزند کی پیدائش پر خوش ہونا نادانی ہے۔ کیونکہ ماں باپ کو (آخر) فرزند کی معیشت کا غم دامن گیر رہتا ہے۔

علم سراسر قیل و قال اور گفت و شنید اور حجاب اکبر ہے، جو معبود کی معرفت سے روکتا ہے اور وجود کے اندر یہودی صفت نفس امارہ کو مغرور کر دیتا ہے۔ جو شخص یہاں پہنچ کر نفس کو چھوڑ دے، اس کو تکبر اور خود پرستی یاد نہیں رہتی۔ جو شخص اس مرتبہ

آنرا احتیاج علم رسم رسوم نماند۔

ابیات

ای عالم نادان کہ تو در علم غروری ‌ ‌ ‌ نزدیک بہ معبود نہ ای بلکہ تُو دُوری
کشاف و ہدایہ اگر امروز بخوانی ‌ ‌ ‌ تا خدمت خاصان نکنی ہیچ ندانی

قَالَ النَّبِیُّ عَلَیْہِ السَّلَامُ:۔

سَیِّدُ الْقَوْمِ خَادِمُ الْفُقَرَآءِ [1]

پس دیگری چہ باشد کہ با فقیران و درویشان دم زند۔ و اینکہ خدای تعالیٰ قدیم است و قدیم را بزبان قدیم باید خواند۔ و قدیم را با چشم قدیم باید دید و شناخت و قدیم را باگوش قدیم استماع الہام۔ زبان قدیم و چشم قدیم و گوش قدیم و ہوش قدیم دل، قلب، روح و سِرّ است کہ با علم از تصدیق خواند باقرار زبان از قرآن آیات تحقیق داند۔ تو نہ اقرار اثبات قدیم و نہ از تصدیق داری زندہ دم۔ ازین خواندن علم بی معرفت از برای روزگار دنیا۔ افسوس اندوہ و غم والم لق لق لقمۂ گوشت۔ زبان اقرار زبان دیگر است۔ و علم تصدیق باعیان نفس فنا و زندہ قلب، روح بقا، حضوری یا ادب باحیا۔ ھر کہ باین مراتب برسد، ھمون عالم باللہ و عالم ولی اللہ شود۔

بدانکہ خدای تعالیٰ قدیم است و قدیم را بزبان قدیم یاد کند و ہم سخن شود و قدیم را بچشم قدیم بشناسد و بداند و دریابد و قدیم را بگوش قدیم بشنود۔ زبان قدیم

---

[1] الحدیث

پر پہنچتا ہے، اسے فوراً سب کچھ معلوم ہو جاتا ہے۔ اور وہ عین ذات کا آنکھ سے مشاہدہ کرتا ہے۔ پھر اسے رسمی رواجی علم کی ضرورت نہیں رہتی۔

ابیات

اے ناداں عالم تو اپنے علم پر غرور کرتا ہے۔ اس لیے تو اپنے معبود کے قریب نہیں، بلکہ تُو دور ہے۔

کشاف اور ہدایہ کتابیں اگر تو آج پڑھ رہا ہے (مگر ان سے کچھ حاصل نہ ہو گا) کیونکہ جب تک تو اللہ کے خاص بندوں کی خدمت نہیں کرے گا، کچھ نہیں جانے گا۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارشاد مبارک ہے:

"قوم کا سردار فقراء کا خادم ہوتا ہے۔"

(جب سرداروں کا یہ حال ہے کہ وہ فقراء کے خادم ہوتے ہیں) تو دوسرا کون ہوتا ہے، جو فقیروں اور درویشوں کے سامنے دم مار سکے؟ اور یہ کہ اللہ تعالیٰ کی ذات قدیم ہے اور قدیم کو قدیم زبان سے یاد کرنا چاہیے۔ اور چشم قدیم سے دیکھنا اور شناخت کرنا چاہیے۔ اور قدیم الہام کو قدیم کانوں سے سننا چاہیے۔ اور قدیم زبان، قدیم آنکھ، قدیم کان اور قدیم ہوش، دل، قلب، روح اور سِرّ کے لیے مخصوص ہیں۔ علم اور تصدیق کے ذریعے قرآنی آیات کو اقرار زبان کے ساتھ تحقیقی طور پر پڑھنا اور جاننا چاہیے۔ تو نہ تو قدیم کے ثبوت کا اقرار کرتا ہے۔ اور نہ تصدیق کے لیے زندہ دم رکھتا ہے۔ ایسے بے معرفت علم پڑھنے سے ماسوائے دنیا کے روزگار کے اور کیا فائدہ ہو سکتا ہے؟ اس سے (صرف) گوشت کا لقمہ حاصل ہوتا ہے۔ جو غم و اندوہ، افسوس اور الم کا باعث ہے۔ زبانی اقرار اور چیز ہے اور عیاں علم تصدیق، جس سے نفس کو فنا، دل کو زندگی، روح کو بقا اور حیاء اور ادب کے ساتھ حضوری حاصل ہوتی ہے، الگ شے ہے۔ جو شخص ان مراتب پر پہنچتا ہے، وہی عالم باللہ اور عالم ولی اللہ ہو جاتا ہے۔

(اے طالب صادق!) جان لے کہ اللہ تعالیٰ قدیم ہے اور قدیم کو قدیم زبان سے یاد کرنا چاہیے۔ اور قدیمی زبان سے اس سے ہمکلام ہونا چاہیے۔ کیونکہ وہ قدیم کو قدیمی

دل است قلب و چشم قدیم روح است و گوش قدیم سِرّ است و پنبۂ غفلت در گوش قدیم نباید داد۔ این مراتب قدیم را ازین آیت بشناس و چشم بکشاو۔

قَوْلُهٗ تَعَالٰی:

وَفِیْٓ اَنْفُسِكُمْ اَفَلَا تُبْصِرُوْنَ [1]

این آیت صدیق وصادق عارفان، اہل توفیق واہل تحقیق واہل تصدیق است عالم ربّانی و کسیکه در قید نفس است بخطرات شیطانی، اوچه داند که از علم باطن، مادر زاد کور است که در مرتبۂ قیل وقال، شرشور رشود۔ وبااین چنین مرده دلان وبی عیان وبی معرفت ظاہر انسان وباطن حیوان که باایشان ہم سخن وصحبت مباش۔ بی حضور که از معرفت اللہ بی وصال۔ آری یقین است، چنانچه زمانۂ آخرین بدتر شود۔ اولیاء اللہ، فقیر غالب، عاشق طالب، بسیار پیدا نمی شود۔ ھر که منکر درویشان است، بی نصیب پریشان است۔

وفقیر راسه مراتب است: اوّل مرتبۂ علم که خطاب او علماء وارث الانبیاء است۔ دوّم مرتبه فقیر خطاب او اولیاء اللہ۔ سوم مرتبه فقیر را خطاب زنده جان فرحت الرّوح۔ ساکن در لامکان که در حضوری۔ نفس شب وروز در حکایت پیر مرشد بشکایت و پیر مرشد ازین شکایت حکایت طالب اہل نفس را بیرون برکشد و لانہایت ببرد۔ چون نفس برسد بمقام نُور صد شکر بگوید۔ از ھر طعام نعمت گوناگون بخورد و شیرین شیر، شهد بنوشد و برتن لباس اطلس زرّین بپوشد۔ عجب مدار۔ ظاھر باطن عاقل ہوشیار۔

۱۔ سورۃ الذّٰریٰت ۵۱ : ۲۱

آنکھ سے پہچانتا ہے اور جانتا ہے اور پاتا ہے۔ اور قدیم کو قدیم کانوں سے سنتا ہے۔ لہٰذا قدیم زبان دل اور قلب ہے۔ اور قدیم آنکھ روح ہے۔ اور قدیم کان سِرّ ہے۔ اور قدیم کانوں میں غفلت کی روئی نہیں ٹھونسنی چاہیے۔ (اے طالب صادق!) ان قدیم مراتب کو اس آیت سے پہچان اور آنکھ کھول۔

ارشاد خداوندی ہے:۔

"اور وہ تمہارے جی میں ہے۔ پھر کیا تم غور سے نہیں دیکھتے؟"

یہ آیت صادقین، صادق عارفین، اہل توفیق، اہل تحقیق، اہل تصدیق اور علماء ربّانی کے بارے میں ہے۔ اور جو شخص شیطانی خطرات اور نفس کی قید میں مبتلا ہے، وہ بھلا کیا جانے؟ اسے علم باطنی کی کیا خبر؟ وہ تو مادر زاد اندھا ہے، جو قیل و قال اور شور و شر میں گرفتار ہے۔ ایسے مردہ دلوں، بے عیاں، بے معرفت اشخاص کے ساتھ ہمکلام اور ہم صحبت نہ ہو، جو بظاہر انسان اور باطن میں حیوان ہیں۔ یہ لوگ بے حضور ہیں اور معرفت خداوندی سے نابلد ہیں۔ ہاں یقین کر لے کہ آخری زمانہ بدتر ہوگا۔ اس میں اولیاء اللہ، فقیر غالب اور عاشق طالب بہت کم ہوں گے۔ جو شخص درویشوں کا منکر ہے، وہ بے نصیب اور پریشاں ہے۔

اور فقیر کے تین مراتب ہیں: پہلا مرتبہ علم کا ہے، جس سے اسے العلماء وارث الانبیاء کا خطاب ملتا ہے۔ دوسرا مرتبہ اور خطاب فقیر اولیاء اللہ کا ہے۔ تیسرا مرتبہ فقیر کا یہ ہے کہ اسے زندہ جان اور فرحت الرّوح کا خطاب ملتا ہے۔ اور وہ لامکان اور حضوری میں رہتا ہے۔ طالب کا نفس شب و روز پیر و مرشد کی شکایت و حکایت بیان کرتا ہے۔ اور پیر و مرشد طالب اہل نفس کو اس شکایت و حکایت سے باہر نکال کر لانہایت میں لے جاتا ہے۔ جب اس کا نفس مقام نُور میں پہنچتا ہے، تو سو سو شکر بجا لاتا ہے۔ ہر قسم کے کھانے اور گوناگوں نعمتیں کھاتا ہے۔ اور میٹھے دودھ اور شہد نوش کرتا ہے اور اطلس کے زرّین لباس زیب تن کرتا ہے۔ ان باتوں کو عجیب و غریب خیال نہ کر۔ اس لیے کہ

بیت

آن علم دیگر بود باشد حضور   آن علم نُور است زان کُلی شعور

ہر آنکس عجب غافل اند ودر عقل جز در قید جز در مطالعہ از علم خبر گیر مدعی گردد یا اہل کُلی کامل فقر۔ فقیر را طریق است ظاہر باطن از ہر علم توفیق است کہ یا قرب اللہ حضوری تحقیق است کہ در آن جز مشاہدۂ کل میکند۔ این مراتب لایحتاج فقیر اند کہ بایک نظر، توجہ تمام خاک زمین را سیم و زر کند۔

قطعہ

مرا ز پیر طریقت نصیحتی یاد است   کہ غیر یاد خدا ہرچہ ہست برباد است

دولت بسگان دادند و نعمت بخران   من امن امنم تماشا نگران

بدانکہ این مراتب نیز آسان کار است کہ جثہ ز جثہ بر آید۔ باز جثہ در جثہ در آید۔ صورت خود ز خود نماید، خود ز خود زاید۔ اما این مراتب مشکل خیلی دشوار است کہ پس آن صورت تحقیق باید کرد با توفیق۔ ہر کہ مرد کہ این صورت نفس است یا صورت شیطان یا صورت دنیا است یا صُورت خنّاس خرطوم وسوسہ خطرات یا صورت وہم خیال است۔ یا آن صورت از مشاہدۂ احوال است و یا آن صورت از علم و معرفت وصال است و یا آن صورت از استدراج، جنونیت، قہر زوال است و یا آن صورت لطافت نُور راز توفیق الٰہی

وہ ظاہر اور باطن میں عقلمند اور ہوشیار ہوتا ہے۔

بیت

حضوری تک پہنچانے والا علم اور ہے اور وہ نُوری علم ہے، جس سے کلّی شعور حاصل ہوتا ہے۔

وہ لوگ عجیب غافل ہیں، جو جزوی عقل اور جزوی علم کا مطالعہ رکھتے ہوئے علم کلّی کا دعویٰ کرتے ہیں۔ اور یا کامل اور کلّی فقر کے دعویدار ہیں۔ کامل فقیر کو ظاہری اور باطنی علم کا طریق حاصل کرنے کی توفیق بھی حاصل ہوتی ہے۔ اور وہ یقیناً مقرب الٰہی اور حضوری ہوتا ہے۔ وہ جز میں بھی کلّ کا مشاہدہ کرتا ہے۔ یہ مراتب لایحتاج فقیر کے ہیں، جو ایک ہی نگاہ اور توجہ سے زمین کی تمام مٹی کو سونا چاندی بنا دیتا ہے۔

قطعہ

مجھے پیر طریقت کی ایک نصیحت یاد ہے کہ اللہ تعالیٰ کی یاد کے بغیر جو کچھ بھی ہے، سب تباہ و برباد ہونے والا ہے۔

دولت کتّوں کو دی گئی ہے اور نعمت گدھوں کو۔ ہم بڑے اطمینان سے بیٹھے دونوں کا تماشا دیکھ رہے ہیں۔

(اے طالب صادق!) جان لے کہ یہ مراتب بھی آسان ہیں۔ کہ جسم جسم سے نکلے اور پھر وہ جسم دوبارہ جسم کے اندر آ جائے۔ اور اپنی صورت خود دکھائے۔ اور اپنے آپ سے آپ پیدا ہو۔ البتہ یہ کام بہت دشوار اور مشکل ہے۔ پس اس صورت کی توفیق کے ساتھ تحقیق کرے۔ جو کوئی مرد کامل ہے (وہ جانتا ہے) کہ یہ صورت نفس کی ہے یا شیطان کی صورت ہے یا دنیا کی صورت ہے یا خنّاس خرطوم اور وسوسہ اور خطرات کی ہے، یا وہم و خیال کی صورت کی ہے۔ یا وہ صورت مشاہدۂ احوال کی ہے۔ اور یا وہ صورت علم و معرفت اور وصال کی ہے۔ اور یا وہ صورت استدراج، جنونیت، قہر اور

جمالست ویا آن صورت قلب روح تجلی لوح است۔ یا آنکہ آن صورت ذکر سلطان، از دریای دل مثل موج دریای بیم آفتاب تلاطم طوفان نوح است ویا آن صورت مرشد فنافی اللہ وسیلۂ دیدار است ویا آن صورت فریب دھندۂ جیفہ مُردار است۔ ای مرد! از تاثیر لذت وجودیہ با تاثیر خصلت نیک وبد معلوم باید کرد۔ ولاحول و درود شریف وکلمہ، سبحان اللہ وکلمۂ طیب از خاصیت کُنہ کُن لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ بخواند و بروی آن صورت دم کند۔ آن صورت ہم سخن شود و اگر خاص است بنماید۔ دوام برفیق برحال وسیلۂ قرب وصال واگر صورت زایل گردد و بگذرد از مقام زوال۔ این مقام طریقت است و این مقام طالب مرید بعضی دیوانہ مجنون و بعضی سر وریش تراشیدہ، سرپا برہنہ بی نوا بی حیا۔ محروم از معرفت خدا و بعضی در بدعت شرب، محروم از حضوری قرب الہ و بعضی تارک الصلوٰۃ محروم از فنافی اللہ ذات و بعضی از غلبات خفا گیرند و بمیرند و بعضی در دریا غرق و بعضی در آتش سوختہ و بعضی شرک کفر۔ آنچہ در دہان در آید، بگویند و ھرچہ پیش آید بخورند رمیان حلال و حرام فرق نکنند۔ اہل الحاد و اہل فتنہ، مایۂ فساد و خود را میگویند تارک دنیا آزاد۔ برین فرقۂ شیطانی لعنت، برباد۔ اصل این راہ، ابتدا تصور اسم اللہ ذات۔ وصل، کہ ابتدا و انتہاء صاحب تصور عشق وجودیہ ہیچ حال و احوال و افعال و اعمال و اقوال آنرا ھمہ از قرب وصال۔ ھرکہ این راہ ندانند، ابتداء و انتہاء خلاف شرع را در

زوال کی ہے۔ اور یا وہ صورت ظلمت نُور جمال الٰہی کی توفیق سے ہے۔ اور یا وہ صورت قلب و روح کی لوح کی تجلی کی ہے۔ اور یا وہ صورت ذکر سلطان کی ہے۔ جو لہر کی مانند دل کے دریا سے اٹھتی ہے اور دریائے بیم آفتاب کی طرح تلاطم و طوفان نوح بن جاتی ہے۔ یا وہ صورت وسیلۂ دیدار فنا فی اللہ مرشد کی ہے۔ یا وہ صورت فریب دینے والی دنیائے مردار کی ہے۔ اے مرد! ان صورتوں کے وجود کی لذت اور ان کی نیک و بد خصلت سے اس کی تاثیر معلوم کرنی چاہیے۔ اور لاحول، درود شریف، کلمہ، سبحان اللہ اور کُنہ کُن کی خاصیت سے کلمۂ طیب لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ الرَّسُوْلُ اللّٰہِ پڑھ کر اس صورت پر دم کرنا چاہیے، تو وہ صورت ہمکلام ہو گی۔ اگر وہ صورت خاص ہے، تو قائم رہے گی اور ہمیشہ رفیق اور وسیلۂ قرب و وصال بنے گی۔ اور اگر وہ صورت زائل ہو جائے اور مقام سے (یعنی سامنے سے) ہٹ جائے، تو وہ زوال پذیر ہے۔ یہ مقام طریقت ہے۔ اس مقام پر پہنچ کر بعض طالب مرید دیوانہ و مجنوں ہو جاتے ہیں۔ اور بعض سر اور داڑھی منڈا کر، ننگے سر اور پاؤں، بے حیا اور بے نوا ہو کر پھرنے لگتے ہیں۔ اور معرفت خداوندی سے محروم ہو جاتے ہیں۔ اور بعض شراب پینے کی بدعت میں مبتلا ہو کر قرب خداوندی اور حضوری سے محروم ہو جاتے ہیں۔ اور بعض تارک الصلوٰۃ ہو کر فنا فی اللہ ذات سے محروم رہ جاتے ہیں۔ اور بعض غلبات جذبات میں اپنا گلا گھونٹ کر راہی ملک عدم ہو جاتے ہیں۔ اور بعض دریا میں غرق ہو جاتے ہیں اور بعض آگ میں جل جاتے ہیں۔ بعض کفر و شرک میں پڑ جاتے ہیں۔ اور جو کچھ منہ میں آتا ہے، کہہ ڈالتے ہیں۔ اور جو کچھ سامنے آتا ہے، کھا لیتے ہیں۔ اور حلال و حرام کی (کچھ) تمیز نہیں کرتے۔ حالانکہ وہ اہل الحاد، اہل فتنہ اور مایۂ فساد ہوتے ہیں۔ لیکن پھر بھی اپنے آپ کو تارک الدنیا اور آزاد منش کہتے ہیں۔ اس شیطانی فتنہ پر لعنت ہو۔ اور وہ تباہ و برباد ہو جائیں۔ اس راہ (فقر) کی بنیاد اور ابتداء تصور اسم اللہ ذات ہے۔ اور

زوال۔

بیت

ہر لذّتی را باز دارد حق ز نُور　　لذّتی نُور است با لذّت حضور

کہ لذّت نُور حضور، معرفت لذیذ بہتر است از کونین۔ فرحت بخشد بروح جان عزیز۔ ھر کہ ازین لذّت معرفت اللہ نہ چشیدہ، ھر آنکس انسان نہ باشد، بلکہ از حیوان بد تر۔ از اللہ تعالیٰ بی خبر۔ غافل خوار تر۔ ای عالم عاقل، صاحب دانش! نفس در طلب لذّت جیفۂ مردار است و قلب در زندگی بیدار است و روح در طلب دیدار است۔ ترا ازین سہ طلب کدام اختیار است؟ حضرت علم قرآن مجید میفرماید: نفس را بگذار و جیفہ مُردار دنیا را روی نیار۔ شیطان را دشمن بدان۔ ازان باش ھوشیار۔ عالم آنست و فقیر کامل حق شناس از آنست کہ موافق شریعت قرآن مجید رحمٰن و مخالف دنیا، نفس، شیطان۔ ترا ازین کدام پسند است؟ جواب بگو۔ اللہ بس ماسوی اللہ ھوس۔

بیت

طالب وصل شدن غایت کوتاہ نظریست
دوست در دل چون مقیم است چہ ہجران چہ وصال

مرشد از حاضرات اسم اللہ ذات فنافی اللہ از حاضرات اسم سرور کائنات فنافی محمد صلّی اللہ علیہ و آلہٖ وسلّم و از حاضرات فقیر شیخ فنافی الشیخ فنافی اللہ ولی اللہ مراتب قرب

اسی سے وصل نصیب ہوتا ہے۔ کیونکہ صاحب تصوّر مشق وجودیہ کے کرنے والے کو ابتداء و انتہاء میں تمام حال احوال، افعال و اعمال و اقوال میں قرب الٰہی اور وصال حاصل ہوتا ہے۔ جو شخص یہ راہ نہیں جانتا، وہ ابتداء و انتہاء میں خلاف شرع اور زوال پذیر ہے۔

بیت

اللہ کا نُور ہر (دنیاوی) لذّت سے باز رکھتا ہے۔ اور نُور کی لذّت حضوری کی لذّت سے حاصل ہوتی ہے۔

حضور و معرفت کے نُور کی لذت دونوں جہان کی لذّات سے بڑھ کر ہے، جو روح اور جان عزیز کو فرحت بخشتی ہے۔ جس کسی نے اس لذّت معرفت الٰہی کو نہیں چکھا، وہ انسان نہیں، بلکہ حیوان سے بھی بدتر ہے۔ وہ اللہ تعالیٰ سے بے خبر ہے۔ اور غافل اور ذلیل تر ہے۔

اے عالم عاقل، صاحب دانش! نفس دنیا کے جیفۂ مردار کی طلب میں ہے۔ اور قلب زندگی میں بیدار ہے۔ اور روح دیدار کی طلب میں ہے۔ پس تو ان تینوں خواہشات میں سے کس کو اختیار کرے گا؟

قرآن مجید فرماتا ہے: نفس کو چھوڑ دو اور دنیا مردار جیفہ کی طرف رخ نہ کرو۔ شیطان کو اپنا دشمن سمجھو۔ اس سے چوکنّے اور چوکس رہو۔ عالم وہ ہے اور فقیر کامل حق شناس وہ ہے، جو قرآن پاک اور شریعت کے مطابق عمل کرے۔ اور دنیا، نفس اور شیطان کا مخالف ہو۔ تجھے ان میں سے کونسا پسند ہے؟ اس کا جواب یہ کہو: کہ اللہ بس باقی ہوس۔

بیت

وصال کا طالب ہونا انتہائی کوتاہ نظری اور تنگ نظری ہے، جب دوست دل میں مقیم ہے، تو پھر ہجر و وصال برابر ہے۔

معرفت، حضوری کشای وبحضوری نما۔ هرگز بذکر، فکر، مراقبه، ورد وظایف مشغول نگردد، باتوجه توفیق یکبارگی طالب را بحضور رساند وبغیر از حضوری راه نداند۔

ابیات

بی حضوری هر طریقه راه زن — مرد مرشد برد حاضر انجمن
گر تو خواهی معرفت اہل از وصال — جسم پنہان در اسم کُن لازوال
در مقام لِیْ مَعَ اللّٰہِ می رسید — میشود تجرید تفرید و توحید
فیض فضلی یافتم از مصطفیٰ — شد وجودم نُور زوبینم خدا
هر که منکر از خدا و از نبی — آن شود مرتد و مردود از شقی
باھوؒ! بہر از خدا این رہنماء — گر بیائی طالبا بخشم لقاء

از طالبان طالب بدتر، بدبخت، بی اخلاص، بدکار آنست که بخدمت مرشد بی ادب، مدّعی بود۔ ایام ماه سال خدمت شمار۔ تمام عمر ادب تصرف نکند۔ سلب از مرتبه طلب محروم از جمله مطلب۔ از آنکه مرد مرشد از تصور اسم اللہ ذات نُور رویا آنکه عمل دعوت قبور قوت یک مرتبه مقام هر روز طالب را نصیب کند۔ از تصرف معرفت گنج بی ریاضت رنج۔ بدانکه ابتدای فقر طالب فقیر را دو مراتب است: یکی آنکه تصرف دولت،

مرشد حاضرات اسم اللہ ذات فنا فی اللہ سے اور حاضرات اسم سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم فنا فی الرّسول کے ذریعے اور حاضرات فقیر شیخ فنافی الشیخ فنافی اللہ ولی اللہ کے ذریعے قرب معرفت اور حضوری کے مراتب عطا کرتا ہے۔ اور حضوری تک راہنمائی کرتا ہے۔ اور ہرگز ذکر، فکر، مراقبہ اور ورد وظائف میں مشغول نہیں کرتا، بلکہ توجہ (اور نظر) کی توفیق سے یکبارگی طالب کو حضوری میں پہنچا دیتا ہے۔ وہ حضوری کے سوا اور کوئی راہ ہی نہیں جانتا۔

ابیات

حضوری کے بغیر ہر طریقہ راہزن ہے۔ مرشد کامل اور کامل مرد (مرید کو) مجلس نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم میں لے جاتا ہے۔

اگر تو اہل اللہ سے وصال و معرفت کی خواہش رکھتا ہے۔ تو اپنے جسم کو اسم اللہ ذات میں پنہاں کر لے اور لازوال ہو جا۔

جو شخص مقام لِیْ مَعَ اللّٰہِ [1] میں پہنچ جاتا ہے، وہ مقام تجرید، تفرید اور توحید حاصل کر لیتا ہے۔

میں نے (تمام) فیض اور فضل حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلّم سے پایا ہے۔ اسی سے میرا وجود نُور ہو گیا۔ اور اسی سے میں اللہ تعالیٰ کا دیدار کرتا ہوں۔

جو کہ اللہ تعالیٰ اور نبی ؐ کا منکر ہے، وہ مرتد، مردود (راندۂ درگاہ) اور بدبخت ہے۔

اے باھوؒ ! اللہ تعالیٰ کی خاطر (طالبوں کو) یہ (فقر کا) راستہ دکھا۔ اے طالب ! اگر تو (میرے پاس) آ جائے، تو میں تجھے لقاء الٰہی عطا کر دوں۔

طالبوں میں سے بدتر، بدبخت، بے اخلاص اور بدکار طالب وہ ہے، جو مرشد کی خدمت میں بے ادبی کرتا ہے۔ اور پھر مدّعی بن بیٹھتا ہے۔ اور خدمت کے ماہ و سال اور دن گنتا ہے۔ تمام عمر ادب کا تصرف نہیں کرتا۔ (یعنی تمام عمر بے ادب رہتا ہے) ایسا شخص تمام مراتب و مطالب سے محروم رہتا ہے۔ اس لیے مرد مرشد تصوّر اسم اللہ ذات

ا۔ لِیْ مَعَ اللّٰہِ وَقْتٌ لَا یَسَعُنِیْ فِیْہِ مَلَکٌ مُقَرَّبٌ وَّ لَا نَبِیٌّ مُرْسَلٌ ط (الحدیث)
(اللہ تعالیٰ کے ساتھ میرا ایک ایسا وقت بھی ہوتا ہے کہ اس وقت نہ کوئی مقرب فرشتہ سما سکتا ہے اور نہ کوئی مرسل)

نعمت، گنج آنچہ بروی زمین۔ از مشرق تا مغرب از جنوب تا شمال از قاف تا قاف، جن و انس، وحوش وطیور، مؤکل، فرشتہ، دیو ملک سلیمانی در حکم و فرمانبردار و دنیا و ملک سلیمانی می بیند فانی۔ بنابر آن بادشاہی دنیا نمیکند فقیر اختیار کہ از ہزار بادشاہی بہتر است کہ یکدم بگذرد با توفیق بحضور، معرفت، قرب الٰہی۔ دوّم مرتبہ فقیر و طالب فقر آنست اگر مفلس عاجز گدا را میخواہد روز اوّل با توجہ توفیق بر مسند بادشاہی ہفت اقلیم بنشاند و ہفت اقلیم بادشاہ را قائم مقام بادشاہی معزول گرداند۔ این چنین خدمات بر فقیر اہل حضور فنافی اللہ ذات است۔ ھر کہ تصرّف گنج و بادشاہی بی لشکر و بی رنج یافت، از فقیر اللہ یافت و فقر را دوام برفیق خود ساخت۔ بدانکہ علم از ہنر کیمیا بدست فقیر خدا است۔ بدھاند یا نصیب گرداند۔ این مثل مشہور است در وجود کسی کہ طلب علم کیمیا اکسیر ترکیب شوق پیدا می شود، ھر آنکس از علم عمل کیمیاء اکسیر ترکیب مھوس بی نصیب بود، مگر بحکمت دارون ترکیب طیب۔ مطلق بخیل، رقیب، مطلوب، نارسیدہ، شوخ، سرکش، بی حیا دیدہ از برای طلب کیمیا افسوس بردہ و غم بر قبر با خود آوردہ۔ این قسمت نصیب بنظر فقیر اولیاء آسان کار است۔ اما مرتبہ تمام دنیا بنابر آن نمید ھند کہ از خدای تعالیٰ باغی شوند۔

کے نُور سے یا عمل دعوت قبور کی قوت سے طالب کو ایک نیا مرتبہ اور ایک نیا مقام ہر روز حاصل کرا سکتا ہے۔ اور بغیر ریاضت اور بغیر تکلیف کے تصرّف معرفت سے خزانہ عنایت کر سکتا ہے۔

(اے طالب حقیقی!) جان لے کہ ابتدائے فقر میں طالب فقیر کو دو مراتب ملتے ہیں: ایک یہ کہ جس قدر دولت، نعمت اور خزانے روئے زمین پر ہیں، ان کا تصرّف حاصل ہو جاتا ہے۔ اور مشرق سے مغرب تک اور جنوب سے شمال تک اور قاف سے قاف تک تمام جن و انس، درندے اور پرندے، مؤکل، فرشتے اور ملک سلیمانی کے دیو اس کے حکم کے تابع ہو جاتے ہیں۔ لیکن چونکہ وہ دنیا اور ملک سلیمانی کو فانی سمجھتا ہے، اس لیے وہ فقیر دنیا کی بادشاہی کو اختیار نہیں کرتا، کیونکہ ہزار بادشاہیوں سے یہ بہتر ہے کہ ایک گھڑی توفیق کے ساتھ حضوری، معرفت اور قرب الٰہی میں گزرے۔ دوسرا مرتبہ فقیر اور طالب فقر کا یہ ہے کہ اگر وہ چاہے، تو ایک مفلس اور عاجز بھکاری کو پہلے ہی روز توجہ کی توفیق کے ساتھ ساتوں ولایتوں کی بادشاہی کی مسند پر بٹھا دے۔ اور ساتوں ولایتوں کے بادشاہ کو مقام بادشاہی سے معزول کر دے یا اسے قائم کر دے۔ اس قسم کی خدمات اہل حضور فنا فی اللہ فقیر کے ذمہ ہوا کرتی ہیں۔ جس نے بھی بغیر لشکر کے بلا محنت و مشقت خزانے اور بادشاہی کا تصرّف حاصل کیا، اللہ کے فقیر سے حاصل کیا ہے۔ اور فقیر کو ہمیشہ اپنا ساتھی بنایا۔ جان لے کہ علم کیمیاء کا ہنر اللہ کے فقیر کے ہاتھ میں ہوتا ہے۔ وہی یہ ہنر دلاتا ہے اور یا عطا کرتا ہے۔ یہ مثل مشہور ہے۔ کہ جس شخص کے دل میں علم کیمیا اکسیر کی ترکیب کے حصول کا شوق پیدا ہوتا ہے، وہ علم عمل کیمیا اکسیر کی ترکیب سے منحوس کی طرح بے نصیب بن جاتا ہے۔ شاید وہ کسی دوائی کی حکمت کو بروئے کار لاتے ہوئے اگر کسی عمدہ ترکیب سے یہ حاصل کر بھی لے، (لیکن یاد رکھو کہ) وہ مطلق بخیل، رقیب، مطلوب، نارسیدہ، شوخ، سرکش اور بے حیا بن جاتا ہے اور طلب کیمیا کے افسوس اور غم میں جان کھپاتا ہے اور آخر کو یاس و ارمان لے کر قبر میں جا سوتا ہے۔ یہ علم فقیر اولیاء اللہ کی نظر میں بالکل آسان ہے، مگر فقیر اولیاء اللہ طالبوں کو تمام دنیا کا یہ مرتبہ اس لیے نہیں دیتے کہ کہیں وہ اللہ تعالیٰ سے سرکشی نہ اختیار کرلیں۔

قَوْلُهٗ تَعَالٰی:-

وَلَوْ بَسَطَ اللّٰهُ الرِّزْقَ لِعِبَادِهٖ لَبَغَوْا فِی الْاَرْضِ وَلٰكِنْ یُّنَزِّلُ بِقَدَرٍ مَّا یَشَآءُ ؕ اِنَّهٗ بِعِبَادِهٖ خَبِیْرٌۢ بَصِیْرٌ[۱]

علم کیمیا عمل هنر بیماری، زحمت در جانست و کیمیا گر دزد در جهانست، دشمن ایمان است۔ روی کیمیا گر دوام با حیرت عبرت پریشان است که هم سخن شدن او و مجلس او وسوسهٔ شیطان است۔ اصل داروی کیمیا بیک دام۔ هر که ازان زیاده طلب کند، دروغی است۔ در عمل کیمیا ناتمام۔

ابیات

کیمیا هنر است من هادی کرم	هر که بیند روی من زان رفته غم
کیمیا هنر است من رهبر از خدا	می شناسم طالبان لائق لقاء
کیمیا هنر است من دائم کمل	هر کملی را بود آخر زوال
کیمیا هنر است من دائم دل شناس	نیک و بد را می شناسم از قیاس
نظر من ازل و ابد آه آه آه	با نگاهش با دلیلش یافته راه
هر عمل را در عمل آورده ایم	هر تصرف خورده یا خود برده ایم
باھوؒ نفس را رسوا کنم بهر از گدا	بر هر دری قدمی زنم بهر از خدا

۱۔ سورہ الشوریٰ، ۴۲: ۲۷

ارشاد خداوندی ہے:

"اور اگر اللہ اپنے سب بندوں کا رزق فراخ کر دیتا، تو وہ ضرور زمین میں فساد پھیلاتے، لیکن وہ اندازے سے (رزق) اتارتا ہے، جتنا چاہے۔ بے شک وہ اپنے بندوں سے خبردار ہے اور انہیں دیکھتا ہے۔"

علم کیمیا کا عمل اور ہنر ایک بیماری اور زحمت جان ہے۔ اور کیمیا گر جہان میں چور کی طرح ہے اور ایمان کا دشمن ہے۔ کیمیا گر کا چہرہ ہمیشہ عبرت اور حیرت سے پریشان رہتا ہے۔ اور اس سے ہمکلام ہونا اور اس کی مجلس میں بیٹھنا وسوسۂ شیطانی ہے۔ کیمیا کی اصل دوائی ایک دام میں میسر آ جاتی ہے، جو اس سے زیادہ طلب کرے، وہ جھوٹا ہے اور علم کیمیا میں ادھورا اور ناتمام ہے۔

ابیات

کیمیا ایک ہنر ہے۔ اور میں اس کے فضل و کرم کی طرف رہبری کرتا ہوں۔ جو کوئی میرا چہرہ دیکھ لے، اس سے غم و الم دور ہو جاتے ہیں۔

کیمیا ہنر ہے، میں اللہ تک طالب کی راہنمائی کرتا ہوں۔ میں پہچانتا ہوں کہ طالبوں میں سے کون سا طالب لائق لقا ہے۔

کیمیا ایک ہنر ہے اور میں ہمیشہ سے (فقر میں) باکمال ہوں۔ (جبکہ دوسرے) ہر کمال کو آخر کار زوال ہے۔

کیمیا ایک ہنر ہے، مگر میں ہمیشہ سے دلوں کو پہچانتا ہوں۔ میں اچھے اور برے کو قیاس ہی سے شناخت کر لیتا ہوں۔

ہائے افسوس! میری نظر ازل اور ابد پر ہوتی ہے۔ اور میں نے اس کی نگاہ کرم اور دلیلوں سے راہ (سلوک) پایا ہے۔

میں ہر عمل کو عمل میں لایا ہوں۔ اور ہر چھوٹے سے چھوٹے تصرفؒ کو اپنے اوپر وارد کیا ہے۔

باھوؒ میں گدائی کر کے اپنے نفس کو رسوا کرتا ہوں۔ اور ہر دروازے پر اللہ کی

ہر کہ گوید کیمیا دانم و عارف باللہ فقیر سبحانم، ہر آنکس نباشد۔ ہر کہ داند، نگوید و بتوجہ کار کند۔ بر کسیکہ مہربان شود، بنماید یا بکشاید۔ بر طالب صادق جان فدا بخش عطا کند از برای خدا ثواب و طالب کم حوصلہ را واقف کردن خون زوال بر گردن او وبال۔ سر خطا است خراب۔

خاطر جاتا ہوں۔

جو شخص یہ دعویٰ کرتا ہے۔ کہ وہ کیمیا کا علم جانتا ہے یا یہ کہ وہ عارف باللہ اور اللہ کا فقیر ہے۔ تو نہ وہ کیمیا داں ہے اور نہ وہ عارف باللہ ہے۔ جو جانتا ہے، وہ کہتا نہیں۔ وہ صرف توجہ سے کام کرتا ہے۔ جس پر وہ مہربان ہو جائے، اسے مشاہدہ کرا دیتا ہے اور اس پر منکشف کر دیتا ہے۔ اور طالب صادق جانثار کو ثواب کی خاطر اور اللہ تعالیٰ کی خاطر یہ سب کچھ عطا کر دیتا ہے۔ اور طالب کم حوصلہ کو اس سے واقف کرنا اس کی گردن پر وبال اور زوال خون کے مترادف ہے۔ اور یہ (سراسر) غلطی ہے۔ اور خرابی کا بھی باعث ہے۔

شرح حاضرات اسم اللہ ذات وحاضرات کلمہ طیب متبرکات

هر کرا نفس از فاقه عاجز شود و طاقت طاعت ندارد و قسمت از خدای تعالیٰ بداند، بروی سوال روا و حلال است۔

حدیث

وَمَنْ جَاعَ وَلَمْ یَسْئَلْ فَمَاتَ دَخَلَ النَّارَ [1]

قَوْلُهٗ تَعَالٰی:۔

وَاَمَّا السَّآئِلَ فَلَا تَنْهَرْ [2]

عامل را پیش خود حاضر کرد و کل وجز جمیع دفاتر مجمل مجموعه مخلوقات از مقام که سخن کُن فیکون از حاضرات بکشاید۔ تماشای کونین بر پشت ناخن ویا بر پشت کف دست ویا در آئینہ روشن ضمیر عالم صاحب تفسیر را بنماید ویا حقایق ماضی واحوال مستقبل حال بیند۔ حاضرات را از شوق با توفیق اسم اللہ تحقیق هفت اندام قصه جثه میگردد نُور۔ دم ز دم، جثه ز جثه میکند جدا حضور۔ این انتقال از جمعیت تحقیق باوصال نعم البدل۔ بعضی را ظاهر تحقیق وباطن توفیق وبعضی را باطن وهد توفیق وظاهر مرتبه بخشد تحقیق وبعضی را ظاهر باطن میگردد عیان ویا مثل خواب ویا مراقبه ویا غرق مثل اجل برده موت از خلق جدائی وباحق یکتائی۔ مراتب مُوْتُوْا قَبْلَ اَنْ تَمُوْتُوْا [3]

۱۔ الحدیث ۲۔ سورۃ الضحیٰ، ۹۳: ۱۰ ۳۔ عین العارفین و شرح برزخ

شرح حاضرات اسم اللہ ذات وحاضرات کلمہ طیبہ متبرکات

جس کا نفس فاقہ سے عاجز ہو جائے اور اطاعت و عبادت کی طاقت نہ رکھے۔ اور قضائے الٰہی پر اسے یقین ہو، تو اس کے لیے سوال کرنا حلال اور روا ہے۔

حدیث

"اور جو بھوکا ہو اور سوال نہ کرے
(اور بھوک سے مر جائے)، وہ جہنم میں جائے گا۔"

ارشاد خداوندی ہے:۔

"اور جو مانگتا ہو، اس کو مت جھڑک۔"

(مرشد کامل) عامل کو اپنے سامنے حاضر کر کے تمام مخلوق کے کل و جز اور تمام دفاتر (ظاہری و باطنی) اور کل مخلوقات کی حاضرات مقام حقیقت سے کُن فیکون کہہ کر کھول دیتا ہے۔ اور دونوں جہان کا تماشا پشت ناخن پر یا ہاتھ کی ہتھیلی پر دکھا دیتا ہے۔ یا عالم صاحب تفسیر کو روشن ضمیری کے آئینے میں دکھا دیتا ہے۔ اور یا ماضی کے حقائق اور آنے والے وقت کے حالات کا مشاہدہ کرا دیتا ہے۔ اسم اللہ ذات کی حاضرات سے شوق با توفیق اور تحقیق کے ساتھ طالب کے ساتوں اعضاء اور تمام جثہ نُور بن جاتا ہے۔ دم دم سے اور جثہ جثہ سے جدا ہو جاتا ہے۔ اور انسان صاحب حضوری بن جاتا ہے۔ یہ بلاشبہ جمعیت کا انتقال باوصال اور نعم البدل بعض کو ظاہر میں بطور تحقیق اور باطن میں بطور توفیق حاصل ہوتا ہے۔ اور بعض کو باطن کی توفیق اور ظاہر میں مرتبۂ تحقیق حاصل ہوتا ہے۔ اور بعض کے لیے ظاہر و باطن دونوں عیاں ہو جاتے ہیں۔ اور یا خواب اور مراقبے یا موت کی طرح استغراق میں خلق سے جدائی اور حق تعالیٰ سے یکتائی نصیب ہوتی ہے۔ یہ مراتب "موت سے پہلے مر جاؤ" کے ہیں۔

عجب مدار و عیب نیار و بر غیب مکن انکار کہ این غیب از حاضرات قرآن آیات لاریب۔

قَوْلُهٗ تَعَالٰی:۔

لَا رَيْبَ فِيْهِ هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِالْغَيْبِ [1]

و دیگر کردن حاضرات اسم اللہ ذات از برای آزمائش، امتحان، تجربہ۔ صاحب حاضرات جملہ ارواح قبور پیش او میشوند حضور۔ ہم سخن مذکور و احوالات قبور مشاہدہ۔ بر قبر بہار و یا ہر قبر نار مرتبہ بمرتبہ از دیدن تماشا سعید شقی را۔ میشود یقین، اعتبار۔ عجب مدار۔ برین غیب عیب نیار۔ میشود شرمندہ خجل خوار۔ این غیب از قرآن آیات لاریب است۔

قَوْلُهٗ تَعَالٰی:۔

اِنَّ الَّذِيْنَ يَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَيْبِ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّاَجْرٌ كَبِيْرٌ [2]

دیگر از حاضرات اسم اللہ ذات نصیب بی نصیب تمام عالم را معلوم گرداند و مطالعہ از سبق ہر علم حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم۔ میخواند قرآن، نص، حدیث و ھر کہ را باور نبود، نجس اہل خبیث۔ دیگر از حاضرات اسم اللہ ذات از ازل تا ابد آنچہ روحانیات بہ یکدیگر دست مصافحہ کند با ھر یک پیغمبر و امت او۔ حاضرات بسیار طریق آنست، چنانچہ حاضرات ذات و حاضرات صفات و حاضرات حیات و حاضرات ممات و حاضرات نفسانی و حاضرات جنونیت

۱۔ سورہ البقرہ، ۲: ۲۔ ۳

۲۔ سورہ الملک، ۶۷: ۱۲

ان پر تعجب نہ کر اور غیب پر انکار نہ کر، کیونکہ یہ غیب قرآنی آیات سے ثابت ہے، جس میں کسی قسم کا شک و شبہ نہیں۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"(اس کتاب میں) کچھ شک نہیں۔ وہ ڈرنے والوں کو
راہ بتلاتی ہے۔ جو کہ بے دیکھی چیزوں کا یقین کرتے ہیں۔"

اور علاوہ بریں آزمائش، امتحان اور تجربہ کے لیے بھی حاضرات اسم اللہ ذات کا عمل کیا جاتا ہے۔ اس سے اہل قبور کی تمام روحیں اس کے سامنے حاضر ہوتی ہیں اور اس سے ہمکلام ہوتی ہیں۔ اور تمام احوال قبور کا مشاہدہ کراتی ہیں۔ (اور) ہر قبر پر خواہ بہار ہے، خواہ ہر قبر پر آگ ہے، اس پر منکشف ہو جاتا ہے۔ اور یہ تماشا دیکھتے وقت نیک بخت اور سنگدل اہل قبر کا پتہ چل جاتا ہے۔ پھر طالب کو یقین اور اعتبار آ جاتا ہے۔ ان غیب کی باتوں پر تعجب مت کر اور نہ ہی اسے عیب خیال کر۔ ورنہ تو شرمندہ اور ذلیل ہو گا۔ یہ غیب کی باتیں قرآنی آیات سے ثابت ہیں، جو تمام شکوک و شبہات سے پاک اور منزہ ہیں۔

ارشاد خداوندی ہے:

"جو لوگ اپنے رب سے غائبانہ طور پر
ڈرتے ہیں۔ ان کے لیے بخشش اور بڑا اجر ہے۔"

نیز حاضرات اسم اللہ ذات کے ذریعے تمام عالم کو معلوم ہو جاتا ہے کہ دنیا میں کون بانصیب اور کون بے نصیب ہے۔ اور ہر علم کے سبق کا مطالعہ وہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی ذات بابرکات سے کر لیتا ہے۔ اور قرآن، نص و حدیث کو زیر مطالعہ رکھتا ہے۔ جو شخص اس پر یقین نہیں رکھتا، وہ نجس اور خبیث ہے۔ اس کے علاوہ اسم اللہ ذات کی حاضرات کے وسیلہ سے ازل سے ابد تک تمام روحانیوں سے مصافحہ کرتا ہے اور ہر پیغمبر اور اس کی امتیوں کے ساتھ ملاقی ہوتا ہے۔ حاضرات کی بہت سی اقسام ہیں۔ مثلاً حاضرات ذات، حاضرات صفات، حاضرات حیات و ممات، حاضرات نفسانی، حاضرات جنات و موکلات جسمانی اور حاضرات دفع شیطانی، حاضرات مشاہدات

با مؤکل جسمانی و حاضرات دفع شیطانی و حاضرات مشاہدات طبقات قاب قوسین باحکمت علیین و حاضرات نفس قلب و روح، سر۔ کشف ادنیٰ اعلیٰ قرب باحق تعالیٰ طی درین نقش است۔ کامل بکشاید تصرف گنج و بنماید مطالب سرنج۔

حاضرات معرفت · اللّٰه · تصرف جمعیت	علم غیب خدا مرا و خاصہ بندگان خدا	حاضرات معرفت · لِلّٰه · تصرف جمعیت
لا الٰہ الا ھو الحق المبین · لهٗ · لیس فی الدارین الا ھو	عالم الغیب والشّهادة هو الرّحمٰن الرّحیم	قرب نور حضور حقوق مسرور · هو · لیس فی الدارین الا هو
حاضرات معرفت · لهٗ · تصرف جمعیت	لا الٰہ الّا اللّٰہ محمّد رسول اللّٰہ	حاضرات معرفت · هو · تصرف جمعیت

ای طالب اللہ! زود بیا کہ ترا مشرف کنم بدیدار لقا کہ حجاب، پردہ، دیوار، سنگ کوہ، سد سکندری نیست درمیان بندہ و خدا۔ علم غیبی ہر کرا خواہد تا زود ترغیب خواند۔ غیب داند صاحب نظر۔ بشنوای نفس پرست اہل ہوا! انکار نیار و منکر مشو از معرفت اللہ، قرب، حضوری، دیدار خدا۔

ابیات

اللہ ز شہرگ نزدیک چون گویند دور　　با عیان بینم دائم باحضور

طبقات قاب قوسین، حکمت اور علوم کے ساتھ حاضرات نفس، قلب، روح اور سر بھی ہوتے ہیں۔ قرب خداوندی کا ادنیٰ اور اعلیٰ کشف اس نقش کے طے کرنے سے کھلتا ہے۔ کامل شخص اس نقش سے خزانہ کا تصرف اور تمام مطالب بغیر محنت و مشقت دکھلاتا ہے۔

حاضرات معرفت · اللّٰه · تصرف جمعیت	علم غیب اللہ تعالیٰ جانتا ہے اور اس کے خاص بندے جانتے ہیں۔	حاضرات معرفت · لِلّٰه · تصرف جمعیت
لا الٰہ الا ھو الحق المبین · لهٗ · لیس فی الدارین الا ھو	عالم الغیب والشّهادة هو الرّحمٰن الرّحیم	قرب نور حضور حقوق مسرور · هو · لیس فی الدارین الا هو
حاضرات معرفت · لهٗ · تصرف جمعیت	لا الٰہ الا اللّٰہ محمّد رسول اللّٰہ	حاضرات معرفت · هو · تصرف جمعیت

اے طالب اللہ! میرے پاس جلدی آ، تاکہ میں تجھے دیدار اور لقاء (الٰہی) سے مشرف کر دوں، کیونکہ اللہ تعالیٰ اور بندے کے درمیان کوئی حجاب، پردہ، دیوار، پہاڑ کی چٹان اور سد سکندری حائل نہیں ہے۔ وہ جسے چاہتا ہے جلد تر علم غیب عطا کرتا ہے اور طالب، علم غیب جان کر صاحب نظر ہو جاتا ہے۔ اے اہل ہوا نفس کی پوجا کرنے والے! (غور سے) سن لے! اس پر انکار نہ کر اور معرفت خداوندی، قرب و حضوری اور دیدار الٰہی کا منکر نہ بن۔

ابیات

اللہ تعالیٰ شہ رگ سے بھی زیادہ قریب ہے۔ دور کیوں کہا جاتا ہے؟ میں بالکل ظاہر دیکھتا ہوں۔ اور ہمیشہ حضوری میں رہتا ہوں۔

غیر مخلوق است بی صورت مثل   معرفت توحید حاصل شد وصل

حاصل کردن وصال در مجاہدہ ریاضت نہ بسال، نہ بماہ، نہ بہفتہ، نہ ایام۔ از حاضرات دریک ساعت مرشد کامل بکشاید و بنماید ابتداء و انتہاء فقر، معرفت، قرب، حضوری تمام۔ طالب صادق را دو گواہ است کہ ہر عمل مرشد از نیک و بد، ثواب گناہ نکند نظر نگاہ۔ این چنین طالب خاصہ را مرشد یکبارگی برساند بمعرفت قرب اللہ۔

باید دانست علم کیمیاء اکسیر و علم کیمیاء تکسیر طالبان را کند گمراہ کہ بازدارد از حضوری، معرفت اللہ، اگرچہ در نظر مردم نفع ثواب، عارفان را حجاب۔

حدیث

مَنْ لَّهُ الْمَوْلٰى فَلَهُ الْكُلُّ [۱]

قَوْلُهٗ تَعَالٰی:۔

حَسْبِیَ اللّٰهُ [۲] وَكَفٰى بِاللّٰهِ وَكِیْلًا [۳]

بیت

(بر) ہر علم من عالم کامل فقیر   کل و جز در حکم شد روشن ضمیر

ابتدا سہ مراتب است۔ طلب، محبت، شوق۔ طلب مراتب است و محبت منصب است و شوق عنایت است۔ چون طالب در طلب قدم زند، سہ طلاق

۱۔ الحدیث

۲۔ سورہ توبہ، ۹ : ۱۲۹

۳۔ سورہ الاحزاب، ۳۳ : ۴۸

اس کو کسی نے پیدا نہیں کیا۔ وہ بے صورت اور بے مثال ہے۔ توحید کی معرفت صرف وصل سے حاصل ہوتی ہے۔

اللہ تعالیٰ کا وصال سالوں، مہینوں، ہفتوں اور دنوں کی ریاضت اور مجاہدے سے حاصل نہیں ہوتا، بلکہ مرشد کامل حاضرات اسم اللہ ذات کے ذریعے ایک ساعت میں عطا کر دیتا ہے۔ اور ابتداء سے انتہاء تک فقر، معرفت، قرب اور حضوری کا تمام مشاہدہ کرا دیتا ہے۔ طالب صادق دو علامات میں منقسم ہے:۔

اوّل یہ کہ مرشد کے ہر نیک و بد عمل کی آزمائش نہ کرے اور اس کے گناہ و ثواب کو نہ دیکھے۔ ایسے خاص طالب کو مرشد یکبارگی معرفت، اور قرب الٰہی تک پہنچا دیتا ہے۔

جاننا چاہیے کہ علم کیمیاء اکسیر[۱] اور علم کیمیاء تکسیر طالبوں کو گمراہ کر دیتا ہے اور معرفت خداوندی اور حضوری سے باز رکھتا ہے، اگرچہ (عام) لوگوں کی نظر میں ان میں نفع اور ثواب ہے، مگر عارفوں کے لیے یہ حجاب ہے۔

حدیث

"جس کا مولیٰ ہے، اس کا سب کچھ ہے۔"

ارشاد خداوندی ہے:

"مجھ کو اللہ تعالیٰ کافی ہے اور اللہ تعالیٰ بس ہے کام بنانے والا۔"

بیت

میں ہر علم کا عامل اور کامل فقیر ہوں۔ میں روشن ضمیر ہوں اور کُل و جز میرے تصرف میں ہے۔

(طالب کو) ابتداء میں تین مراتب حاصل ہوتے ہیں۔ طلب، محبت اور شوق۔ طلب مراتب ہے۔ محبت منصب ہے اور شوق عنایت ہے۔ جب طالب راہ طلب میں

۱۔ علم کیمیاء اکسیر اور علم کیمیاء تکسیر سے یہاں مراد سونا چاندی بنانے کا ظاہری علم ہے۔

دهد طلاق لذت نفس و طمع، حرص از دنیا و طلاق معصیت شیطانی۔ هر که درم را جمع کند، شیطان مصاحب او بود۔ هرگز از و جدا نشود و نفس امارہ اہل دنیا را البتہ در وجود آنا۔ از خصلت فرعونی و بخل قارونی و شامت شدادی و فضیحت فتنہ نمرودی خالی نباشد۔ مرشد کامل آنست کہ طالب را با جملہ مطالب از مراتب طلب بکشاید و بنماید۔ ہمچنان اہل محبت را از منصب محبت، معرفت و مشاہدۂ حضور بکشاید و بنماید۔ ہمچنان اہل شوق را از ملک شوق عنایت عین بکشاید، عینہ بعین بنماید۔ پس این ہر سہ مراتب۔ اوّل فنافی الشیخ۔ چون صورت شیخ در نظر درآید۔ ہر طرف کہ نظر کند مراتب تصرف شیخ بنماید۔ دویم مراتب فنافی الرّسول صلّی اللہ علیہ و آلہٖ وسلّم۔ چون صورت اسم محمدؐ صلّی اللہ علیہ و آلہٖ وسلّم در تصوّر درآید، آنچہ لاسوی اللہ ازان جملگی برآید، ہر طرف کہ نظر کند، مجلس محمدی صلّی اللہ علیہ و آلہٖ وسلّم نماید۔ باحیا و باادب عاشق محمدؐ صلّی اللہ علیہ و آلہٖ وسلّم و معشوق اللہ۔ سوم مراتب فنافی اللہ جلّ جلالہٗ۔ چون صورت اسم اللہ تعالیٰ بگیرد، نفس مطلق بمیرد۔ ہر طرف کہ نظر کند انوار تجلّٰی بیشمار اسم اللہ باللہ مشرّف کند۔ آنرا لامکان گویند کہ اللہ تعالیٰ غیر مخلوق را بمقام مخلوق، ازل، ابد، دنیا، عقبیٰ، بہشت تشبیہ دادن موجب شرک و کفراست۔ پس مؤمنان را و عاشقان را چہ طور میشود دیدار وصال۔ در لامکان در آیند بجثۂ نُور، روح رحمت پذیرد۔ وقتیکہ دیدار شود جای و مکان را مثل بستہ بود۔ از دیدن دیدار عاشق نظّار

قدم رکھتا ہے، تو لذت نفس و طمع اور حرص دنیا اور معصیت شیطانی کو تین طلاق دے دیتا ہے۔ اور جو طالب روپیہ پیسہ جمع کرتا ہے، تو شیطان اس کا ساتھی بن جاتا ہے۔ اور اس سے ہرگز جدا نہیں ہوتا۔ اور اہل دنیا کا نفس امارہ تکبر و غرور سے معمور ہوتا ہے۔ اور یہ خصلت فرعونی، بخل قارونی، شامت شدادی اور فضیحت فتنہ نمرودی سے خالی نہیں ہوتی۔ مرشد کامل وہ ہے جو طالب کو جملہ مطالب اور مراتب عطا کر دے اور مشاہدہ کرا دے۔ اسی طرح اہل محبت کو منصب محبت، معرفت خداوندی اور مشاہدۂ حضوری بخش دے۔ اور دکھلا دے۔ اسی طرح اہل شوق کو ملک شوق سے عین عنایت منکشف کرے اور عین بعین دکھلا دے۔ پس یہ تینوں مراتب طالب کو عطا ہوتے ہیں: اوّل فنا فی الشیخ کا مرتبہ ہے۔ جب (طالب کو) شیخ کی صورت نظر آتی ہے، تو جس طرف نگاہ کرتا ہے، تو اسے تصرف شیخ کے مراتب دکھائی دیتے ہیں۔ دوم مرتبہ فنا فی الرّسول صلّی اللہ علیہ و آلہٖ وسلّم کا ہے۔ جب اسم محمدؐ الرّسول صلّی اللہ علیہ و آلہٖ وسلّم کی صورت تصوّر میں آتی ہے، تو طالب کے وجود سے جملہ ماسوائے اللہ نکل جاتے ہیں۔ وہ جس طرف بھی نگاہ کرتا ہے، اسے مجلس محمدی صلّی اللہ علیہ و آلہٖ وسلّم نظر آتی ہے۔ ایسا طالب باحیاء، با ادب اور حضرت محمدؐ صلّی اللہ علیہ و آلہٖ وسلّم کا عاشق اور اللہ کا معشوق ہوتا ہے۔ سوم مرتبہ فنافی اللہ جلّ جلالہٗ کا ہے۔ جب اسم اللہ کا تصوّر درست ہو جاتا ہے، تو نفس بالکل مرجاتا ہے۔ جس طرف بھی نگاہ کرتا ہے، تو وہ اسم اللہ باللہ کی تجلیات کے بیشمار انوار سے مشرّف ہوتا ہے۔ اسے لامکان کہتے ہیں۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ غیر مخلوق ہے۔ اور اسے مخلوق، مقام ازل، ابد، دنیا و آخرت اور بہشت سے تشبیہ دینا موجب کفر و شرک ہے۔

پس مؤمنوں اور عاشقوں کو دیدار اور وصال کس طرح ہوتا ہے؟ مؤمن اور عاشق لامکان میں وجود نُور کے ساتھ داخل ہوتے ہیں۔ اور ان کی روح پر اللہ کی رحمت نازل ہوتی ہے۔ جس وقت اور جہاں ان کو دیدار ہوتا ہے، اس کی مثال نہیں دے سکتے۔ جو عاشق دیدار کر لیتا ہے۔ وہ مستی و ہوشیاری میں بھی دیکھتا رہتا ہے۔ اور تکبر و غرور اور اپنی ہستی سے بیزار ہوتا ہے۔ جس قدر بھی دیدار کرتا ہے، وہ کبھی سیر نہیں ہوتا، بلکہ

در مستی ہوشیار۔ از انا ہستی بیزار۔ ہر چند می بیند، سیر نگردد، هَلْ مِنْ مَّزِیْدٍ۔ هَلْ مِنْ مَّزِیْدٍ۔ آنست مراتب معرفت، توحید، تجرید، تفرید، عین نما و عین بقا و عین لقا۔ حاصل کردن حضوری قرب خدا۔ مرشدیکہ باین توفیق دارد، طالب کردن بروی روا۔ پیریکہ این راہ نداند، مرید کردن آنرا خطا است۔

ابیات

ذکر یک شوق است بخشد حق لقاء	ذاکران را غرق فی اللہ با خدا
ذکر یک نُور است بخشد حق حضور	کی بَوَد این ذاکران بی شعور
با ذکر ذاکر شود صاحب نظر	کی بَوَد این ذاکران گاؤ خر
ذاکران را شُد حیاتی ہر دوام	ہم صحبتی باشد پیغمبر والسّلام

قَالَ عَلَیْهِ السَّلَامُ۔

ذِکْرُ اللّٰهِ فَرْضٌ مِّنْ قَبْلِ کُلِّ فَرْضٍ

لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ [1] ط

مُرشد کامل آنست کہ باشد خود در مقام ابتداء و طالبان را از حاضرات اسم اللہ میسر سازد بمقام انتہاء۔

بیت

نیست طالب آنکہ باشد بی وصل	نیست مُرشد آنکہ دائم باسوال

۱۔ الحدیث

هَلْ مِنْ مَّزِیْدٍ هَلْ مِنْ مَّزِیْدٍ ہی پکارتا ہے۔ یہ مراتب معرفت، توحید، تجرید، تفرید، عین نما، عین بقا اور عین لقاء کے ہیں اور اسی سے قرب خداوندی اور حضوری حاصل ہوتی ہے۔ جس مرشد میں اس قسم کی توفیق ہوتی ہے، اس کے لیے طالب اور مرید بنانا جائز اور روا ہے۔ اور جو پیر اس راہ سے واقف نہیں، اس کے لیے کسی کو مرید کرنا (سراسر) غلطی ہے۔

ابیات

ذکر ایک شوق ہے، جو اللہ تعالیٰ کی لقاء عطا کرتا ہے۔ اور ذاکروں کو اللہ کی ذات میں مستغرق کر دیتا ہے۔

ذکر ایک نور ہے۔ اس کے طفیل اللہ تعالیٰ حضوری کا درجہ بخش دیتا ہے۔ ایسے ذاکر بے عقل و شعور کیسے ہو سکتے ہیں؟

ذکر سے ذاکر صاحب نظر ہو جاتا ہے۔ یہ ذاکرین گائے گدھے کی مثل کیسے ہو سکتے ہیں؟

ذاکروں کو ہمیشہ کی زندگی حاصل ہوتی ہے۔ اور انہیں پیغمبروں کی صحبت اور سلامتی حاصل ہوتی ہے۔

رسول اکرم صلّی اللہ علیہ و آلہٖ وسلّم کا ارشاد گرامی ہے:

"تمام فرضوں سے پہلا فرض ذکر الٰہی ہے: لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ط

مرشد کامل وہ ہے، جو خود تو مقام ابتداء میں ہوتا ہے، مگر طالبوں کو حاضرات اسم اللہ ذات کے ذریعے انتہائی مقام میں پہنچا دیتا ہے۔

بیت

وہ طالب نہیں ہے، جسے وصال حاصل نہ ہو۔ وہ مرشد نہیں، جو ہمیشہ سوال کرتا پھرے۔

مرشد عین نما ہوتا ہے، عین دکھاتا ہے اور عین ہی فرماتا ہے۔ کہنے اور دکھانے میں

مُرشد عین نما است وی نماید وی فرماید۔ درمیان فرمودن و نمودن فرق است۔ بسلک مُرشد مرتبۂ ممات آنچہ وقت جانکندن و قبرو لحد سوال منکر و نکیر و حشرگاہ قیامت و گذر پل صراط و داخل شدن بہشت و نظار حور قصور، ذائقۂ نعمت لقاء رب العالمین، درحیات مراتب ممات را در خواب و یا در مراقبہ و یا عیان و یا بدلیل از علم قطعی و یا حاضرات و یا ناظرات، مشاہدات، جمعیت با جمال بخشد۔ معلوم شُد کہ مُرشد کامل است۔ بغیر از دیدن بر مُرشد یقین آوردن کار خامان است و مُرشد یکہ تمامیت نرساند، نامرد ناتمام است۔ بدانکہ کامل مُرشد استاد پیر و طالب و یا مرید یا شاگرد ھر یکی را از حاضرات اسم اللہ ذات دریک ساعت میکند بحضور واصل و جملہ مطالب۔ گنج تصرف میشود حاصل۔ دیگر آنکہ ھر کہ کلمۂ طیب را از کنہ کُن فیکون میخواند لَآ اِلٰہَ اِلاَّ اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ، خوانندۂ کلمۂ طیب عالم اولیاء و فاضل فقیر است۔ کلمۂ طیب ھر علم را کلید است۔ در ھر قفل کہ بنہ از وبکشاید۔ علم علوم وا سازد۔ کلمۂ طیب ام العلوم است۔ بخشندۂ معرفت، قرب اللہ توحید حیّ قیّوم است۔ ہر کہ علم حیّ قیّوم خواند، آنرا احتیاج علم خواندن رسم رسوم نماند۔ پس ھر کہ خوانندۂ کلمۂ طیب را بگوید جاہل، ھمو نست مجہول، احمق، نامعقول۔ پس در نظر مُرشد کامل طالب عالم و جاہل برابر است و کلمۂ طیب بیست و چہار حروف است۔ و در ھر حروف ہزار علم حکمت در تصرف گنج پیچیدہ طی مُرشد کامل باتوجہ طی، کلمۂ طیب بکشاید و ھر علم از کلمۂ طیب نماید۔ اثبات از حق است کہ باحق است۔ بدانکہ در نظر مُرشد کامل طالب جاہل و بی نصیب برابر است۔ ازانکہ جملہ خوانندۂ کلمۂ طیب است۔ مُرشد کامل ہر نصیب طالب، دوست حبیب نبی اللہ، طالب مرید ولی اللہ را کلمۂ طیب بکشاید و ہر نصیب از کلمۂ طیب نصیب گرداند و از حاضرات کلمۂ طیب بحضور رساند کہ باز آنرا احتیاج جمعیت و نصیب نماند۔ (پس) معلوم شد کہ جاہل، بی نصیب و بی

فرق ہے۔ راہ سلوک میں مرشد موت کے مراتب مثلاً جانکنی کا وقت، قبر و لحد، منکر نکیر کے سوال، حشر گاہ قیامت، پلصراط سے گزرنا، بہشت میں داخل ہونا، حور و قصور کا دیکھنا، لقائے رب العالمین کی نعمت کا چکھنا، زندگی ہی میں موت کے یہ مراتب خواب یا مراقبہ یا عیاں طور پر اور یا دلیل کے ذریعے قطعی علم کے ساتھ یا حاضرات، ناظرات، مشاہدات، جمعیت اور جمال کے ساتھ دکھا دیتا ہے۔ پس معلوم ہوا کہ (ان صفات کا حامل ہی) مرشد کامل ہے۔ بغیر دیکھے کسی مرشد پر یقین کرنا خام لوگوں کا کام ہے۔ اور جو مرشد ان تمام مراتب کی انتہا تک نہیں پہنچاتا، وہ نامرد اور نامکمل ہے۔ جان لے کہ کامل مرشد اور استاد پیر، طالب، یا مرید یا شاگرد ہر ایک کو حاضرات اسم اللہ ذات کے ذریعے ایک ہی ساعت میں حضوری میں واصل کر دیتا ہے۔ اور اس کے تمام مقاصد پورے کر دیتا ہے اور اس کو گنج تصرف حاصل ہو جاتا ہے۔ اس کے علاوہ جو شخص کلمۂ طیبہ کو کُنْ فَیَکُوْن کی ماہیت سے پڑھتا ہے لاَ اِلٰہَ اِلاَّ اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ، تو کلمۂ طیبہ کا پڑھنے والا عالم، ولی اللہ، فاضل اور فقیر بن جاتا ہے۔ کلمۂ طیبہ ہر علم کی کنجی ہے۔ جس قفل (مطالب) میں اس کو ڈالا جائے، تو اسے کھول دیتا ہے اور تمام علم علوم منکشف کر دیتا ہے۔ کلمۂ طیب ام العلوم ہے۔ اور اللہ حیّ و قیّوم کی قربت اور معرفت بخشنے والا ہے۔ جو کوئی حیّ و قیّوم کو پڑھتا ہے۔ اسے رسمی رواجی (ظاہری) علوم پڑھنے کی حاجت نہیں رہتی۔ پس جو کوئی کلمۂ طیبہ پڑھنے والے کو جاہل کہتا ہے، وہ خود جاہل مجہول احمق اور نامعقول ہے۔ پس مرشد کامل کی نظر میں طالب، عالم اور جاہل برابر ہیں۔ اور کلمۂ طیبہ میں چوبیس حروف ہیں۔ اور ہر حرف میں ہزار ہا علم، حکمت اور تصرف کے خزانے پوشیدہ ہیں، جن کو مرشد کامل توجہ سے کلمۂ طیبہ کے ذریعے طے کرا دیتا ہے۔ اور ہر علم کلمۂ طیبہ سے عطا کرتا ہے۔ یہ ثبوت برحق ہے، کیونکہ حق سے حق ہے۔ جان لے کہ مرشد کامل کی نظر میں طالب، جاہل اور بے نصیب برابر ہے۔ کیونکہ سب کلمۂ طیبہ کے پڑھنے والے ہیں۔ مرشد کامل کلمۂ طیبہ سے طالب کا ہر نصیب کھول دیتا ہے۔ جو نبی اللہ کا عزیز دوست اور کسی ولی اللہ کا طالب و مرید ہے۔ مرشد ہر نصیب کلمۂ طیبہ سے عطا کرتا ہے۔ اور حاضرات کلمۂ طیبہ کے وسیلے سے (اس طرح)

معرفت کافراست۔

قَوْلُهٗ تَعَالٰی:-

ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ مَوْلَى الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَاَنَّ الْكٰفِرِيْنَ لَا مَوْلٰى لَهُمْ [۱]

بشنو! عامل کامل آنست کہ باھر اسم با دم جبس حاضرات اہل اسم را حضور گرداند۔ و ہم سخن شود کہ در دل طالب باقی آرزو و غم و افسوس نماند۔ اینست اسماء اللہ دم جبس باحاضرات شدن حضور غرق فنائی اللہ نور و اسم محمد الرسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلّم دم با جبس با حاضرات مجلس محمدی صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلّم مشرف حضور گرداند۔ از محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلّم تلقین، ھدایت بدھاند۔ ہمچنان حاضرات باسم حضرت ابوبکر صدیق ؓ و حضرت عمر ابن الخطاب ؓ و حضرت عثمان ؓ و حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ و حضرت امام حسن و حضرت امام حسین رضی اللہ عنہما و حضرت شاہ محی الدین قدس اللہ تعالیٰ سرہ، العزیز و حضرت امام اعظم ؒ و حضرت امام شافعی ؒ و حضرت امام مالک ؒ و حضرت امام احمد حنبل ؒ و ہمچنان حاضرات شدن ملاقات و دم جبس با نام ھریک ارواح انبیاء و اولیاء اللہ و ہمچنان بادم حاضرات ملاقات چہل ابدال بادم جبس حاضرات ملاقات آنچہ ممات حیات غوث قطب فقیر درویش از حاضرات ملاقات۔ بادم جبس باخود حاضر آوردن جملہ فرشتگان خاصہ حضرت جبرائیل علیہ السّلام۔ طلب پیغام علم، الہام وال کند کہ علم وال دلالت ھر علم کند آیات،

۱۔ سورہ محمد، ۴۷: ۱۱

حضور میں پہنچا دیتا ہے کہ پھر اسے جمعیت اور نصیب کی بھی حاجت نہیں رہتی۔ پس معلوم ہوا کہ جاہل، بے نصیب اور بے معرفت تو صرف کافر ہی ہوتا ہے۔

ارشاد خداوندی ہے:۔

"یہ اس لیے ہے کہ اہل ایمان کا مولیٰ اللہ ہے۔ اور کافروں کا کوئی مولیٰ نہیں۔"

(اے طالب صادق !) (غور سے) سن ! عامل کامل وہ ہے، جو ہر اسم اور جبس دم سے اہل اسم کی حاضرات کو حضوری بنا دیتا ہے۔ اور اس سے ہمکلام ہوتا ہے، تاکہ طالب کے دل میں کوئی خواہش، غم اور افسوس باقی نہ رہے۔ یہ ہے اسماء اللہ کے دم جبس سے باحاضرات ہونا اور فنا فی اللہ کے نُور میں مستغرق اور حضوری ہونا اور اسم محمد رسول اللہ صلّی اللہ علیہ و آلہٖ وسلّم سے دم جبس کر کے (مرشد کامل) حاضرات کے ساتھ مجلس محمدی صلّی اللہ علیہ و آلہٖ وسلّم میں حضوری سے مشرّف کرا دیتا ہے۔ اور حضرت محمد رسول اللہ صلّی اللہ علیہ و آلہٖ وسلّم سے تلقین و ہدایت دلاتا ہے۔ اسی طرح حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت عمر ابن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ، حضرت امام حسن و حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما، حضرت شاہ محی الدین قدس اللہ سرہ العزیز، حضرت امام اعظم رحمتہ اللہ علیہ، حضرت امام شافعی رحمتہ اللہ علیہ، حضرت امام مالک رحمتہ اللہ علیہ اور حضرت امام احمد حنبل رحمتہ اللہ علیہ کے اسمائے مبارک سے فیوضات و برکات حاصل کرتے ہیں۔ اور اسی طرح حاضرات اور ملاقات حاصل ہوتی ہے۔ اور تمام انبیاء اور اولیاء اللہ کی ارواح کے نام کے ساتھ جبس دم کے ذریعے ان کی حاضرات اور ملاقات ہوتی ہے۔ اسی طرح چالیس ابدال زندہ اور مردہ غوث، قطب، فقراء اور درویشوں کے نام کے ساتھ جبس دم کے طفیل ان کی حاضرات اور ملاقات ہوتی ہے۔ اور جبس دم کے ذریعے تمام ملائکہ خاص طور پر جبرائیل علیہ السّلام کو اپنے پاس حاضر کیا جاتا ہے۔ اور ان سے علم، الہام اور دال کا پیغام طلب کیا جاتا ہے۔ اور علم دال آیات و احادیث اور ہر علم پر دلالت کرتا ہے۔ (اور اسی طرح) حضرت میکائیل علیہ السّلام سے باران رحمت کا وعدہ لیا جاتا ہے۔ اور حضرت اسرافیل علیہ السّلام سے جبس دم کی

احادیث واز حضرت میکائیل علیہ السّلام وعدۂ باران رحمت کند واز حضرت اسرافیل علیہ السّلام دم بادم حبس باحبس بر صور زند۔ ھر ملک را کہ ویران بخواہد دم حبس باصور اسرافیل علیہ السّلام آوردہ باآہ دم زدہ ہموندم ملک ویران شود تاقیامت آن آباد نگردد و بادم حبس دم بادم دہن بادہن لب بالب باتصور حضرت عزرائیل علیہ السّلام ہمدم شود۔ بر کسیکہ غضب جذب جلالیت در آید، دم ازدم حضرت عزرائیل علیہ السّلام گرفتہ ودم عدو رادر دم خود آوردہ، بر سردم رادر یکدم دم عدو را چنان سخت کند یاحبس تنگ نفس بگیرد کہ در آن یکدم از جان بی جان شود و بمیرد۔ دیگر از حاضرات نفس خود بادیگران، ہم سخن شود ومیکند ملاقات ودریابد احوالات۔ اینست مراتب مَنْ عَرَفَ نَفْسَہٗ ط ہمچنان ملاقات باصورت قلب مَنْ عَرَفَ قَلْبَہٗ ط ہمچنان ملاقات باصورت جثہ روح مَنْ عَرَفَ رُوْحُہٗ ط روح امراست ہمچنان ملاقات بجثہ سرّ مَنْ عَرَفَ سِرَّہٗ ط ہمچنان ملاقات باجثہ توفیق الٰہی نور مَنْ عَرَفَ نُوْرُہٗ ط ہمچنان ملاقات باجثہ علم ہدایت مَنْ عَرَفَ ہِدَایَتُ الْحَقِّ وہمچنان باجثہ دفع گرداند لعین شیطان راو ہمچنان حاضر گرداند پیش خود دنیا غلام راو ہمچنان تماشا بہ بیند ہژدہ ہزار عالم آنچہ کل مخلوقات۔

مُرشد یکہ ازین علم حاضرات تعلیم نکند، طالب ھرگز اثبات الیقین تلقین نشود۔ ازدین بی یقین وبی دین، مصاحب شیطان، در قید نفس لعین۔

بیت

مرد مُرشد میرساند ھر مقام   مُرشد نامرد طالب زر تمام

طالب بامطلوب باید۔ مُرشد محبوب شاید وعالم استاد بی طمع۔ فقیر اولیاء باخدا، بی کبر ہوا۔

وساطت سے صور پھونکا جاتا ہے۔ اور جس ملک کو چاہے صور اسرافیل علیہ السّلام کے ساتھ حبس دم کے ذریعے حبس دم والا اسے فی الفور ویران کر دیتا ہے، جو پھر قیامت تک وہ ملک آباد نہیں ہوتا۔ اور جب حبس دم سے دم با دم، لب بالب، دھن با دھن حضرت عزرائیل علیہ السّلام کے تصوّر کے ساتھ ہمدم ہوتا ہے، تو جس شخص کی طرف غضب، جذب اور جلالیت کے ساتھ نگاہ کرتا ہے اور حضرت عزرائیل علیہ السلام کا دم لیتا ہے اور پھر دشمن کے دم کو اپنے دم سے ملاتا ہے، تو ایک دم میں دشمن کے دم کو ایسی سختی اور درشتی کے ساتھ حبس دم کے ساتھ تنگ کر دیتا ہے، کہ دشمن اسی وقت جان سے بیجان اور ہلاک ہو جاتا ہے۔ اس کے علاوہ اپنے نفس کے حاضرات کے وسیلہ سے دوسروں سے ہمکلام ہو سکتا ہے، ملاقات کر سکتا ہے اور احوال معلوم کر سکتا ہے۔ یہ مراتب اس شخص کے ہیں، جس نے اپنے نفس کو پہچان لیا ہو۔ اسی طرح صورت قلب سے ملاقات کو مَنْ عَرَفَ قَلْبَہٗ اور صورت روح سے ملاقات کو مَنْ عَرَفَ رُوْحَہٗ اور روح امرالٰہی ہے۔ اور اسی طرح صورت سرّ سے ملاقات کو مَنْ عَرَفَ سِرَّہٗ کہتے ہیں۔ اور وجود نُور توفیق الٰہی سے ملاقات کو مَنْ عَرَفَ نُوْرُہٗ کہتے ہیں اور اسی طرح وجود علم ہدایت سے ملاقات کو مَنْ عَرَفَ ہِدَایَتُ الْحَقِّ کہتے ہیں۔ اس کے علاوہ شیطان لعین کے جثہ کو دفع کرنے اور دنیا کو اپنے سامنے غلام کی طرح پیش کرنے کا عمل کیا جاتا ہے۔ اور اس طرح اٹھارہ ہزار عالم کی کل مخلوقات کا تماشا دیکھتا ہے۔

جو مرشد طالب کو اس علم حاضرات کی تعلیم نہیں دیتا۔ طالب ہرگز ثابت الیقین اور قابل تلقین نہیں ہو سکتا۔ بلکہ دین سے بے یقین، بے دین، شیطان کا مصاحب اور نفس لعین کی قید میں پھنسا رہتا ہے۔

بیت

کامل مرد مرشد ہر مقام تک پہنچا دیتا ہے اور ناقص مرشد کاملاً مال و زر کا طالب ہوتا ہے۔

طالب مطلوب کا متقی ہو، مرشد محبوب ہو، عالم و استاد بے طمع ہونا چاہیئے اور

توکل آنرا گویند کہ جملہ تصرف گنج در ملک داشتہ باشد و نفع مسلمانرا دہد۔ خود تارک فارغ باشد۔ این نہ متوکل است۔

بیت

ازدست نارساست کہ مکارہ پارساست　　این فقر اضطراری بی حیا است

بیت

روشن ضمیر را چہ غم از اختلاط خلق　　دریا بہ مشت خاک مکدر نمیشود

فقیر اور ولی ایسا ہو، جو باخدا ہو اور تکبر اور نفسانی خواہشات سے مبرا ہو۔

اور توکل اسے کہتے ہیں کہ ملک کے تمام خزانوں کا تصرف اسے حاصل ہو اور وہ ان سے مسلمانوں کو نفع پہنچائے، مگر خود تارک فارغ ہو۔ اگر ایسا نہیں، تو پھر وہ متوکل نہیں۔

بیت

مکارہ کا ہاتھ پہنچ سے دور ہے۔ اس لیے وہ نیک و پارسا بن گئی ہے۔ اس طرح کا فقر مجبوری کا فقر ہے۔ اور ایسے لوگ بے حیا ہیں۔

بیت

روشن دل رکھنے والے کو مخلوق کے ساتھ میل جول رکھنے سے کوئی نقصان نہیں ہوتا، کیونکہ دریا مٹھی بھر خاک سے گدلا نہیں ہوتا۔

شرح علم دعوت

دعوت عامل خواندہ "اُقْتُلُوا الْمُوْذِیَاتِ قَبْلَ الْاِیْذَاءِ اَلْمُلْکُ لِمَنْ غَلَبَ وَالْمَالُ لِمَنْ طَلَبَ وَالسَّیْفُ لِمَنْ ضَرَبَ"۔ اگر یک طرف لشکر جمع سوار پیادہ مجمل مجموعہ لکھ ویا آنکہ کروڑ باشد ویک طرف یک کس باشد عامل علم دعوت بشروع وردوظایف باھر سوار پیادہ لشکر مؤکل فرشتہ غیب الغیب گردد کہ اہل لشکریان راباھردودست، ھردو چشم نہادہ ھمہ رانابینا کندوکوری شود۔ ویا آنکہ مجنون دیوانہ کہ پارچہ ازتن پارہ کردہ بدریدہ، برزمین مثل خرغلطند ویا آنکہ دل ازدست رود، ہیچکس راقوت شمشیرزدن نماند۔ دیگر علم دعوت اگر کسی یااولیاءاللہ فقیردشمن منافق بود، اگر باتصور چشم باجذب چشم نور روشن از چشم عدوکشیدہ بگیرد ویادرد چشم کورشود وبمیرد ویا آنکہ باتوجہ، تصورزندگی ازھراعضابرگیرداز سرتاقدم وجوداوخشک شودودرہلاکت بمیرد یا آنکہ باغضب، جذب جلالیت درجگرباتصورتیغ توجہ زخم زند، تمام عمربیماربود کہ ھرگزبہ نشود۔ این چنان سلاح عارفان خدا، اولیاءاست۔

شرح علم دعوت

علم دعوت کا پڑھنے والا عامل اس ضرب المثل پر عمل کرتا ہے کہ "موذیوں کو ایذا رسانی سے پہلے ہی قتل کر دینا چاہیے۔ ملک اسی کا ہے، جو غالب آ گیا۔ مال اس کا ہے، جو اس کی طلب رکھتا ہے اور تلوار کے لائق وہ ہے، جو تلوار سے ضرب لگا سکے۔" اگر ایک طرف مجموعی طور پر ایک لاکھ یا ایک کروڑ سوار اور پیادہ لشکر ہو، اور دوسری طرف صرف علم دعوت پڑھنے والا ایک عامل ہو، تو اس کے ورد وظائف شروع کرتے ہی تمام سوار اور پیادہ لشکر مؤکلات اور فرشتوں کی غیبی مدد سے (ایک لحظہ میں) رفع دفع ہو جائے گا۔ مؤکل اور ملائکہ لشکریوں کی دونوں آنکھوں پر ہر دو ہاتھ رکھ کر سب کو نابینا بنا دیتے ہیں۔ اور وہ اندھے ہو جاتے ہیں۔ اور یا وہ لشکر والے مجنوں اور دیوانہ ہو کر اپنے بدن کے کپڑے پارہ پارہ کر کے پھاڑ دیتے ہیں۔ اور وہ زمین پر گدھوں کی طرح لوٹتے ہیں۔ یا وہ ہمت ہار بیٹھتے ہیں۔ اور کسی شخص کو تلوار کا وار تک کرنے کی طاقت نہیں رہتی۔ اس کے علاوہ علم دعوت کی یہ تاثیر ہوتی ہے کہ اگر کوئی منافق کسی ولی اللہ فقیر کا دشمن ہو اور عامل دعوت تصور چشم اور باطنی آنکھوں کے جذب کے ساتھ دشمن کی آنکھوں سے نور کھینچ لے، تو وہ یا درد چشم کے سبب دونوں آنکھوں سے اندھا ہو کر ہلاک ہو جاتا ہے۔ یا یہ کہ بذریعہ توجہ و تصور اس کے ہر ایک عضو سے زندگی لے لے گا۔ اور اس کا وجود سر سے قدم تک خشک ہو جائے گا۔ اور وہ ہلاک ہو جائے گا۔ یا یہ کہ غضب اور جذب جلالیت سے تصور و توجہ کے ذریعے اس کے جگر پر تلوار کے زخم لگائے گا، تو وہ تمام عمر بیمار رہے گا۔ اور وہ ہرگز تندرست نہ ہو گا۔ اس قسم کے باطنی اوزار عارفان خدا اور اولیاء اللہ کے پاس ہوتے ہیں۔

بیت

خندہ ھا بر سینۂ صافان میکنی ہوشیار باش   ہر کہ بر آئینہ خندد ریش خندی خود کند

و علم دعوت عامل صاحب تصور توفیق کامل۔ برفیق حق تحقیق، تحمل بار بردار متحمل۔ گہ در جلال و گاہ در جمال وصال۔ بداننکہ دجود طالب اللہ از سر دماغ تا بہ ناف نفس خلاف ہفتاد مقام کہ در ھر یک حاصل کردن توحید، معرفت اللہ شعلۂ تجلّیٔ انوار از قرب اللہ دیدار دوام ھر صبح و شام کہ مشق تفکر مرقوم۔ اول دہ مقام بسر دماغ دپنج در ھر یک چشم و دہ در ھر دو گوش و یک بر زبان و پنج در سینہ و پنج در قلب باگرد دل و دہ با ھر دو پہلو و پنج باناف۔ نفس را گردن زد با اخلاص مراتب حضور، خاص جمیعت۔ این درین مشق وجودیہ ابتدا مقام لِیْ مَعَ اللّٰہِ و انتہاء مقام فنا فی اللہ۔ در ھر اعضا بہ لطیفۂ غیب الغیب بکشاید۔ نُور بنماید حضور۔ و در آن حضور با عقل کلّی جواب صواب شعور۔

بیت

فرشتہ گرچہ دارد قرب درگاہ   نگنجد در مقام لِیْ مَعَ اللّٰہِ [1]

طریق صاحب تصور را دو مراتب است:

---

[1] لِیْ مَعَ اللّٰہِ وَقْتٌ لَا یَسَعُنِیْ فِیْہِ مَلَکٌ مُّقَرَّبٌ وَّ لَا نَبِیٌّ مُّرْسَلٌ ط (الحدیث)

بیت

تو صاف دل لوگوں سے ٹھٹھا مذاق کرتا ہے۔ (تو اپنے انجام سے) ہوشیار رہ۔ کیونکہ جو آئینہ پر ہنستا ہے۔ وہ (اپنے ہی چہرے کے عکس کا) مذاق اڑاتا ہے۔

اور علم دعوت کا عامل اور صاحب تصور کامل صاحب توفیق ہوتا ہے۔ وہ یقیناً حق کا رفیق ہوتا ہے۔ اور مکمل طور پر بردبار اور ہر طرح کی مشکلات کو برداشت کرنے والا ہوتا ہے۔ وہ کبھی جلال میں اور کبھی جمال میں آ کر بارگاہ خداوندی میں وصال حاصل کرتا ہے۔ (اے طالب صادق!) اچھی طرح جان لے کہ طالب اللہ کے وجود میں سر اور دماغ سے لے کر ناف تک ستر مقامات ایسے ہیں، جن کو نفس کے خلاف استعمال کیا جاتا ہے۔ ان میں سے ہر ایک مقام پر مشق تفکر مرقوم کے ذریعے توحید، معرفت خداوندی، شعلۂ تجلّی انوار اور قرب الٰہی اور دیدار دائمی طور پر صبح و شام حاصل کیا جاتا ہے۔ ان ستر مقامات میں سے دس مقامات سر اور دماغ میں ہیں۔ پانچ پانچ ہر ایک آنکھ میں۔ دس دس دونوں کانوں میں، ایک زبان پر۔ پانچ سینے میں، پانچ قلب میں اور دل کے اردگرد۔ دس ہر دو پہلوؤں میں اور پانچ ناف میں ہیں۔

نفس کی گردن مارنا اخلاص کے ساتھ حضوری اور جمعیت کے مراتب خاص ہیں۔ مشق وجودیہ کے ذریعے ابتداء میں لِیْ مَعَ اللّٰہِ کا مقام اور انتہاء میں فنا فی اللہ کا مقام حاصل ہوتا ہے۔ ہر عضو میں لطیفۂ غیب الغیب کھلتا ہے۔ اور نُور و حضور حاصل ہوتا ہے۔ اور اس حضوری میں عقل کلّی اور شعور کے ساتھ جواب باصواب ملتا ہے۔

بیت

فرشتہ اگرچہ درگاہ خداوندی میں قرب رکھتا ہے، مگر وہ لِیْ مَعَ اللّٰہِ [1] کی منزل اور مقام تک نہیں پہنچ سکتا۔

صاحب تصور کے طریق کی دو علامات ہیں:۔

پہلی علامت:۔ اور آپس میں حق کی وصیت کرنا۔

---

[1] اللہ تعالیٰ کے ساتھ میرا ایک ایسا وقت بھی ہوتا ہے کہ اس وقت نہ کوئی مقرب فرشتہ سما سکتا ہے اور نہ کوئی نبی مرسل۔ (الحدیث)

وَتَوَاصَوْا بِالْحَقِّ وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ [۱] ط

آنچہ در حضوری رویت حق بہ بیند، بروصبر کند، سکوت۔

قَالَ النَّبِيُّ عَلَيْهِ السَّلَامُ:۔

مَنْ عَرَفَ رَبَّهٗ فَقَدْ كَلَّ لِسَانُهٗ [۲] ط

بیت

چشم را بکشا ببین رویت خدا   بالیقین باعیان و دل صفا

برکت دید لقاء خدا ازین اسماء برحق است۔ تصور اسم اللہ و تصرف اسم اللہ و توجہ اسم لہٗ، تفکر اسم ھو باجمیعت تصور اسم محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم۔ تصور مشاہدہ وسیلہ۔ باسم فقر فیض، فضل، رحمت باعطاء۔

از اسم مَعَ اللّٰهِ شد مشرف رویت لقاء۔ خدا فقط۔

تَمَّتْ بِالْخَيْرِ

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اَصْحَابِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِكْ وَسَلِّمْ ط

۱۔ سورہ العصر، ۱۰۳: ۳
۲۔ نقل از شرح شیخ فرید الدین عطار

دوسری علامت:۔ اور آپس میں صبر کی وصیت کرنا۔

جو کچھ حضوری میں حق کی رویت دیکھ لیتا ہے، وہ اس پر صبر کرتا ہے اور خاموش رہتا ہے۔

ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم ہے:

"جس نے اپنے رب کو پہچان لیا، پس اس کی زبان گونگی ہو گئی۔"

بیت

(اپنی) آنکھوں کو کھول اور اللہ تعالیٰ کا دیدار یقین اور دل کی صفائی کے ساتھ عیاں طور پر کر۔

دیدار الٰہی اور لقاء کی برکت ان اسماء سے برحق طور پر ہوتی ہے۔ اسم اللہ کے تصور سے، اسم اللہ کے تصرف سے، اسم لہٗ کی توجہ سے، اسم ھو کے تفکر اور اسم محمد صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کے تصور سے۔ تصور مشاہدے کا وسیلہ ہے۔ اور اسم فقر سے فیض، فضل اور رحمت (الٰہی) عطا ہوتی ہے۔ اور اسم مَعَ اللّٰهِ سے دیدار الٰہی کی رویت نصیب ہوتی ہے۔

اللہ بس ماسوی اللہ ہوس۔

تَمَّتْ بِالْخَيْرِ

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اَصْحَابِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِكْ وَسَلِّمْ ط

فہرست مضامین

نمبر شمار	مضامین	صفحہ
۱	دیباچہ	۷
۲	سلطان العارفین حضرت سلطان باہو ؒ کے مختصر سوانح حیات	۹
۳	حمد و نعت	۱۷
۴	مرشد کامل کا کمال	۳۱
۵	قادری طریقہ کی فضیلت	۷۳
۶	نغمہ و سرود اور اس کی اقسام	۱۱۱
۷	شرحِ مراقبہ	۱۶۷
۸	مراقبہ کی مزید تشریح	۱۶۹
۹	قبر محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم پر دعوت پڑھنے کا طریقہ	۱۷۳
۱۰	شرحِ حاضرات اسم اللہ ذات	۱۸۱
۱۱	دل کی حقیقت	۲۰۱
۱۲	مدح شاہ جیلان ؒ	۲۰۵
۱۳	شرحِ انتقال	۲۱۱
۱۴	دم کی شرح	۲۲۳
۱۵	علم دعوت اور عامل دعوت کی تشریح	۲۳۱
۱۶	نقش اسماء الحسنیٰ مبارکہ	۲۵۸
۱۷	شرحِ علم دعوت	۲۷۵

نمبر شمار	مضامین	صفحہ
۱۸	شرحِ پیر و مرشد	۲۸۳
۱۹	شرحِ طالب مرید	۲۸۵
۲۰	نمازِ حقیقی	۲۹۷
۲۱	صادق و ناقص مرید کی شناخت	۳۰۳
۲۲	شرحِ معرفت	۳۱۱
۲۳	شرحِ اسم اللہ ذات و شرحِ اسم سرور کائنات صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم	۳۲۳
۲۴	شرحِ یقین	۳۴۱
۲۵	شرحِ حاضرات اسم اللہ ذات و حاضرات کلمۂ طیب متبرکات	۳۷۱
۲۶	شرحِ علم دعوت	۳۹۱

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

دیباچہ

"روحی شریف" ، "تیغ برہنہ" ، "کلید التوحید خورد" ، "گنج الاسرار"، "فضل اللقاء" ، "مجالستہ النبیؐ" ، "اورنگ شاہی" ، "عین الفقر" ، "دیوان باہو" (فارسی)" ، "کشف الاسرار" ، "کلید جنت" ، "محبت الاسرار"، "قرب دیدار"، "مفتاح العارفین"، "اسرار القادری" ، "دیدار بخش خورد" ، "دیدار بخش کلاں" ، "محکم الفقراء" ، "توفیق الہدایت" ، اور "عین العارفین" کے بعد "عقل بیدار" سلطان العارفین حضرت سلطان باہوؒ کی یہ اکیسویں قلمی تصنیف ہے، جو خاکسار کی جانب سے تدوین و اردو ترجمہ و تشریح کے ساتھ پیش کی جا رہی ہے۔

"عقل بیدار" کی تدوین میں کاتب حافظ فیض محمد کے قلمی نسخہ کو متن قرار دیا گیا ہے۔ یہ نسخہ ۱۴ ماہ شوال المعظم ۱۳۴۳ھ بروز پنج شنبہ بوقت عصر پایۂ تکمیل کو پہنچا تھا۔ "عقل بیدار" کو ترتیب دیتے وقت دو دیگر قلمی نسخوں کو بھی پیش نظر رکھا گیا ہے۔ ایک نسخہ تو سلطان احمد صاحب کے ہاتھ کا لکھا ہوا ہے۔ یہ نسخہ یکم ماہ محرم ۱۳۵۰ھ بروز یک شنبہ اختتام پذیر ہوا۔ یہ نسخہ کافی حد تک ناقص ہے اور اس میں بے شمار اغلاط پائی جاتی ہیں۔ دوسرا بلکہ نہایت ہی خوشخط قلمی نسخہ حضرت فقیر سلطان نور احمد جو اپنے آپ کو "اہموں فقیر" کہتے ہیں، کے دست مبارک کا لکھا ہوا ہے۔ اس پر تاریخ تحریر درج نہیں ہے۔ یہ نسخہ کافی بہتر ہے۔ یہ مجھے اپنے پیر و مرشد حافظ فیض سلطان مرحوم و مغفور کے فرزند ارجمند جناب صاحبزادہ نجیب سلطان صاحب نے عنایت فرمایا، جس کے لیے میں ان کا انتہائی ممنوں ہوں۔

جہاں تک زیرِ نظر قلمی نسخے کے اردو ترجمہ و تشریح کا تعلق ہے، تو بندہ نے محترم صاحبزادہ حضرت فقیر عبدالحمید صاحب کلاچوی کے "عقل بیدار" کے اردو ترجمہ سے معتدبہ استفادہ کیا ہے۔ بلکہ حاشیہ جات تو تقریباً پورے کے پورے اسی کتاب سے نقل